

اِنَّ مَثَلَ قُلُوبِ النَّاسِ كَمَثَلِ خِيَارٍ اِنْ اَعْطِيَ خِلَافًا عَظِيمًا

دینے کے لئے اس کے لئے ایک بڑا مال کی مختلف شاخوں میں پناہ
نہیں دیتی اور جس کے مطابق کیلئے شاخوں میں ایک اور شاخ میں دینے

حیات ملی

ہس میں

دنیا کے لئے مشہور و معروف عالمی باغیچہ حضرت افاضت الی صاحب
وہابی کی تاریخی جنگ کے نام افسانہ کے علاوہ ایک ایسی ہیرو و فطرت شاخ
کے تقریباً اسی سو سو پونے کی لاکھوں ضابطہ فنی کی کتاب ہے
لطیف حیات میں لکھی گئی ہے جس پر سولہ کلاں سے زیادہ مایہ

تاریخی پیشی چمک رہی ہے
مصنفہ

بنیاد قتل املا کل ملکہ مولیٰ محمد جمشید صاحب نے علم و تقاضی
تحت دہلی الی المرتضیٰ صفیہ خاتون صاحبہ کا مزید اضافہ کیا ہے

افضل المطابع واقعہ درہا قریب حیدر آباد

[illegible][illegible]

تمام ہوئی فہرست مضامین

نہایت مسامین نوٹ، علم حدیث کی معرفت قرآن میں
تاسہ کے امتثال، تعون یکے کے بین بنی، تعدد

[illegible]

اور اگر کچھ سلف کے واقعات کو سرسری اور سطحی نظر سے دیکھیں یا ان کے حالات سے محروم و کیفیت حاصل کریں
تو یہ سلف نہ اہل ایمان نہ کافر ہی ہو کر رہتے ہیں جو بہت دور جہاد کے اسلام کے ہاک ناموں کی شہرت اور ان کے
ذہنی و فکری حالات کا علم نہ ہو چاہے وہ سب کو گرفت زانے کے واسطے جو حدیث یا قوم کے نوجوانوں کو یہ چھوڑ
عالم اور فنی حقیقتات کو نظر سے ہٹا کر اپنے غرضوں کے غرضی حالات ناموں کے غرضی حالات نہ کہ تو ان کے ان کے
ناموں سے بھی دیکھ کر وہ بہت غصہ نہیں ہے۔ اسی حالت میں جو کہ ان کے تفسیر میں ہی نہیں ان کی اصلاح میں قوم
یا کفری واقعات اور تفسیر میں ان کے حالات سے کمال سے کمال کا علم اور تفسیر میں ان کے ناموں سے ان کے حالات سے قوم میں
کئے جاتے ہیں اور جو وہ ان کے دلوں کو ہکا بکا کر کے واقعات نہ ہونے کی حالت سے ان کو کہتے ہیں ان کے حاشیہ اور سطحی
مات سے بخوبی واقف نہ ہوتے ہیں

[illegible]

علامہ ابن شیرازی مصنف کلام التوحید جس کی ہمدردی پر ان کے مقلدان جیسے منصف کو بہت بد اخلاق بنایا
 کے رو پر ان میں سے ایک کو نہر سلطان کر کے شہر میں لے کر چلا گیا کہ کتب کے دروازے پر داخل کے بعد وہاں پرنا ہر مقلدان
 توجہ حاصل پر بد اخلاق ہو کر گیا کہ دعویٰ ہے کہ انہیں کلام التوحید کی طرف توجہ نہیں ہے چونکہ اس کے کی تہذیب اور
 عقل منجھو کے میں نہیں ہوتا غایہ مافی الالباب ہے کہ چونکہ مفسرین کلمات مفسر ہمارے ہیں کہ جب غریب ہوں تو پوچھتا
 ہوں کہ میں نے کہا نہیں اس کے لئے کہ کوئی اور مقدمہ قائم نہ ماسئل نہیں ہوتا اور یہ ہے کہ قوس علیٰ تحصیل میں کہ کوشش کرنا
 سے تفسیر اس وقت ہو۔

لیکن ہمارے گناہ کی یہ کیفیت اور کمزوری حال ہی میں درگون گاہت جن کے دماغ نسبت اور آئینہ منقل نہایت کمزور
موجود نہ ہوا ہے۔ کیونکہ ہر لوگ عقل منقل طریق ستم کرتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ تاریخی و فاضل صرف دنیاوی

شعبان الثانی سے عقلمیں کیانی میں اکثر مستبصرین سمیں ہاتھیں۔

۱۔ ایک ستمیہ بین مذہبیوں کو جو ہمیشہ پیشوایان میں ہے کہ ہر فرد فتنہ و فساد میں بے گناہ نہ رہتا ہے۔
 ۲۔ کہ باطنی حالات اور کمال و اہمیت کے لحاظ سے اسلام ثابت و قیام کے لئے تھا و دیگر ہے لیکن اس کے ساتھ
 ۳۔ میں نے دیکھتے ہوئے کہ میں نے جو یہ وہاں سے ملتا ہے اس میں اس کے لئے ایک نیا اور ایک نیا ہے کہ اس کے لئے
 ۴۔ وقت اور سرپرستی میں میں نے اس کے لئے ایک نیا اور ایک نیا ہے کہ اس کے لئے ایک نیا اور ایک نیا ہے
 ۵۔ جانتے ہوئے کہ میں نے اس کے لئے ایک نیا اور ایک نیا ہے کہ اس کے لئے ایک نیا اور ایک نیا ہے

اس بنا پر میں خود سے گزشتہ نامہ میں سے مرتضیٰ حسین صاحب کے نامی دعا شوقی اہل ادب و علمی مکتبہ
 کی نگاہ اور خوشنات و زیادت کو ہم کے سامنے کھینچ کر جو اسے نامتے، زیادہ محنت و مغرب میں ہیں، ان کے مفید و
 منابت کا ذرا اضافہ کی جڑ تک شہداء و نام پر یاد دہانہ نام میں گھر سے بیجا ہوا ہے۔

[illegible][illegible]

اور شکیں ہے اس وقت نشان نہیں کہ اس کتاب کے کہنے وقت میرے پاس تاریخی سلسلہ داخل موجود تھا جس کا
میرے تحت انور ہے۔

برہنہ کہ میری تمام ہفت کے ذریعہ امور حکومت کے مسائل سمجھ رہا ہوں۔ دوسرا بیگ بھی باہر جاؤ! اہلین میں سے
 اہلین صرح میں ہیں۔ انہیں سے سب کی نسبت نہیں کرنا کہ اہلین نسبت بھی باہر اہلین ہے کہ ان کے متعلق میری حرج
 نام نہونی ہے۔ وہ قطعاً میری نسبت نہیں ہے۔ انہیں میں سے اہلین کا مقابلہ نہیں۔

فرنگیہا ت فرنگی کی عملی سیرانیال ہرگز نہ لپٹا وہ اہل ہند صاحب دہر کے مغز مشرقیہ خانہ کے چند اولوہ فرما رہا تھا حضرت کا لک کہ جو کچھ شرح و بیضا لکھا کہ انہوں نے اس کے معنی میں عبارت فرنگی کے معنی ہر طالب میں لکھ دیا وراج ہنگوں کے جوڑ میں معنی عبارت میں سے غرق تھاکر اس کے معنی خود کفر و فراق اور گمراہی و خروج سے عبارت فرنگی کو نہایت رحمت و تدبیر سے دیکھا ہے یہ خیال کی چل تانیال۔

[illegible]

و سب کے تاجدار کی حیثیت کو تسلیم کر کے سلطان نے تمام وہی سلوک کی رعایت کی اور صوبہ تین
ہفت اپنا ایک اور خزانہ کھول دیا۔ لکھا کہ جس پیشہ وطان کو دوست پریشان کرنی تھیں کہہ کر گنجے تھیں تھا
میں سے جس شخص کا تاجی سر پہ جو صوبہ وہ اس پر اور غلام سلطان کام کیے کہ سلطان کی تھیں جو میں
کی ایک نیال خاک پیشہ اصل اولیٰ تھے اس اداوستہ از کرا۔ لیکن اس پر یہی طبیعت کی نفس ہو کر وہ برابر تاجی
نہی بلکہ یہ اور غم مستقل ہو چکا تھا کہ سلطان نے جسے گلاب بنو سق اداوستہ گلاب بنو سے کی فرزند نکلیں کہ
کرن پر وچا اس باج صوبہ پر مبنی تھے۔ و اگر شہدہ دوزن بنے جسے باطل راوی سی پیدائش کی وہ صوبہ شہدہ شہر
اب ایک طبیعت کی گزرا و شہدہ سائل بن گیا۔

لیکن توحید اہم و جہ گزشتہ: پایا تا کہ ہر ایک غیب اتفاقی طور پر سے اس درجے کو جو ایک درجہ تکمیل پر پہنچا۔

علا صاحب مکتوب : صرف میں سے رقم بدست میں بنی مگر کچھ بچھڑا ہے نہ اس میں اور تیار ہے کہ
خیر خواہ بن آئے امانت کا سرور گرن پلینا گرا نہ ہر قبضہ جس میں سے کہیں سبکدوش نہیں ہو سکتا تین
پانچ سو گرن کر پانچ پانچ بیاض کا مسلمان کے نامزد کر کے ان امانت کا شکریہ ادا کر بن جو میرہ وقتاً
وقتاً کئی طرح سے غلام بن آئے ہیں ۔ مگر ان سے اس وقت اندر سے کچھ گنا پتا ہے کہ بن دہریسی عقیقت ہرگز نہیں
قابل نہیں گرن کے اس کا سامت کو کئی کر سکیں ۔

[illegible]

اسلامی دنیا انصاف مشرقی صحیح بخاری جلد دہم کے نام سے اور ان کا ایسا ہی نام ابو نعیم شریف کے مبارک نام سے واقفیت اور تعارف پیدا کر لیا ہے اس سے زیادہ ترجمہ و تفسیر کے لوگ جناب عارف ابن حضرت شامہ ولی اللہ صاحب ایران کے شریف خاندان کو کہتا ہیں مہر آن کی شان مہر بیگ درخت ابو نعیم و دولت ہمارے وطن میں جس کی وجہ سے ہمارے علمین کو اپنے انسدادی جوش کیساتھ ان کے حالات اور واقعات کی طرف متوجہ رہیں۔

شاد و ولی اللہ صاحب لکھتے تھے خاندان سے تخلص عثمان بن علیؓ کی نسبت ہادی کا پادراستہ
ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ابن کواکبؒ کی کتاب روضۂ نہد مستمل بہ لغو و صریح و کج
کی زبان پر شایعیت و نفرت و کینا کی کے ساتھ جاری ہو جو بہترین سنگ ایسے دنیا کے مشہور و معروف ہی مثلاً
اسکے بزرگ خاندان کا نگارہ نہ رہے نہ تہذیب و تمدن کا نگارہ نہ رہا۔

[illegible]

نداند و تمیزی از حقست و باز نیز با ایف کفر قبول فرما و ادای کی مقبولست عامر که گون مین پرست
 زین قهر مین - و بخود عیدان ان لکن لله رب العالمین

ابو محمد رحیم بخش
خانکار غلام حسن

یہ بات نہ صرف تعجب بخیر ملک تخت افسوسناک ہو کہ ہند ہی مورخوں کی بے توجہی اور لاپرواہی
شعے معلوم نہیں کہ جو کس شمس لدین غفرلہ کی نشان دہی درجک تشریف لائے اور کون سے شہر میں جانا
اقامت اختیار کی یہ قریب درکار میں اہدات کا مکتب پتہ نشان چلائے کہ اس وقت ہندوستان کس
تاجدار کے زیر حکومت تھا یا غیرت خلعت تختات سے صرف حاکم ظاہر رہا ہو کہ جو حقیقی ہاکم کی خوش
تلمیذین ایشیائی دنیا میں چمکے اور ان کے کل پیکر کھنڈوں کے نمونے کے قریب اقامت فرمائی حصار کو
روند ڈالا اور ہندوستان کے طبقات میں اسلام کے شاد رخ و جہنم سے جاوید رہن میں چلے گئے وہ بہت
شرطاً تو قریش اور سراسر عربیہ شہر میں طویل قیامت دیکھا یا نہیں کہ شیخ شمس لدین غفرلہ ہی تھے
خود جناب شام و اعراسہ صاحب اپنے تحلیل القدر و غریبہ شریف خاندان کے مذکور میں ایک کنایہ کا قلم

تجہ ٹھوس معنی میں
نے سب کو مشورہ
جنگ میں اقامت
انتہا کی

روایتی و تاریخی

شہزادہ ایک اسلامی توحیدت خیر خواست و تابعی و اخلاقت کے حامل ہے ایک یادگار مقام ہے۔
 دانش و نگار و دور و شوگستہ ہے، انہم پر دست منارہم بجا ہے جو عروج اور ترقی میں انسانیت کے مسائل
 تھی ہندوستان کے کسی اور شہر کو بہت کم شہر جیسی ہے اس میں ہر کوئی شہر قصبہ یا راجہ خواہد
 ہادی میں سرسری و شاہی ہیں، لیکن ہادی کی کھسکا کے سیدان نہایت وسیع انداز میں منظور ہوتا ہے
 اور ایک چاروں طرف نہایت خیر خواہان واقع ہے، جو ان کے ہمت کے بڑے بلوکلہ اور متذکر ہے۔ شہر کو
 بالکل اور بل بلکہ جو دریا جاتا تھا قصبہ باندے کے تحت شمال اور ہندوستان کے دو گنا زہر کو پتہ دے

شہرِ بنگال کا ناچ

شہزادہ کی بہن
ہمسایہ کا عروج

پنجہ سنان
۴۷

سخنِ شمس و سہیل کے
خطِ ہر روز بخیر و علوم

شیخ شمس الدین عظیمی
حیرت انگیز قصہ

شیخ الاسلام ابن عثیمین

1

خمس و بیس کے
طہری بخشی علوم

شیخ شمس الدین عظیمی
حیرت انگیز قصہ

شیخ الاسلام ابن عثیمین

1

انکے تمام غرض مناسب اور متاثر محمد بن کیلئے بھی شخص انتخاب کیا جاتا تھا یہ قابلِ شکر ہے کہ اس شخص کے

لیکن ان مقررہ و معزز عہدوں کو کسی شخص یا کسی خاندان کیساتھ مخصوص نہ ہو و نہ میں کیا
ہوتا تھا۔ اور کچھ ہی ضرورت تھا کہ جو شخص ان جلیل القدر عہدہ کیلئے اپنے آپ کو مستحق کر لیا گیا تو اب یہ
عہدہ اس کے لئے خاندان میں موروثی قرار دینے جائز نہ تھا خواہ قابلِ عہدہ یا قابلِ نہیں کہ
اس کے پہلے یہ بات بھی جانی تھی کہ کیا شخص اس عہدہ کے بھٹے اور ان واقعات کی تہ میں مجاہد بنے کی
تجاہل سے رکھتا ہے جو ان مشائخہ تعلق رکھتے ہیں یا نہیں مگر باس منتخب مہر کیلئے بھی ایک دن ان
ایک وقت ان کی تعلیم اور نوانت و نقطہ کے استحقاق کا ہوتا تھا۔

اس طرح ان تمام عہدوں جلیل القدر عہدوں کیلئے یہ بھی ضرورت تھا کہ جو مقرر ہوتا تھا
ان کیلئے انتخاب کیا جاتا کسی خاص یا وضعی اور وضعی کے مقررہ القاب کے رکھنا ہوتا تھا۔ بلکہ ان القاب کی
شہرت کے لئے یہ بھی قسم کی شہرہ کی تخصیص کے ان کی گوشت و خوارق کا مقررہ و مقررہ بھی جاتی۔

یہ جہی خوشی کی بات ہے کہ جو کہ پیشینہ کمال الدین یعنی بکر اللہ ستر لایہ مقدس اور تمام
شرفیائے عہدہ متذکرہ خوارق و فرائض میں اپنے واجب الامتداد والد کے باطن قدم قدم سے ملتا
مندی بلند خدائی روشنی مافی جہنم نظری میں جواب نہ رکھتے تھے۔ آپ کے مراتب و درجات و
نداء و تفریق کی ان اطراف میں بہت بڑی شہرت تھی۔ آپ کا اکثر وقت یا تو کتب بینی میں صرف تھا
کرنا تھا یا ریاضت و عبادت میں۔ شیخ کمال الدین یعنی گوگیر سے بن کے دہلے چلے اور تکلیف دہی
تھے لیکن آپ کی تہنید و وسیع پیشانی اس بزرگوار شانِ فیض کی شہادت دیتی تھی جو آپ کو تہذیب و
جوئے والا تھا۔ یہ بات نہ صرف تعجبناک بلکہ حیرت انگیز ہے کہ شیخ کمال الدین یعنی گوگیر تہذیب و
حرصہ میں مرقع قبولیت نامہ حاصل ہو گئی تھی جسے باطنی مقبولیت سے قہر کر سکتے تھے کہ ان اطراف کے
باشعورین کا کچھ بچہ آپ کا نہ تھا نہایت مقدس ان کا الفاظ کیساتھ زبان پر نہ تھا۔

جب جناب شیخ کمال الدین یعنی گوگیر کا چاند لہر نہ ہوا اور لہر نہ ہو کر چھپ گیا تو ان کی
مقدس روح ہمارے خالی سے خالی باقی رہن انتقال کر گئی تو آپ کے بعد آپ کے نہایت لائق اور جوانمرد
جناب قطب الدین اس مقررہ عہدہ سے متاثر کیے گئے انھوں نے اس مقدس شخص کے تفصیلی حالات

شیخ کمال الدین
کی تہذیب و خوارق

شیخ کمال الدین
کی خدمت قبولیت

شیخ قطب الدین

باد و جو و تحقیق کے ہیں کہ میں سے متاثر نہیں ہونے بلکہ جان کما تحقیق ہوا اور صرف مقدر ہوا کہ آپ کے
انتقال کے بعد آپ کے جیسے صاحبِ عہدہ ملک ہائیں بننے اور یہ طریقہ کار ان منصبوں کی تہذیب و
تہنید کی گئی۔

شیخ عبد الملک

جناب عبد الملک شہرت تیز ہوئی اور وہ بھی داخل شخص تھے فطرت سے اعلیٰ ہی زور تھے آپ کے
ربانی قابلیتوں اور روحانی جہروں سے آراستہ کردہ باطنی پیرے زور بردار و راحت باطنی معانی کی تہنید
اور ہماری غور محض آپ کے پاک و مقدس نفس سے اپنی اعلیٰ تہذیب و دانشانی دکھاتے تھے۔ ان پیرے زور
کی وجہ سے اب یہ شہرت شریف نامزدان کچھ دیر سے زیادہ مقبول ہو گیا تھا اور اس مقررہ عہدہ کے برسر
کی معاشرت اور تہذیبی حالت ایک نیا عالم نوکی طرز کی ہو گئی تھی۔

شیخ عبد الملک
کی تہذیب و خوارق

گو کہ آپ کا علم کی تعلیم روحانی ذریعہ سے حاصل کی تھی اور انی جلال کا پورا اثر آپ کے دہن و فکر کا
تہذیب و فکر میں بھی تمام ہوئی تھی میں نے اس وقت دس میں شامل تھیں اپنے ہی خاندان کے ایک کے داخل
اہل اہل علم سے بہت جلد کمال میں چونکہ فطرت نے پہلی ہی سے آپ کا دماغ کمال عقل سے آراستہ کر دیا
تھا اسلئے آپ کو ان عقلی کاموں کا بہت جلد شروع کرنا پڑا۔ آپ کی شکل نہ تھا جب آپ معمولی دینی علوم و
کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو علم حدیث پر مشغول ہو گیا۔ یہ ایک عرصہ تک ایک بڑا سخت اور دشوار گزار
علم ہے اسکی حریت اور معنی آفرینی کو کچھ دینی شخص سمجھ سکتا ہے جو اس فن میں گناہ ویرس حاصل ہو گئے
بڑی خوشی سے دیکھا جاتا ہے کہ بزرگ عبد الملک کے سامنے یہ شکل اور وقت آفرین علم بھی پائی تھا کیوں کہ
آپ کا دل اور عقل و ذہن اول ہی سے ان فطرتی جہروں کی آہانی سے چمک چکا تھا جمیع ربانی بخشش و فیض
نہ انہی کو ہونا چاہئے۔

شیخ عبد الملک
کی تہذیب و خوارق

مردانہ عہدہ

مردانہ عہدہ

نورش امان

آپ کو کلامِ اقدس سے بڑی دلچسپی تھی جس کی وجہ سے آپ نے اکثر اوقات اسکی تلاوت میں مشغول رہتے۔ اور
ماضی میں ان کے اس عہدہ شکات کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ گویا آپ کا دماغ تھا جس سے برکت مجلس گرم
رہتی تھی۔ آپ کی مقدس زبان سے جو بڑا و رفعت و کمال تھا وہ اس قدر شہادت اور کمال تھا کہ جو تھا جس سے فطرت
کا پہلی مشاعرہ اور کلام ربانی کا ذوق و شہوار متاثر ہوتا تھا آپ کی خوش نگہی میں ہر مشاعرہ کی تہذیب و کمال
کی تعلیم تھیں۔ آپ کے بہت سی یادداشتیں تھیں کہ ان کی طرف مائل تھو جو تھی تھیں آپ کے نقطہ نظر سے ساری
دلوں پر ایک چوٹ سی لگتی تھی اور ان کے ہموں کا کاپڑ نہ تھے۔ آپ ایک عرصہ تک تہذیب و کمال کی حالت

شیخ عبد الملک

شیخ عبد الملک
کی تہذیب و خوارق

شیخ عبد الملک
کی تہذیب و خوارق

مردانہ عہدہ

مردانہ عہدہ

نورش امان

مغفلة الملك
وخط

جواب نمبر ۱۵۸

جمهورية المملكة
تونس

ایک نوافل کے
خیال کا نمونہ۔

حقیقت میں اس نے کہ گوان یا تہ فرخ تپاس اہل صبح و شام تہ قد و منزلت قابل تہ اسیر
عہد میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے صاحبزادے جناب شاہ عبدالعزیز اور شاہ فتح الدین اور شاہ
عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی اس پر پستے شاد و شاد لب اس لیے مقدم نامہ اور شہرہ و عالم سے بجلی جہاں
ننگی اور دقاوہ سپریم کچا اسی کی کہنے نے انکی شہرت نہ صرف ہندوستان میں موجود ہو بلکہ کہ تمام
وہاں کی کہ جسوی نے ہندوستان کے گوان کی شرافت و ہنگام میں اور بھی جان ڈالی ہو سکتی ہو دولت و
باجتہ و حق کی کہ بہت تہ فرخ و مال پہلے حق ہو کہ ہندوستان و جان ملک سب سے فخر کرے کہ سب سے
ارہی تہ ناز ہو کہ اسی میں ایک دلاور عہدہ کہ اسے متاثر و مغرب چون کہ پہلا تہ کہ اسے تمام اہل میں کی اولاد میں
کہ کہ کو بہت است کہ نصیب ہوئی ہو۔

مجھے اس مقام پر پہنچنے کے لئے مکر و مصلحت کا خیال غلط قرار دیا وہ مناسب معلوم ہو تا ہے جس سے ستر
ہجائی کی چوری تائید ہو سکتی ہے۔ متعز بصورتی کہ متیقن تصدیق میں نہ رہا نہ ان کے مکر و مصلحت کی شہادت
کے متعلق یوں لکھا کہ کہے کہ کہانہ شاہ اولیٰ صاحب کا خیال یہ تھا کہ ان کے مکر و مصلحت کی آواز میں ہندوستان
کی جان بڑھائی سے ٹھکرے لایوں گے کہ مالک و مکر و مصلحت میں جو تین تہیں اور جس سلاسل میں کہہ دینے کے لئے
میں جگر و آواز کا حال کاٹنا پڑے گا بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ محمد رفیع کو کہتا ہے مجھے۔ خدا شہید ہے حق ادا
شاہ عبدالعزیز سے جو خط لکھا کہ تہی ہے اس سے پہلے مجھے جو کچھ کہتے ہیں۔ ایک خط میں کہ شاہ ولی اللہ
نے لکھا ہے۔ شاہ صاحب کی کچھ کچھ باتیں یاد آ رہی ہیں۔ اب اس سلاسل میں جو کچھ کہتے ہیں۔ ایک خط میں کہ شاہ ولی اللہ
اپنی عمر میں کہتے ہیں کہ تو میرے غرض سے میں آپ کی فکر کا اندیشہ نہ ہاں اور وہ خوشے سے ایک آپ کی
خیر نہ شاہ وقت کی نظر سے دیکھا نہیں جانا اگر آپ بیان آتش سے کہ تو میں تو ہم کو گونگے کیسے ہے میرے غرض
کی بات ہے اور سلطان مرزا کی آپ کی بہت سی عزت کریں گے

ایک نوافل کے
خیال کا نمونہ۔

اسکے بعد مغرب پھر گستا بہ اس خط سے اس مقبولیت کی ہر گز کمی کینیت معلوم ہوتی ہے
جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی لڑا اسلامیہ میں بھی اس کو ساری حقہ ہویت کے ہیں اور یہی اصل کو قرض
الغرض شیخ محمد المکرم صاحب کا کہیں قندار صاحب لہذا قاتل کے مغرب سے نہ اس خاندان کے لیے
مرد کی حقوق قرار دیے گئے، ایسا آپ کے اعتقاد کی ہر گز کمی کینیت معلوم ہوتی ہے
خدا تعالیٰ سے وہی راستہ اور فائدہ ان حقوق، قرضوں کو سمجھنے کے لیے عرض ہے نہ سبب، تمنا، اختیار کی اور نہ
العرب کا خلق خدا کے امور کے مشکل اور دشوار ہے۔

توضیحات

فتی بدصحاکی

مَعْرِفَةُ مَدَنِي

[illegible]

۱۰ بات باطل کچھ بھی کہو، تاہم میں قاضی سے جدا جسے ظاہری علوم و دین اور دینی مسئلے پہلے
کرنے میں زیادہ جہت نہیں کی، لیکن جو لوگ تقی خاں رشید باغیخیری کا طبقہ ہوں گے، یہ عجب دینی شخصیت
رکھتے ہیں جو خوب باندھے ہیں کہ جن کا فہم کو فطرت کی باطنی قوتوں میں درک و ملامت اور اس کے
ہر مشہدہ و باقیہ جو خیر و شر کا سدھ دینے کو ملتا ہے، ان میں عقلی ترقی میں زیادہ جہت کرکے بغیر ضرورت
ہوتی ہے کہ کتب دینی میں زیادہ وقت صرف کرکے نہایت۔ چنانچہ میں نے کو فطری جو ہر دن کے سورسے
روشن ہو کر پھلدار ہو جاتی ہیں اور پھر باطنی تجلیات کا عکس چڑھتا ہے، جو دینی کتب محنت کا پھل بھی ہے کے

حقائق ربانی کے سمجھنے میں مدد ملے گی کہ جس میں سنی اور اقصیٰ سب سے بڑے علماء نے جو طوائف میں صاحب الہامی اور
مستفاد، بلکہ ائمہ کرام نے اور ان سے جو تشریحیں لکھا ہیں کہ وہ چاروں جگہ ایک کتب میں اور سنیوں کو بھی لکھ کر
نہادہ مشورہ پندیں ہو سکتی ہیں۔

بیگم : بات تسلیم کیے جانے لگی قابل کہ جو لوگ کتابی تعلیم کے بغیر کرتے ہیں ان میں اگرچہ
 عقائد فحش کی یافت پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر بھی وہ بات قابل نہیں ہوتے جسے کتابی تعلیم حاصل
 کر لے۔ اس کے ساتھ ہی راز بھی : خفا سے کا کہتے ایک ہی پرے سے جس سے بھی انسان بھی کہ نہ
 کچھ خفا ہو جاتا ہے لیکن : بات قابل نفرت ہے کہ کیا یافت وہ کتابت کتب میں ہی راز خفا ملے
 حاصل کرنے میں ہرگز مختصر نہیں ہے بلکہ کیا راز یا شخص جسے کتابی تعلیم سے اپنی ذات یا خود کو خفا
 پہنچا یا دوسرے تعلیم یافتہ سے زیادہ وقت کی گچھا سے دیکھے کہ خفا کی بات ہے جس سے ظلم میں بات
 بڑا جرم اور مکمل گناہ ہے بلکہ جھڑپ سے اپنی ذات یا ملک قمر کی بے خودی میں پائی : اس طرح جن حد تک
 انھیں کو گنہ گار کے والے داغ یا بڑا ہی سے ان جو ہر جن سے اس کے خفا ہو جائے جس میں بہتوں فطرت
 کی خاصیت نہیں جو پناہ ہے تو نہیں خود بخود راز یا فقیہ اور روحانی قابلیتیں حاصل بخلاف
 میں ہر کسی میں نہیں خفا سے حال پہنچتی جن نہ تھا پھر خفا سے شریب ہوئے کہ شریب
 کا کہہ سکتی ہے۔

خلاصہ کہ اگر جناب قاضی کے صاحبزادہ زیادہ دیکھنے چاہتے تھے تو میں آپ کی فرمائش پر پیشانی کی کتابائی کی ہستی نظروں کو سامنے لکھنا چاہتا ہوں مگر اس شخص مغرض کی مبالغہاتی قوتوں اور کھسک جو ہر بدن کو غفلت کی طرف دھکا دیتا ہے، جبکہ زبردستی متوجہ ناظر مع غفلت کو بہت کھصبہ ہے، بزرگ شخص یا صاحب کے متعلق کے بوسہ کے بدترنہ یا کسی سے جو قصد حسن یا کسی اور کو ترغیب ناہاد کے مجسمہ تصویر وار آپ کی فکر علیہ اللہ ان کی یاد رکھتے ہیں۔ ایک قاضی کی تاسو چاہتے ہیں واجب الاثر ہر والد کے انتقال کے بعد نہ کہ پانچویں اور نہ کہ فقہ کے لئے دوسرے بیچ منگوں کی اجازت سے زیادہ مبالغہاتی قوت اور باطنی قابض تر رکھتے تھے اور جو نسب بد باطنی ظلم کا زیادہ حصہ قدرتی طور پر رکھتے تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد صرف ایک فرزند پر کس نام باقی رہے جو کہ نہایت قابل اور فخر خاندان شخص قرار دیئے گئے اور اجماعاً وہ بزرگ و بزرگوں سے بہت محبت میں ان اخلاق و عادات میں بالکل اللہ بزرگوار

مفتوح

خفاں

فیض پوس

پہلے چھٹا کی

تعلیم

دشمن خداوند
بیخ کمال الدین

شیخ نظام الدین

مفتی محمد

شیخ آدم

[illegible]

1. Full Name - Anthony J. DiStasio

ساتھی بنایم کا کیا یوں کہ جو شیخ صاحب کو قائل ہوئیں نہایت تعجب سے دیکھا جائے گا کہ اگر آپ اس
مقام پر پہنچے اپنے شخصی فرائض جیسی جرات دلیہی سے اور کہتے اور بیٹھتے ہی آپ کو نہایت سہولت ملتا
تھے جو آپ کے غریب خاندان کو کیا خدمت دیتی تھیں اور جب آپ کی سلطنت کی طرف سے
ایک سفیر فرما رہا تھا تو آپ نے اس کی انجام دہی کے ذمہ اقرار نہ دینے کے لیے کہ جو جو طریق کے غایت
میں مرجع تھے ان سے سرمہ بجاؤ نہ کرتے تھے۔ اسی لیے قادی تکرورن میں آپ کی بات کو کمال جا کر اگر
شیخ محمود کے ظاہری احوال پر سراسر اور باہمالی نظر لیا جاتی تو جو قندانی مسلم ہوتا جو کہ جس قدر قندانی
شہر بہت بڑا اور اسکے جہانگیر تین صدیوں گزرے ہیں سب سے پہلے کاغذ لایا اور لکھا۔

ہنابل شیخ محمود جب بن علی کو پہنچے تو اپنے تھقل نسل کے لئے ایک نہایت ہی محنت کیا اور شریف قانون سے نکاح کیا۔ یہاں تک نام آفرینہ نما اور جو سلی نیت کے سادات و اشراف میں ایک ایک جیسے شریف نجیب خاندان کی محبت تھی اس عورت کے بطن سے ایک بچہ آیا ایک نامہ آفرینہ خوش قسمت لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیخ احمد رکھا گیا۔ اور ہر ماہ ہر ک نہایت تیز پیش اور بیدار و خوش طبعیت بچا۔

شیخ احمد نے پچھنے ہی میں اپنے وطن اہل بیت کو غصہ کیا تو کماحقہ اور ہر گز نہ ٹھکرا کر حضرت شیخ
عبدعسی بن شیخ عبدالحکیم کو ساتھ لے کر نذرہ لے کر آیا تاہم انہیں کازارہ طرک کے جہاں پہنچے شام غالب میں قدم
رکھا اور اس لیے کہ پچھنے کو آپ کی سخیہ اور تین بیٹیاں ہیں رشہ جہایت کے آثار نہایت پریشانی
تاہم ان کے ساتھ نمایاں ہوئے حقیق و شناس نظر میں کیلئے ایک عظیم الشانی اندک کی بیگونی کو رکھتے
ہیں نیز دیکھتے والے نور انما جانتے تھے کہ مغرب ایک زمانہ تینو الہ ہے جس میں نیا وی جاودہ جلال اور
شوکت اس ہونہار نور ان کے قدموں کو ہر گز کے اور میں قبائل کا ہر شوکت ستارہ شہادت ہے
محیط ان کو کمال پر پہنچے گا خدا ہی کو کاہلہ اس کی کتاب میں ہوگا اور ہر الانوار کا ہا ہر ہمیشہ
کے سر پر ہے گا۔

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے صاحب جن کی تربیت و تعلیم میں شیخ احمد بن حنبل جیسی بزرگ کی ہرگز کمی تھی۔
اپنی مشاود و تفسیر باطنی و ظاہری کے ساتھ ہی معلم کر دیا تھا کہ یہ لوگ جو ہمارا دواستہا سے زیادہ
واقف ہو رہے تھے انہوں نے شیخ باوجود ان کی کمال حد میں دیکھ کر ایک روز عذرہ تکلم کی

تربیت و تعلیم میں جد سے زیادہ مصروف رہی اور کبھی گھر پر کھینٹے بھی لگی جہاں خیریت پائیں گے ان میں سے
جسٹس احمد جہاں جو توفیق ان کی طبیعت سے ایران سے لپٹا تھا جہاں ان کی برادر اور بی بی علیہ علیہ السلام کو ان
کے مندرجہ ذیل نوکیلی باعث ہوئی۔

جب کہ پربتنگ میں جلوہ آرا ہوئے تو قلعہ کے باہر ایک منامیت عالی شان اور شاندار عمارت
تیار کرائی اسی اپنے خاندان کے تمام قبائل کو یہاں جگہ دی۔

کچھ شک نہیں کہ جناب شیخ احمد صاحب کے وہ دلچسپ واقعات جو انکی اپنی زندگی سے متعلق ہیں
میں نہایت عجیب و غریب واقعات، پہنچی ہوئے سادہ قسمت آب حالات کا ایک پیشال بنارہے تھے
جو آج کے بچے ہائوس کو کتنا پتا ہو کہ شیخ احمد صاحب کے بعد کے حیرت انگیز واقعات کسی تذکرہ اور
آئینہ میں ہی دیکھنے سے نہیں گزر سکتے۔ کسی ایسے معتبر ذریعہ سے ہم سبھی کے جنہیں میں یہ احترام پہنچاؤں
تاظرین تذکرہ کو غلط فہم نہ کرنا۔

الحکمہ شیخ احمد کے انتقال کے بعد میں کے دو فرزند باقی رہے ایک شیخ منصور دوسرے شیخ

حسین شیخ احمد کی آئندہ نسلوں کا رہنما بنی وہ نون حضرات کی اولاد میں منحصر محدود شیخ منصور

نہایت متوجہ اور خلیق تھے۔ یہ کہ انہوں نے ایسے عام اور وسیع تھے جنہوں نے مٹھا انہوں کے (لون میں بھی)

اب کہانہ جنگ کرنی تھی، شاعت بہادری میں جواب دہ کلر، تمام میں پیش تھے، آئیے اور اپنے

حقیقہ امون شیخ عبد بن شیخ محمد غنیمی کی صاف خدائی سے نکاح کیا جو نہایت فاضل اور صاحب

فصلی در بیان فضیلت و مناقب حضرت علی

ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کیا۔ جس میں خدا شہر اور رحمت اور ان کا انتقال ہو گیا تو یہ

ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے والدین کو دیکھا ہے جو کہ ایک دفعہ ایک شخص کے گھر سے نکلے اور وہ شخص اس کے گھر پر آئے۔

اپنے ایک اور سر پرست خادمہ کی سورت سے اس نے کیا جسے بن کے بیچ بدستور طرح سے

میدان چوک سے

شیخ احمد صاحب سلسلہ بیان میں جناب شیخ محمد علی صاحب بھی کرا لیا اور شیخ احمد صاحب

حسرت بیکار میں وہ پرتھوکیل گیا۔ لکھ آیا ہوں۔ ہنگام پر بھی زیادہ مناسب موم ہوا۔ جو کہ میں نے

۱۰۰

سُچے ہو کہ وہاں
ہلکے میں

二

فصلی در بیان فضیلت و مناقب حضرت علی

طبع و نشر

شیخ الاسلام محمد رفیع

من واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جندہ بستان کی قسمت میں روز اول ہی سے لکھنؤ گیا۔

چند کی

اسی نشانیوں اور اشاروں کو چھوڑ کر ہمیں پیش آتی اور بکری جسے اس طرف متوجہ کرے چونسے
خاص گیرا دوست جو ہم ہنہ ہستان کیا دارا خانہ اور پایہ تخت تہا شہادت خود بخود اور خود
مستقر اور تہا رہے یہاں پہلے جا رہے تھے اور فوجوں کا کامنا بندہ روتا تھا کہ بکری فوج نے وہاں
چھوڑ کر چھوڑ دیا کہما اور پھر کئی جانب سے چھوڑ رہا تھا کہ جہاں جہاں فوج ایک ایک کھمبہ اور
مقرر تھی وہاں تہا شہادت اور بکری نے متبادل میں آکر رہی کہ یہ بھی کھمبے کے تہا نشانیاں ہیں

اسی شانین ایک شخص نے تعذیر پیش کرنا کہ ماہر الدین علیہ السلام نے ان کو مقرر فرمایا تھا کہ میں ان کے مقدس و بزرگ قرار پر ایک پاک طہارت کی نیکدل شخص سے گفت و بات کر دوں گا کہ جو وقت خواب گیا ہے میں نہیں بلکہ بیدار ہی کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بدعیش اور دو جوین و صاحب مشغلہ تھے جن کے آگے جڑے رہا ہے لیکن بعضی میں ایک شخص میری حالت قدم اٹھانے سے بھی بچا اور میرا جی شگفتہ سے آ رہی ہے تو میرا پاس سے کہہ کر چلا گیا کہ جو ہے ہر کوئی کہ تم لوگوں میں بھی میری میں ایک ماہر الدین میں بھی چکر لڑا اور دور سے میں کہا ہوا ہے کہ یہ حالت قدم اٹھانے میں نہایت تردد ہے لیکن وہ فرمایا کہ وہاں کے ساتھ انگلیوں پر اشارہ کر کے جانے لگوں کہ ان کے علاوہ میں ایک اور چھ شخص گھوڑوں پر سوار تھا جو قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا سر اور جبہ جل کر زہر سے بھرا ہوا تھا اور ان کے چہرے سے جس جراثیم کا ٹھکانا ہوتا تھا بیان میں نہیں کر سکتا۔

امام ناصر الدین شہید کے فرزند کے مستفاد کیا بیان ہو کر میں نے یہ عجیب ماجرا دیکھا کہ کچھ عین
چند روز پہلے کہ کچھ کامیں میں نے خواب میں تو نہیں ہوں معلوم ہو کہ بیداری کی حالت میں بھی یہ
ہوں۔ الغرض تھوڑی دیر میں شعل اچھلنے لگا کہ یہ لوگ فرزند کے قریب پہنچے۔ رفتہ رفتہ شعل بڑھنے
لگتی تھیں دھل ہوئی اور ساتھ ہی یہ مسلح فرزند کا ہتھیار بھی گھسیٹتے اپنے وہمیں خیال کیا کہ
شاہ یہ لوگ مسافر ہیں اور نہایت کی غرض سے یہاں آئے ہیں مگر ارادہ تو کیا کہ جب یہ لوگ نہایت
خاف ہو کر واپس لے گئے تو میں نے یہودیہ باش کی کیفیت دریافت کر دیں گا۔ اور بعد فرما دیں کہ نہایت
نہایت میں نے اسرار جاری کیا کہ وہ کتاب بھجوانا گا۔ لیکن میں بھی جوش نہ ہونے کا اسوقت یہودی
یہودی اور ازغور وخت کی یہ حال تھا کہ کھنکی نابت سے کرا تھا۔ اور اپنے ہتھیاری کی حالت میں بھی
شاد و صفت بیان کر رہا تھا۔

میں اس حالت میں مجھ تک کہ وقت ایک اور واقعہ نے جو مذکور بالا واقعہ سے بھی زیادہ مقبول کیا
مجھے چوکا دیا۔ یہی جیسے سب سے بہت تھوڑی سی خبر تھا کہ کراچی آیا۔ دیکھتا ہوں کہ درمیان میں نے فوجی
سیاہیوں کا کچھٹا حاشہ کئے ہوئے تھا۔ گھر سے اسے ان کے قبر میں داخل ہوا۔ اور اس کے قبر میں
اُترے۔ یہی فوجی سیاہیوں کا ایک ایک شخص قبر میں گھسنے لگا۔ میں نے اپنے گئے ہوئے کو حواس
بجا کر کہ نہایت جرات کا ساتھ ایک شخص کا وہیں چڑھنا اور یہ انتہا کیا جرات خاں کے عرض کیا

کہ میں آپسے عرصہ بے خبر رہا تھا۔ میں نے یہ سفر لکھ کر دیا اور جس کے ساتھ جو یہ سپاہی ہیں
 کیسے ہیں۔ بڑا سردار غلاب نامہ ناصر الدین شہید ہیں اور حسین تو فوجی سپاہی سمجھا رہے ہیں
 کی بات ہے۔ میں نے پوچھا کیا ہے لوگ کہاں تھے۔ جو اب باہر چڑھ کر کمر بستی غرض سے
 وہاں گئے تھے۔ چنانچہ فتح قلعہ چتر خان ساعت میں قتلان پر پہنچ کر طرف سے فتح قلعہ اور ہندوان
 کی اونچی چوٹیں پر لکڑی پر برسے جو ہیں فرات سے بہنے لگے۔ یہ حضرت کا کیا باب و قلعہ جو کہ
 وہاں سے شرف لارہے ہیں۔

مقام شہید کے دروازہ صلیبی کے کتب خانہ میں اس حیرت انگیز واقعہ سے مناسبت متاثر ہو کر
اور یہیں اوجھلا تھا جس نے عبدالحق صاحب کی خدمت میں بار بار نعت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ
شیخ صاحب نے اوس واقعہ پر اعلیٰ ہرگز اظہار نہیں کیا مگر کوئی چیز اور تفسیر لفظ کی مہربانہا وہی اور یہ صحت
واقعہ کے کہ کونسا بیان کر دی چند ہی روز کے بعد خود کو تیرہ کی فہمی اسی اسلوب طریق پر یادداشت
کی خدمت میں عرض ہوئی کہ کونسا شیخ عبدالحق صاحب نے بیان کیا تھا اس پر کہ شاہ صاحب
خوش ہوا اور اپنی فیاضانہ طبیعت سے بڑے وسیع و وسیع ہرگز جناب امام ناصر الدین شہید کے
فرمان کی نذر کر دیئے اور شیخ عبدالحق صاحب کے تمام ایک شاہی فرمان ہماری ہوا کہ ان تعذبات کی کیا
آہ کی آپ کی تعذیر میں بیٹہ ہوگی۔ لیکن اس بات کی گمانزدہت میں ہو گیا کہ میں خود کو عرض صلیب
چاہتا ہوں اور میں موقع پر مناسب جہیں عرض کریں گویا اس کے سپید مسماہ کرنا ایک اور افتخار ہو
اس واقعہ کے ذکر کی سیر ہی صرف اتنی ہی عرض ہو کر ناظرین کو شیخ عبدالحق صاحب کے اعلیٰ
قابلیت و غیرت سے اہانت معلوم ہو جائے اور میرا بیان ہے کہ گہری دید میں ہر کسی کی کچھ عزت کی بقا
تھی۔ اسی مقام پر میں نے ایک اور واقعہ ذکر کیا جس میں آپ کی عجیب و غریب بزرگی انہیں نے تسلیم کر
نظر کرتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوا کہ آپ کی مقصد نیت میں علم زندگی اور روحانی حیات کی کس قدر
بہتر و تہن و ولایت کی گئی تھیں اور حضرت کے کئے اس پر آپ میں ضرور بخشنے تھے۔

خواجہ محمد اشرف کشمیری نے شیخ احمد صاحب سرمنہدی کی اس سہولت و مصلحت کے نتیجے میں فرمایا کہ میں نے ہمارے والد بزرگوار ایک دن تک بننا شیخ محمد بنیامین صاحب کی ملاقات کے بغیر اپنے جو شہر سوئی پت کے ایک بڑے کامل درویش اور مشورہ و معرفت بزرگ تھے۔ ہمارے والد بزرگوار

اور آپ نے نیاز حاصل کرنے اور خدمت میں حاضر ہونے کا اس کی ناک سے اور بھی مٹا پانہ شوق تھا کہ انہیں کسی معجزہ فرج سے معلوم ہو گیا تھا کہ شیخ عبدالحق صاحب نے بزرگ و محترم پیر کا یہ فائز ہر شخص رکھتے ہیں۔ یہ سنکر انہیں کمال اضطراب ہوا اور اسی اضطراب کے وسیعہ کیلئے شیخ عبدالحق صاحب کی ملاقات کے ارادہ شائق تھے۔ وہ قریبی اور زانی راہ چلتے ہمارے والد ماجد کو اسد رجبہ چین کر رکھا تھا کہ رات کی خیمہ اور دن کا آرام آپ کو ناگوار لکھ حرام ہو گیا تھا یہ تھا۔

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں۔ جب یہ بزرگ فائز ہوا اور دنیا رہا ہر ایک کے انتقال کا وقت قریب یا تو انہیں نے مجھے اور ایک شوریہ کا درویش کو اپنے پاس بلا یا تاکہ انھما نسبت کی تفریق برہم ہو جائے اور کمالی عام قاعدہ ہوا اور اگر میں اور جو کچھ اس فقیر پر تو یہ ہندول کرنی تھی اور باطنی فیض بجا کر تکرار میں۔ جب میں اپنے ہر کامل درویش کا کل کویت میں پہنچا تو حضور نے معاملہ تحقیق کا ایک نمائندہ مہینہ عنایت فرمایا ہاں ہر ایک پر جاری فرمایا کہ جسے جی تو فرما جان بقی تسلیم ہو گیا اور تین ہفتہ طبع حیران و سرگردانی جگہ پر قرار پایا۔

پس میرے والد بزرگوار کو اس رات کی طبعی حسن شیخ عبدالحق صاحب کی ملاقات کا وعدہ پانہ شائق بنا کر رکھا تھا۔ ان کی ولی آؤ تھی کہ میرے بن چاہے شیخ عبدالحق صاحب کا کمالی فائز سے یہ راز مل کر رہے۔ ایک عجیب اتفاق کی بات ہو کہ شیخ عبدالحق صاحب کو دفعہ ایک سالہ فروری اور ہم ہر مہینہ آتی جس کے سرکاری غرض سے ایک خاص خاصہ قصبہ سرہند سے جو کرنا پڑا اور آپ نے نہ سوچا کہ ایک کیونکہ خیال ہو رہی تھی تھا اچانک سرہند میں جلوہ آ رہا ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب نے سرہند میں پہنچ کر تین تمام کیا اور ہمارے والد صاحب کو آپ سے نیاز حاصل کر لیا یہ بہت اچھا موقع مل گیا۔ والد بزرگوار سرہند میں تشریف لیگے اور شیخ صاحب کے مکرر زاریت و مظلومیت سے معاملہ و محاسبات اور عملی مزاج پر کسی کے بعد خلوت کی درخوست کی اور اس راز مہربانہ کے انکار کرنا کسی اتھاس کی۔ چونکہ شیخ صاحب نہایت رحمت و اطلاق قوت پرست تھے آپ نے بے دریغ سارا مال دیا اور موقوف العبادت سلی وقف کر کے والد صاحب کو بخش دیا۔ جب یہ والد شیخ صاحب کے چلیٹ اور نشاط انگیز نعمت سے ابھر کر باہر تشریف لائے تو شیخ جمیل الدین صاحب نے اپنے زمانہ کے فیاض و اصل اور شہرہ صاحب لے لئے اور جو ہمارے والد بزرگوار کے تمام خفا میں ایک بڑے قابل

شیخ عبدالحق

فائز تھے دریافت کیا کہ آپ نے شیخ صاحب اس راز کا اسٹفس کیا؟ فرمایا ہاں! عرض کیا وہ راز تھا کیا؟ جواب دیا وہی معمولی اور قدیم مسئلہ تھا جو ہمارے اور ہمارے خاندان کے خفا میں روح پر مینے یہ تمام کائنات اور اس کا ذوق و ذوقا فوقتاً انسانی نظروں میں سلا گیا جو واضح تھی ہے جو کثرت کے عنوان میں نمودار و قلم ہے چونکہ وہ شوریہ کا درویش جس شیخ عبدالحق صاحب کی سمیت میں تھا بالکل سادہ لوح اور باطن کی ہندو قوتوں سے کوہا تھا ہاں ہی یہ زانی راہ کے کان میں پڑا اس کی بہت جھلکی اور تنگ خیالی اس عظیم الشان راز کا نقل نہ کر سکی اور وہ عنقریب کلاہ سے پرواز کر گئی۔ لیکن جبکہ شیخ عبدالحق صاحب کے حیمیری جوہر اور طبعی قابلیت میں بچپن ہی سے نہایت چمکدار و تابان تھیں اور وہ پہلے ہی سے اس راز پر اندازہ کرانے کے کمال شناسائی اور نام واقفیت رکھتے تھے اس سب کو سن کر اپنی جگہ برت رہے تھے اور کی طرح تذبذب تھوڑے نہیں بداعادت نہیں کی

اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب کی مبارک طبیعت پر ان ربانی اسرار اور قوامین خلوندی کے نقوش اپنے پورے ضبط اور زور کیساتھ نقش ہو چکے تھے جو باطنی قوتوں کی جان و روح ہیں۔ خدا کی کثرت شون اور عناہتوں کی کوئی حد نہیں وہ اپنے بند کو ہر طرح کے علوم و فنون اور قسم قسم کے جنون سے سرفراز کر سکتے کیونکہ کوئی نعمت عطا کرتا ہے اور ایک کی کوئی بخشش سے سرہند کرتا ہے۔ امین کیکو وہ ہمارے اور سر فرشتے کی گنجائش نہیں اور کسی کا اتنا زہر نہیں جو کسی کی کشت بالہ پر چلی اٹھائے کا خیال کرے اور سرسری اور اجمالی طور پر کسی قسم کا وہم و گمان طبیعت میں پیدا کرے۔

ترتیب حسن اور بیش کلام کی وجہ سے میں اپنے سلسلہ بیان سے ہٹ در جا پڑا اور اس مضمون پر جسے میں شیخ عبدالحق صاحب کے واقعات و حالات اول جز یادہ تفصیل کیساتھ لکھتا ہوں وہ میں پہنچا نہ ذاتی شوق اور نصیبی فرض کے لحاظ سے یہی مضمون تھا جسے میں اپنی سلسلہ بیان میں پہلے لکھتا۔

میں سابق میں لکھ دیا ہوں کہ شیخ احمد صاحب کے دو فرزند تھے ایک شیخ منصور و دوسرا شیخ جمیل

شیخ حسین صاحب جمعیت اور منبسط الحال تھے وہ اپنی باطنی فاضلیہ اور سرسری برکتوں کو جو
اس طرف میں بڑی شہرت تھی۔ تین یا تین سو سال تک شیخ حسین کا جوہر کن کن سامانی
غیر ذوق سے نہ کر کیا گیا تھا۔ لیکن جب انکی تاریخی زندگی پر ایک سرسری اور ابتدائی نظر ڈالی جاتی تو
تو یقین کیسا تھا ظاہر ہوتا کہ آپ نہایت بڑے اور مقناطیہ کی رکھے واسطے مسلمانوں پر اثر
اور مقدر شرفیاد اخلاق کی بے حد تہذیب تھے۔ نقطہ امد کا اصلی مفہوم اور کام ربانی کا اصلی منشا
آپ تھے تھے۔ دیکھ کر کہ بہت کم نصیب تھا۔

شیخ حسین کے انتقال کے بعد ان کے دو فرزند باقی رہے تھے سلطان اور محمد مراد محمد سلطان کے
حالات بھی کہیں سے متساوی نہیں ہوئے۔ ان شیخ محمد کو ان کی نسبت جناب عارف امام حضرت شام
والی امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والدین اور میرا شیخ عبدالرحیم صاحب نے محمد مراد کو نہ دیکھا ہی
اور ان کی خداوندی قوت و شوکت اور فطری جوار غری کے بہت عجیب اثر مشاہدہ کیے ہیں شیخ
آپ ان کا ایک چہرہ دیدار تھا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد مراد کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ان کی ہال
کی طرف سے جو قوتوں کے مقناطیہ اور جہانی قوتوں کے گھٹنے کا زمانہ ہی اشرافی کو انگوٹھے اور بھل کی اچھی
لکھ رہا کر دیتے تھے۔

شیخ محمد مراد جب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو بچپن کی حالت میں دیکھتے تو فرمایا کرتے تو میں نے
اس لڑکے کو دیکھا ہوں تو میرے دل بھر پر ایسا ہی عرب اور حبیب چھا جاتی جو مجھے اسکے داؤد شیخ
مسلک کے دیکھنے سے چھا جاتی تھی مجھے اگر اپنے خیال میں غلطی کا احتمال نہ تو میں نہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کچھ
کسی زمانہ میں بڑا صاحب شرف اور قابلہ ہو گا اسکے عرب بیت کا بہانہ خاندان کی جان بھر
میں گھر بھائے گا اور کبھی وقت میں یا یکساں ایجاز نامتاری قتل کر گا جسے دیکھ کر ایک شام شمش عرش
کرنے لگے گا۔

شیخ منصور جو جناب شیخ حسین کے بڑے بھائی تھے اور ان کا لڑکپن تفصیل کیسا تھا میں نے
فرمایا ہوں اسکے چارہ اجزاء جو تھے شیخ غلام اللہ شیخ غلام پروا دون صاحبان سے شیخ منصور کی پہلی
بڑی بھیلی سے پیدا ہوئے تھے شیخ عبدالمدکی صاحب زادی اور جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی بیوی موتی
تین شیخ عبدالغفور اور شیخ اسماعیل یہ دون فرزند رشید دوسری بی بی صاحبہ کے بطن سے پیدا

شیخ سلطان
شیخ محمد مراد

شیخ عبدالغفور
شیخ اسماعیل

شیخ عبدالغنی
نزدکی

ہوئے تھے۔
چونکہ بڑے مذکور کو جناب شیخ منصور کے دلچسپ اور نشاط انگیز واقعات سے زیادہ تعلق ہے
اس لیے ہم یہاں صرف انہیں کے حالات بحث کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ شیخ غلام کی تاریخی
میں جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف اور تاریخی مثال شیعانی دنیا میں پیش کی جاسکے کہ وہ
شہادت و ہمدانی میں عدم مثال اور لا جواب تھی۔ چنانچہ آپ کے چھ ماہ واقعات اور بہادر حالات
تاریخی کا جو کچھ صفحات اب کہہ دینا شروع ہیں۔

یہ منظر بہت ہی عجیب تھا کہ تین بڑے بھائیوں کا ایک ہی زمانہ کا اظہار کرینگے کہ ہندوستان کی
اسلامی سلطنت کے ملکی بڑے بڑے مسلمانوں کی ہاتھوں میں سپا ہیا نہ فنون کو ہی ضعیف
کو باوجود مسلمانوں کے اور ان کے زمانہ اور سے اور بہادر و جوش انگیز اسلامی فکری کے ساتھ ساتھ
غیر مذہبی ہو گئے۔ اور اب ان میں تو یہ وہ جو پیش پندہ می کا زمانہ دور پر لگایا جو کسی کاہلی نے دیکھا
کہ پھر وہ بنا کر کیا ہو اگر کچھ کہہ کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہی سپا ہیا نہ فنون جو میں ان زمانہ
زیادہ شہادت کی گنجائش دیکھ جاتے ہیں اور زیادہ تر ان لوگوں کے ساتھ مخصوص خیال کیے جاتے
ہیں کہ کچھ اور شیخ غلام کو جانتے ہیں سابق کے مسلمانوں کے قیمتی ذریعہ اور اسلامی اشاعت کے
ذریعہ دست اسباب قرار دیتے تھے۔

دنیا کے تمام مروجہ مذہب پر مشتمل اسلام کو اس بات کا فخر حاصل ہو کہ انے جسمانی قوت کیساتھ
ساتھ روحانی قوت کے بڑھانے کی تعلیم دی ہو۔ یہ ظاہر بات ہو کہ روحانی قوت کی مضبوطی یا خدائی اور انکا
اہماریہ ہست کا روحانی قوت کے باقی رہنے سے ہوتا ہو اگر کسی کی روحانی قوت ضعیف اور ناپائیدار ہو تو اسکی
روحانی قوت میں وہاں یہ ہست کام نہ کیا جوتا روحانی قوت دل کو نصیب اور چونکہ نقطہ امد کے پہلی نشا
کے خلاف ہیں کہ ساتھ دنیا کا دامن لانا کہ دنیا ہی مناسب ہے اس لیے سپا ہیا نہ فنون کا اصل کرنا جو قوت
میں مسلمانوں کے کیونکہ نہایت قیمتی ذریعہ روحانی قوت کے محرک مولد بین اسلامی ترقی کے نہایت قیمتی
اور کامیاب کرنا ہوئے باعث ہیں۔

شیخ غلام کو مولانا علی حسینی سے فائدہ ہونے تو انکی طبیعت ایک انتہا دانہ جوش کے
ساتھ سپا ہیا نہ فنون کی تحصیل اور تحصیل کے ساتھ کھیل کی طرہ دوسری اگر آپ کی طرہ معاشرت باطل

اور پشاند اور حالہ بھی لیکن آپ کی پرشوق اور تیز نظر بن اس ملا جواب اور بعد ایشال شجاعت کی طرہ بری شتالی کیساتھ آئے تھے مبین جزائے سابق میں اسلام اور بائیان اسلام کے حق میں عظمت کی عین کششیں بھی تھیں۔ اور یہی وجہ سے وہ اہل اسلام پر بیشکنا می اور ناموری کیساتھ تشریف لے گئے۔

شیخ معظم کے والد بزرگوار شیخ منصور بھی بہت بڑے شہلے اور دلیر تھے اور آپ میں شجاعت کی روح اور جرأت و اولوالعزمی کا دھوکہ کوٹ کوٹ کر پوریا گیا تھا لیکن جو خوف دلیہی اور میدان جنگ جرات شیخ معظم کو اس عمر میں ہی حاصل تھی کہ آپ آندھو بھی برسوں پہلے جو جنگ قابل تعریف اور لائق عزت تھی آپ نے پچیس ہی میں تمام وہ سب کامیاب فتون ہوئے وقت تمام شرعی حدود میں رائج تھے تدریجاً حاصل کر لیتے تھے۔ اس خاندان کے تمام فضائل شیخ معظم کی کیفیت کو کمزور کر کے دیکھ کر ہر ایک فائدہ ان کا یہ جو سب کامیاب نہ روح کا پیدا ہوا ہے۔ یہ ایک عام فتوہ تھا جو کثرت سے ان کو کون کی زبان پر جاری تھا جو تمام شغلاں نظر میں اور حیرت کار نگاہوں میں دیکھتے تھے لیکن یہ کسے معلوم تھا کہ اس ہونہار بچہ میں زور قضاہ شکر کیا گیا ہے اور اس کے بہ قوت بازو دن سے آئندہ نہایت عبادت و شہرہ و مرکز دنیا میں ملو جو بیواؤں میں اور اسے نظر بنگلہ تھے جو آپ کی ان حرکتوں سے ماڑیاں کرتے تھے وہ مبارک بچہ جو جس سے طفلانہ راست میں شجاعت و بہادری کے ایسے جو بہ ظاہر ہوں گے کہ جو ہمیشہ کیلئے یادگار ثابت ہوئے۔ اور ہر تاریخی روشنی وہ انسانی تاملانی کیساتھ چمکی۔

میں بہ تمام پر شیخ معظم کے معزز جنگ میں شریک ہوئے ایک دہائیہ سے آپ کی سید بزرگ شجاعت بہت کچھ ثابت ہوئی جو کہ مناسب خیال کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو آپ کے عمیری جو بہ دن اور دلیہی جرات کے نمونوں کے ہاتھ پڑتے کا پورا پورا موقع ملے جو کہ یہ واقعہ نہایت دلچسپ اور شگلاہ انگیز ہوئے۔

اسید کجیا کی بہت کراہی میں اسے مزید دیکھی اور شوق کیساتھ کہیں گے۔
بہا شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ معظم کے والد بزرگوار شیخ منصور صاحب کو ایک دفعہ ایک راجہ کیساتھ جنگ کرنے کا اتفاق پڑا۔ جس میں شیخ معظم صاحب نے لڑائی کا زیادہ حصہ دیا اور اپنی بے محالہ جرات میں اور نہایت شجاعت میں ہونے کا دکھائیں جب دونوں نے غوار شکریہ دیا تو اسے اور تین تین گشتہ تک یہ فوجی دربار میں لیتا رہا تو شیخ منصور صاحب نے اپنی فوج کے دو حصے کیے۔ ایک حصہ کی کمان

آپ نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اور ایک حصہ شیخ معظم کی سرکردگی میں دیا۔ اور اولیٰ العزم جو شہلاہ فوج اس شیخ عمیری کے کہنے ہوئے اس لیے اور بے جگہ کی سرکردگی میں پرشوق قدم اٹھائے آگے بڑھنا اور اسکی بہت نظر میں مخالف کے لشکر پر براہ راست رہی تھیں۔

دوسرے شیخ معظم کی عمر بارہ برس کی تھی باوجود اس صغر سنی کے آپ نے اس معرکہ میں جوش و بہادری کے جوہر دکھائے ہیں اور جن لیری اور قابل توصیف جیکری سے اپنی فوج کو لڑا ہے۔ صرف اپنی تعریف بلکہ باوق اعادت ہے۔ جو کہ شیخ معظم نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اسے آگے بڑھنے اور دشمن پر چڑھنے کا حکم دیا جن ہی اس فوج نے قدم اٹھائے مخالف کے لشکر نے ایک نہایت ہی جانکاذ حرکت کی اور دونوں لشکر کا بیک بیک کیلئے مستعد ہو گئے۔ نیز دونوں لشکروں کی پکڑنے سے اس میدان کو دشمنان خانوار اور لوگوں کی آنکھوں میں پکا چوند اور تیرگی پیدا کر دی۔ پھر جنگ کا گھسانا ہوا ہے تو یہ کی بناء ہر کار کے لشکر کی گردنیں بجاہد کی تھیں اور تھوڑے ہی گشتہ گزری کی طرح بزرگیت ہی تھیں اور نیزوں کی چال چلنی کی آواز ان درتیروں کی جگہ خراش صداؤں کے علاوہ اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا متصل چاہیے اس قسم کی سینہ بسینہ لڑائی ہی اب نہ ترکشوں میں تیر باقی رہے تھے نہ راتوں کے نیچے کھڑے تھے۔ کس کو کون سے کی فیر جی نہ یہ معلوم تھا کہ کون کون ہوں اور کیا کرنا ہوں۔ انجام یہ ہو کہ منادیہ کو کہ میدان معرکہ چڑھ کر کچھ بٹنا پڑا۔ اور یہ میدان مبارک شیخ معظم کے ہاتھ رہا۔

جو کہ منادیہ کے قدم کے قدم اٹھ گئے تھے اور ان کے سنگین مورچوں پر مجاہدین کا قبضہ ہو چکا تھا۔ راجہ نے اس میدان جنگ کی موت کی کا اعلان دیا گو شیخ معظم اور ان کے لشکر کی قسم کی کمان اور صفت غالب نہ کیا تھا لیکن پوری پوری پوری حالت میں بہت کچھ درستی کرنی تھی۔ لہذا آپ نے بھی موتی جنگ کا اعلان منظور کیا۔ اسی شان میں شیخ معظم سے کہا گیا کہ آپ کے والد بزرگوار نے شجاعت کا پھلک تہوا سا غرمنہ سے لگا لیا اور اس نے پانچا دنیا سے عالم جاوا دنی میں تشریف لیتے۔ انکی عزیزی میں بہتہ رجشی بہادر تھے سب رنگت پنداری کے اور شکست کھا کر اوپر بہر مبارک کہتے ہوئے شیخ معظم میں متذناک ہر کے منتے ہی سرے پاؤں تک تھرتھرتے گئے۔ آج یہی فیرت جبریت کا معصا خون ہے خستہ راجہ میں یا اور ناز و غیظ و غضب کا جوش خون کی طرح کون میں دوہر گیا ہے۔

پہنچے بعد نہرک شجاعت اور خوف دلیری سے اس وقت لشکر کفار پر برسی غول کی کیرا لہ ایسا زبردست اور بیباکانہ حملہ کیا جسے صدائے کفار کی جبرجعی طاقت بھی نہ روک سکی۔ جزاؤں کا فخر قتل ہو گیا اور صبا زخمی و گھائل ترپتے رہے۔

شیخ کا مصمرا دارادہ ہو چکا تھا کہ میں جب تک کفار کے تابعدار کی گردن اپنے ہاتھ سے نہ اڑا دوں کیا اور اس کی ناپاک اور بے شرفی کو اپنے پہلے بیکر گھوڑے کو سمون سے نہ رو ڈالوں گا نیز لشکر کفار کی ہتھیاری طور سے ہر نہرک لوت کا تھوڑا کر میاں نہ کروں گا۔ جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ جرحش آپ کے سامنے آیا تو قتل کرو یا کیا یا زمینوں سے پورے جو کھرا دوا اور کیا ہو گیا۔ اگرچہ حنا دیہ کفر نے آپ کے اس بیباکانہ دشمنانہ حملے کے ہر کوئی میں بڑی استعداد اور سرگرمی کیساتھ کوشش کی اور جان مندری کا کوئی قبیلہ ایشیائے کھلمرہ نہیں نہ تھا کہ پھر سے پھر شہر کے سامنے اس کا ٹھکانا چلیجہ کر کے گھاس پھوس کر کے قتل سے روک دیا جائے۔ شیخ معظم اپنے ہی استقلال اور جوش کیساتھ آگے بڑھا نہ چلے جاتے تھے اور اپنی قدر آلودہ و بے گناہ نظروں میں بڑی صورت پر بڑی جیشی اور غصہ کیساتھ ہندوستانی تیسری لشکر آپ کا کفار کو برا بھلا کرتے اور اپنے لشکر کو آگے بڑھانے چلے گئے۔ یہاں تک کہ راجہ کے باغی کے قریب پہنچے شیخ معظم کی یہ سیدھک جرات اور بیباکانہ جسارت دیکھ کر کفار کا جوش شجاعت ہمارے میں بھی شہرت کر سکتا تھا اور جسکی سفاکی و بیباکی کے دیکھنے ایک عالم میں جیسے تھوڑے سے کفار کو بڑا اور بڑی برتری سے شیخ معظم پر ہمارے سینہ توڑنیو کا دار کیا۔ اپنے اس بڑے زور و طاقت و شجاعت کی نگاہ دیکھا اور جیت پتیرا دیکھ کر اور نہرکی زور سے پھر نہر کا بھٹا ہوا ایک نیرو اس کے سینہ پر مارا۔ نیرو کا زور دینا کا یہی تھا کہ ذریعہ سلطنت جان ہر نہر کا اور خوراک دوسے سے پھر آ رہا۔ اسکی ناپاک ہتھیاری ہتھیاروں کے سموت پاش پاش کر دی گئی۔ اور سر ہرست جہاں کے ایک بڑے ہی برجے میں آویزاں کیا گیا۔

وزیر سلطنت کے یوں قتل کیے جانے کے بعد چاروں طرف خون سرت سرتا رہا کہ ایک جگہ جسے

ہوئی اور کیشی انتی اور سو اور خون آشام تلواریں لٹکائے ہوئے اور نیچے جہاں کے ہونے آفت انگمان کی

طرح شیخ معظم پہلے پڑے۔ یہ دیکھ کر آپ بھی مستحضر ہو گئے اور سبکیا اپنی ہوشی قوت کا زور دیا راجہ

ایک ہندو اور بھٹی شیخ پر کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ چون ہی اُس نے دیکھا کہ ایک فوجوں کا

بیشمار فوج محاصرہ کو ہوئے چاروں طرف سے تھا۔ ہر قوائے ایک نہایت خوفناک آواز میں لٹکا رہا اور

شیخ معظم کا شجاعت
کوشش کے

دیکھی کے بعد میں کھانچا اور اس ہندو اور تلواروں کے زور و جوش کو کچھ نہ آئے جرحش باوجود اس کم عمری کے شجاعت و جرات فوجی کے ایسے تیز تیز جہر دیکھائے کہ حقیقت وہ بہت بڑی ہمت و ہمت اور تاج کشی کے لائق ہے۔ گواہوں کو کھڑے کے یہی فوج کو اتنا سے زیادہ صدمہ و نقصان پہنچا یا جو اور میری حکومت کا ایک قوی اور مضبوط ڈانڈے کا پیرائے سے خون میں نہا یا جو ایک اسکی و قریب صورت اور طراح و جھگی اور الواعزی اسکی جان بخشی کی سفارش کر رہے ہیں

یہ کہ کھڑے راجہ باقی سے اتنا اور جو کچھ شیخ معظم کے ہاتھوں کو چرم لینا اول نہایت نرم

اور جرحش کی لفظوں میں آپ کی دلجوئی کی بعد ازاں کمال کجاست سے عرض کیا۔ حنا جڑے آخر

اس قدر غلط و غصب کا سبب کیا ہے؟ آپ کے نہایت سناست اور شجاعت کے بعد میں جواب دیا جیسے

نہر بھٹی ہے کہ میرے والد بزرگوار اس معرکہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اب ان کے بعد مجھے ابھی

زندگی بچی نہیں معلوم ہوتی میں نے عزم ہا جو کر لیا ہے کہ جب تک جان میں جان باقی ہے یہ

کبھی مرن نہیں کہ میں یہاں سے شہر موڑ جاؤں یا جنگ نمونے پر صلے کر لوں یا خود شہید ہو کر

والد ماجد کی خدمت میں جا حاضر ہوں یا اس تمام لشکر اور خود وارث تلخ و سخت کے سر کو خاک خون

میں غلطان و یکدن گومیں ایک کم سن لڑکا ہوں۔ لیکن اپنے ارادے میں پورا اور عزم میں پکا ہوں

اگرچہ شیخ معظم کی یہ بیباکانہ اور درشت فطرت میں کراہت قدر آشفہ غلطی ہو چکا لیکن

وہ اپنی آشفہ کی انکراہ رہی کے جذبات فزائی گیا۔ اور اپنی اپنی لڑائی و بیباکی پر جرحش کرنے لگا

بیشک شیخ معظم کی یہ تقریر نہایت سخت اور درشت تھی بالخصوص ایک طاہر تاجدار کے سامنے اسی

انیت۔ مگر اسے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ اسے ہمارے فوجوں میں جرحش نے ایک ہی فوجی ہے کہ

آپ کے والد بزرگوار میرے لشکر کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں وہمض کذاب اور جہاں اُس نے کچھ

دوبہ کے میں والد اور ایک ملکوتی خدا کے خون سے ست زمین کو گلین کیا۔ آپ کے والد زندہ ہیں

اور ایک طرف اشارہ کر کے دیکھئے اُس مقام پر ان کے بلالی جہندے ہوا میں فراخ سر و بڑی

شیخ معظم نے ایک بڑے بڑے شوق اور بے اختیارانہ جرحش کیساتھ اسطرت قدم اٹھائے

اور نہایت شان و شوکت اور جرات و وقار کیساتھ یہاں سے رجعت ہو کر اپنے والد بزرگوار کے ہتھ

کے پیچھے چلے۔ مقرب ہوا جسے ایک عرصہ پہلے شیخ معظم کی خدمت میں بایں مضمون روانہ کیا

کرہے اس بہادر و شجاع لڑکے کو جس سے صلح کی آپ جرات کی ہم سے درخواست کر کے فوراً
 میں لائی جائے گی اور جو شرط نامہ آپ مرتب کرے گی میں اسے جملہ شرطوں کو قبول گا۔
 شیخ منصف صاحب نے اپنی طرف سے چند شرطیں لکھ کر پھیریں اور خاص کی زبان کی کتاب سے لکھ کر
 شریعت منظر ہون تو میں صلح کیلئے آمادہ ہو سکتا ہوں ورنہ مجھے منظور نہیں صلح نامہ کی شرطیں مجھ پر
 کے حق میں نہایت سخت اور ناگوار ہیں مگر وہ بظاہر منطقی و معانی کے وہ گیا اور صلح کو جنگ کے
 جاننا میرا نکتہ دلچسپ و مشکل کا استعداد ہے میرا کیا تھا کہ میرا نکتہ ان تمام شرطوں کو منظور کرتے ہیں
 علی بن ابی طالب صاحب نے شیخ عبد اللہ صاحب کو لکھا کہ ایک اور اسی قسم کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس
 صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ صفت شجاعت میں کمان تک قابل دریا میں شیخ عبد اللہ صاحب
 فرماتے ہیں۔ میں نے ایک عربیہ دوستان سے جو موضع شکرہ پر رہتے تھے صلح منصف صاحب کے پر گئے خاص
 میں رہتا تھا جس کو کراش موضع کے گرد و پیش میں سرکش و گورہتے تھے جسکی صفائی میری ان ہمدرد
 میں تھی نہایت رکشی تھی اسلئے انھوں نے انھیں سے وہاں کے باشندے صلح کیلئے تھے ان فریقوں
 میں استعداد قوت نہ تھی کہ یہ زمین سے اپنا انتقام لیتے لیکن بزرگ آسمان کی طرف اشارہ کر دیا گیا
 کرتے اور چلتے تھے کوئی فقرہ نہ لکھا اور ہر دوسری روز میں اپنی جان میں تک قرآن کریم اللہ تعالیٰ
 اور ستم کا ڈاکو اس نصیب میں آئے اور چونکہ تھانہ کو کتاب لوٹ کھسوٹ کر چھپتے ہوئے تھے غلام کو
 اور کس شہر میں تھے جو دلیر اور جواد و کلائے جاتے تھے ان کے دلہن بھی ڈاکوؤں کا شہ بہت اس
 غرض انکی سے چھپا ہوا تھا کہ نہ پھلتے پھلتے ظلم کیا کرتے لیکن انکے کاؤں پر کسی جان بکشتی نہ تھی
 ان دنوں کو ایک عرصہ گزرا اور وہاں کے لوگ بالکل بے کت اور تباہ و برباد ہو گئے ایک
 کا ذکر ہے کہ چٹاکیش ڈاکو اپنی عادت کے مطابق کاؤں میں آئے اور لوگوں نے ہمت نہ ہاری لوٹ
 کھسوٹ کر لیتے اتفاق سے اس موقع پر شیخ منصف صاحب بھی اپنے اس پر گئے خاص میں موجود تھے تو
 والوں نے اس قیامت زادہ کی اطلاع آپ کو اس وقت دی جبکہ آپ کے ساتھ کھانے کا دسترخوان پر
 چکا تھا اور کھانا دسترخوان پر چھن دیا گیا تھا تاہم نہایت اطمینان و سکون کیساتھ کھانا تناول فرمایا
 اس دشمنان آپ کوئی نا جملہ اندازہ نہ تھا کہ ان کی ظہور میں نہیں آئی بلکہ آپ اپنی ہی دیر میں کھانے
 فاختہ ہوئے جتنے عرصہ میں مولانا فاختہ مہر کرتے تھے کھانے فاختہ ہو کر تھکے ہوئے تھے لیکن ایک

شیخ منصف صاحب
 کو لکھا کہ ایک اور اسی قسم کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس

تھا کہ ایک روایت کر دینے لگے۔ زبان بعد غلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میرے ہتھیار لاؤ اور گھڑا اٹھاؤ
 کر۔ قاصد نے آپ کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی آپ اٹھے اور نہایت سہولت آسانی کیساتھ میرے ہتھیار
 سے دست بردار کیا صلح ہو کر گھڑے پر سوار ہوئے اور ڈاکوؤں کا پتہ نشان دریافت کر کے اس طرف
 تیار روانہ ہو گئے۔
 گھر و رہتا ہوں کی ایک مختصر سی ہمت ہتھیار باندھ کر آپ کی پارکائی میں حاضر رہنے کیلئے مستعد
 ہوئی لیکن آپ نے سب کو منع کر دیا اور فرمایا کہ میرا تھک چکا ہے نہ چلو کہ میں ڈاکوؤں کے سروں پر بہت جھگڑا
 کا۔ تم میرے گھڑے کیساتھ دوڑنا نہ سکو گے چنانچہ اور سب لوگ تو گاؤں میں واپس چلے آئے لیکن
 صرف ایک شخص آپ کے ساتھ رہ گیا۔ آپ ڈاکوؤں کا تعاقب کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں انہوں
 نے اپنا سکھ اور پناہ واسن کی جگہ بنا رکھی تھی جب شیخ منظر ان مقامات میں پہنچے تو چٹاکار
 ڈاکو اپنے اپنے منازل میں داخل ہو چکے تھے اور یہ موقع شیخ منصف کیلئے نہایت ہی خطرناک تھا لیکن
 خوشی کی بات جو کہ اس شیر دل شجاع کی طبیعت کی یک سیل جہاں خوف و خیل نہیں ہوا آپ نے اپنا
 میں کھڑے ہو کر چڑا دیے نہایت اچھے کھانا ان کی نسبت مستعان کیے ڈاکو اپنے محل نہ ہو سکا چھوڑا
 میدان میں آنا پڑا اور صلح ہو کر آپ شیخ منظر پر ابرار رسیدہ توڑیر دن کا مینہ برس رہا تھا آگے
 بڑھے جاتے تھے یہاں سے کڑی گھٹے کے ایک ایک تیر میں دو دو قیمت ڈاکو بچان دیتے تھے ہنزدہ
 تین ہی تیر اس میدان جنگ کے شہسوار کی ہر زونگی سے نکل ہو گئے کہ تندر اور میاں ڈاکوؤں کے دل
 پر ایک عرب عظیم غالب ہو گیا جسکا ہر ہی نتیجہ یہ ہوا کہ ان حرمان نصیب جگر و خون سے اپنی اہل
 و شرفناک زندہ کی سے باہر ہو کر اس کی درخواست کی اور جان بخشی کے فخر پہچے اور نہایت نیازت
 کیساتھ باجوازہ اور میں عرض کیا کہ خدا کے لئے آپ ہمیں امن دیکے ہم اپنے ان ناشائستہ و قبیح
 افعال سے توبہ کرتے اور آپ انھیں کرتے ہیں کہ ہمارے سروں پر مغانی کا تاج رکھیں اور ہمارے
 رجا اور ناچار نصیب روٹی درگزر فرمائیں۔
 شیخ منظر نے ڈاکوؤں کی اس بزدلی اور نامردی کو نہایت نفرت کی نظروں سے دیکھا اور نہایت
 حقارت آمیز رویہ میں فرمایا۔ تمہاری تو یہی سب سے کہ بتیاد نہیں بڑا دلور اور ایک اپنے ہاتھ سے ایک
 دوسرے کی ٹھکوں کر لے۔ تمہارے پاس بقدر ہتھیار گھڑے سو اسیاں موجود ہوں حاضر کرو اور

میرے ساتھ موضع شکوہ پور میں لچلو، دوا کو دینے لیا اور ایک کثیر القی اور حاجت کے روبرو حلف اٹھا کہ آئندہ ہم اس سب کے کسی بدخواہ ثابت نہ ہوں گے اور شیخ کے ارشاد اور پاک صواب پر سرسویا اور نگرین کے ہفت گئے علاوہ مذکورہ تین دن واقعات کا ثبوت ملتا ہے جو شیخ و مغل کی شجاعت و دلیری کو بڑی دھوم دھام سے ثابت کر رہے ہیں لیکن چونکہ میں ناگزیر کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا اس لیے ان ہی دو مقدمہ واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

نور محمد شیخ مغل و صاحب نیچہ جیٹہ تاریکی ریشمی بڑی نمایاں کیسا تھ چمکی سیہ فرار لچلایا۔

دن ہی کی عصمت آسماں پاک اس نثر سے نکاح کیا میر فر لچلایا ایک قیہ طبیعت بڑکتے۔

جنگی خطا طرہ کی اور زہر و انتقام نے ان کی شہرت کو نصف سون پت کی جا دی اور یہی یاد دو میں

بندہ کما تھا پاکہ دور از سکون میں آپ کے تقدس اور پاک کی ناموری سے آپ کے خاندان سادات کی ثبات و شرف و زینت ایک نامہ روح ہو سکتی تھی۔ سون پت کے تمام باشندے اپنی فضیلت و بزرگی عالی بی نامداری اور بکری بکری کی انتہا سے زیادہ کر رہے اور ان کی معمولی اور ادنیٰ بات کو

کو بی عزت و قہر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

واجب الاحترام سید غفرانی ذاتی بزرگی کے باقی فضیلت بھی بہت کچھ رکھتے تھے اور ایک شریف و نجیب خاندان علم و فضل کے لحاظ سے سون پت اور ان کے مہل میں منسلک وراثتی گزرا ہے اگرچہ ان کے گھرانے کو اس خاندان کا ہر ایک شخص آسمان علی کا نہایت در شان اور نامیاد تھا تو شاید چندان ناگزیر یا ناگوار تھیں فراموشی غرض نظروں سے دیکھا جاتا ہے تو مرگ سیک اور اہل علم و ادب اہل اہل اللہ خاندان کے علاوہ ایسا خاندان دنیا میں بہت کم دکھائی دیتا ہے جیسے ان چند پشت سے علمی فیاضیوں کی ایک کیفیت رہی ہو۔

خلاصہ یہ کہ سید فرار لچلایا اپنی خلاص نوعیت اور ذاتی و وضعی صفات میں اپنا جوا نہیں رکھتے تھے نیز فطری یا قانون اور روحانی برکتوں میں نے نظیر و مدبر المثال کیے جاتے تھے سید فرار لچلایا کی عفت آب پاکہ اس ان کی بطن سے شیخ مغل کے ان میں فرزند پیدا ہوئے شیخ بال الدین شیخ فیروز شیخ وجید الدین۔ جناب شیخ وجید الدین جو شہرت شاہ ولی اللہ صاحب کے جامعہ تھیں ان میں چار گویا سے مذکورہ کے اس جہ کو آپ کے حالات سے زیادہ متعلق ہے۔ لہذا آپ کے واقعات کو مختصر سے

شیخ مغل و صاحب
سید فرار لچلایا

شیخ بال الدین
شیخ فیروز شیخ
وجید الدین

کے ساتھ دھاندلے ان سے کہیے تفصیل سے لکھنا مناسب جتنا ہوں۔

شیخ وجید الدین صاحب کے بچپن واقعات

شیخ وجید الدین شہید خواص کچھ معانی تفسیر و ارمیدان طور ظاہری و باطنی جناب شیخ عبد الرحیم کے والد بزرگوار اور جناب عارف نامہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے چارمے ہیں جو اپنی ذاتی قیادت اور روحانی قابلیت میں بڑی طولی رکھتے اور تقدس پاک کی ناموری میں پوری شہرت رکھتے تھے۔

شیخ وجید الدین شہید کے دو دو اوقات حالات جو آپ کے زمانہ طفولیت اور بچپن سے متعلق رکھتے ہیں موصوفین ہند نے ان کے بیان کر کے میں زیادہ قویہ نہیں کی، اور یہی وجہ ہے کہ میں ان کی لاف کا پورا نفا کا کچھ نہیں سکتا لیکن تاہم مختلف روایات سے جو مقدمہ حالات معلوم ہوئے ہیں ان پر کا متعدد تذکروں سے کچھ پتا چلتا ہے وہ قلمبند کیے جاتے ہیں۔ اس صورت میں ناظرین مذکورہ بھری ان ذرا کر سکتے ہیں کہ کچھ آپ کے بچپن کے حالات ایسے سلسلہ سے نہیں پہنچے جنہیں میں بت کر کہ کامست نہیں کیا مآدہ بیان کر سکتا۔ بہرہے جو کچھ مجھے آپ کے مختلف واقعات سے تحقیق ہوا جو کثرت درج کرتا ہوں۔ اس مقام پر صرف نہیں روایات کو لایا گیا ہے جو محققین کے نزدیک مشککی کو پہنچتی ہیں اور عرض بقدر اہمیت ان روایات کو جو فائدہ ثبوت کے قصبہ شیخ زیادہ قوت و منزلت نہیں کہتیں بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔ آپ کے ابتدائی حالات کی نسبت مجھے اس زیادہ چھوڑ دیا نہیں ہوا کہ جب آپ چار سال کے ہوئے تو آپ کے واجب الاحترام والد شیخ مغل نے آپ کو سکت میں قرآن مجید پڑھنے کیلئے بھیجا، لیکن یہ جب کہ ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اس مورخ اور طبعی بچے نے بہت جلد قرآن شریف پڑھ لیا۔ طوطی کی طرح صرف الفاظ منہ سے نکالتی نہیں بلکہ کلام ربانی کا اصلی منشا اور فطرہ اللہ کا ذاتی معنوم اور اس کے معانی پر مطالعہ نقد بھی دیکھ لیا۔ گو اس صحت بہت کے بعد میں کلام ربانی کے نکات اور الہامی غرض و تالیف کو پہنچا کر بھنا بہت شکل تھا لیکن پہر ہی ہول جوا میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں یا ان مال سے مستنبط ہو سکتے ہیں آپ کو بخوبی منظور اور راز پر ہو گئے تھے جو حقیقت میں ایک گوند آپ کے فرق عادت میں داخل تھے۔

شیخ وجید الدین
ابتدا لیا مآدہ
علمی ترقی

آپ کا ابتدائی زمانہ معمولی بچن کی طرح ہے نتیجہ نہ تھا بلکہ عمل پر داری۔ مسکینی کو کرلی
 و شہادت آئینہ نظر یہ تمام باتیں جو بچوں میں معمول ہوتی ہیں دیکھی جاتی ہیں۔ آپ میں ہر وہ ہنر و
 تہذیب جسے قیامت شہناہ نظر میں لونا یہ نتیجہ نکال سکتی ہیں کہ بچہ کس زمانہ میں پڑھا صاحب ہا بہت
 اور قدر و جہ کا طرفہ یہ کہ بچہ جو ان آپ عمر میں ترقی کرتے چلتے ہوئے فرائض میں بھگتا۔ تو ہنر
 خلق عزت پیدا ہوتی جاتی تھی۔

یہ سخت عجب کی نظر سے دیکھا جائے کہ ابھی آپ کی عمر پندرہ برس سے تجاوز نہیں ہوئی
 تھی کہ معمولی درجے کی باتوں سے جو عام درس کا ہنر میں سن مانہ میں داخل تھیں غرض جسے عمل
 اس چوٹی سی عمر میں دنیا کی ضروری اور مفید کثرتوں کا مطالعہ کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ یہ اور بھی
 عجب کی بات کہ اسی زمانہ میں آپ کو علم باطنی بھی حاصل ہو گیا تھا اور ریاضت و عبادت میں
 مشغول و کمال پیدا کر لیا تھا جس سے آپ کی روحانی قوتیں اور فطری جوہری جوہر خوب اُبھر کر نکلتے
 تھے۔ جو آپ سے اسی اسی حیرت افروز کر تھیں صاف دیکھنے والے گئی تھیں جسے دیکھنے والوں کا دماغ
 ہرگز استعجاب ہی نہ تھا۔

بادجو یہ تمام فضائل و محاسن جو ایک گز فرائض عبادت میں خیال کیے جاتے اور عظمت
 کی خاص نشانیوں سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی مقدس ذات میں ہر وہ کمال پائے جاتے تھے لیکن یہی کمال
 سے دیکھا جائے کہ آپ کی طبیعت میں سادگی اور انکسار نہایت بڑھ کر تھا۔ آپ ہر سے بڑے محانت
 میں معمولی آدمیوں کی طرح نہایت سادگی کیساتھ آمد و رفت کرتے تھے۔ تو بچہ اور سکینوں کے
 ساتھ شفقت کرتے اور ان کے ساتھ چمانہ بڑا برتن میں شہزادہ آفاق تھے۔ خواہش اقارب کیساتھ
 آپ کا خاص سلوک جو کمال سکین کی اور قیامت شہناہ معاف و عام و خاص میں سادہ و شہزادہ کی
 تھی کہ آپ کا دولت خانہ غریب اور سکین کا بہت بڑا مرکز بن گیا تھا۔ آپ کو ہی اسانہ و منفرد
 کا شرف تھوڑا سا اور ان کی شہادت و فیاضی کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی۔ ہر شکار و عام
 بچہ جو ایک مقدس و بزرگ شخص میں پائی جاتی لائے اور ضروری میں وہ سب اس فقر خاندان
 قوم میں موجود تھیں۔

اب میں شیخ عبدالحق شہید کے حوالہ سے یہ سب باتیں لکھتا ہوں کہ آپ کا

طرح و شہادت

نما و شہادت

نمایاں

تہذیب کے جو احکامات و دستاویز میں ہوئے آپ کی آخری زندگی کے زمانہ میں ان احکامات میں
 تھیں اس کے کہ آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات لکھے جائیں مسلسل کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ زمانہ ان کے کچھ واقعات و مشاہدات میں گزرے۔

بناشیت صاحب کا زمانہ شباب ابتدائی زمانہ سے زیادہ فقیہ و فاضل و عارف تھا۔ سکوت و خیریت
 پر تہذیب افزا مشاہدے آراہ اور ان کے ساتھ انصاف پر ہر گاہ کی سربستی پر سہ طوری پڑا تھا۔ باقی کمال
 ہی تھی اس زمانہ میں اگر آپ کی زندگی باطل پرانیت تھی لیکن مسکنات و غیرہ سے پرہیز و بڑی
 اور شہادت و بہادری کے آثار پائے جاتے تھے۔ یہی نظریں خوب مالی متین و فاضل تھا
 اور کمال کے بڑے وال فوسٹ چلا پائی تھیں۔ گو صورت پر کشمیری تھی۔ سبھی کی قیامت سکوت و
 خاموشی پرستی تھی لیکن ساتھ ہی ان عقائد و رنگوں کے دوش بوش بے درجہ شجاعت و ہمت
 و بہادری۔ یہی فی سادہ طوری سے ہوا تھی۔

بادجو یہ اس خاندان و زور و شہادت و قابل نظر اور غیر خوش فہم و خوشون کے اہل و عیال
 و گھر کے ہرگز فوج افزان کی طبیعتوں میں کہ گزرتے ہیں ان کی طبیعت میں کبھی نہیں آئے۔ آپ کی سادگی
 و سربستی پائیدگی بلکہ نہ کے خوف و انکسار شرم سے ان تمام بے نتیجہ و گولون کو اندر ہی اندر اسانیت و
 نامور اور دبائیت کو ڈھلا تھا کہ تمام عمر ان میں اُبھرنا نصیب نہیں ہوا۔ یہ زمانہ ان کے موافق اور ترقی
 و ترقی کے ساتھ ساتھ آپ کے تمام حالات و حوالے پڑھتے گئے اور اس وقت جبکہ آپ کی روز افزون جسمانی قوت
 نے حوالہ ترقی کے آخری قدم سے ہر قدم رکھا۔ باطنی کالات اور روحانی قوتیں اور کمال پر پہنچنے میں
 آپ کی متناظر زندگی اور قوت و ہر گز گاہ کی روحانیت بہت مشہور ہیں جن میں سے وہ ایک مختصر بیان
 لکھی جاتی ہیں تاکہ ناظرین اپنی وقت کا خاص طور اندازہ کر سکیں۔

آپ کے ہر قدم و فضا میں عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ میرے واجب الاصرار والد نہایت محنت
 اور مشغول تھے۔ چہ کہ آپ کے خاں باہل سپاہیانہ تھا اور آپ نظر ثانی و چہ تھی اسلئے شہزادہ کی
 اور اپنی خدمت و شہادت کی جو بڑا مرکز بن گیا تھا۔ آپ کو زیادہ شوق تھا جسے سپاہیانہ قالب کی تھی
 کہ جس کے میں یہی چہ تھی کہ آپ ابتدائی زمانہ سے سلطنت مغلیہ کی فرق میں بہرتی ہوئے تھے اور
 اپنے کارناموں کے صلہ میں کوئی بڑا اور عظیمی عہدہ رکھتے تھے۔ جب اسلامی فوجیں مخالفان اسلام

زمانہ شباب

دھندلا کر

کی بھٹی اور انکی محنت وغیرہ کی گزرا میں توڑنے کیلئے کیسٹرن بڑھتے تو آپ بڑے جوش و خروش کے ساتھ انھیں شریک بنے اور سکران اسلام کو تباہ دیتے کہ جس تک غارتی مصفاغون کا جو ترکہ نہیں تھا جو بادجو و ان تمام باتوں کے آپ کے قریع اور حسیاط انتہا سے زیادہ قابل تفریع اور لائق تعجب تھا جب شکار کے گھڑے پہاڑ سے چارے خیم کیسٹیاں بڑھتے اور پامال کیسٹے پیسٹے محالہ آتے ہاتھ تو آپ کا ان حسیاط کیہ جوتے لگا کر سے الگ ہو جاتے اور اپنے گھڑے کی بال کیسٹے اور طرف مڑ لیتے اگرچہ بعض وقت اسکی وجہ سے آپ کو سخت مشکل پیش آتی اور مخالف راستہ کو چھو کر مسلح اور ہوا زمین سے علیحدہ ہو کر اپنے پیچھے اور غیر مسلح قطعاً اور چھیدہ راجون کی صعب اور دشوار گزار گالیان تری وقت سڑے کوئی پڑتین۔

وہ

وہ سڑے یہ کہ آپ کسی سکر بڑھان میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ کی انہی چہرہ کھاتے پینے کا آہٹا اور اونٹن پھونکے کا سازو سامان اور اساتما گم ہو گئی اور مجرب اتفاق یہ تھا کہ جس جگہ کی کان ایک ٹانہ میں تھی وہ بھی ان سامان سے خالی تھا اور کزن کے کچا پٹا پٹے لگا تھا ہر بار شروع ہو گئی تھی شکار کا پانی میں بیٹے ہونے ہوئے تھی تیری زندگی کیسا تھپل رہے تھے غرض کہ اس وقت ان لوگوں کی حالت نہایت بزرگ اور افسوسناک تھی۔

اگرچہ شمس صاحب کی عملی زندگی ان لوگوں پر زیادہ اثر ڈال چکی تھی مگر ان کا کام کہتے تھے اور خراج کے کثیر ادا کرنا آپ کے فیض پرست سے ہر دور ہو چکے تھے مگر ان وقت فاقہ کی بربست بھراری کے سامنے اسکا اثر زیادہ دیر تک نہ رہ سکا انھوں نے تنگ ہو کر قریب جوار کی مویشی جڑ پکڑ لیں اور بڑے کسے متداول ہیں لیکن شمس صاحب احتیاط وقوع کے بعد پانی بھٹے تھے کہ میں روز کے تباہ قریب فاقوں کی سخت بھاری کا تحمل کیا اور غصہ شدہ چیزوں میں سے کوئی چیز متداول کرنی آپ کی احتیاط اور احتیاط طبیعت نے گوارا نہیں کی۔

جب فاقہ کشی کی زبان تک نہ پہنچی کہ بدین نام تک کو قوت داتی نہیں ہی تو رات جتنی کی نیاضی عداوت نے ایک نہایت عجیب غریب شکوہ کرنا یا بدو خدا سے ذوالجلال کی کارساز کی اور کھی صورت اور نرا طرز پر نمایاں ہوئی۔ بیٹے آپ ایک عجیب اتفاق یہ کہ پناہ کی بامیاب کوکے زمین کر رہے تھے جب کہ شکر اور دھواں شمس سے کثرت وفات ملو زمین آیا کرتا ہے۔ دھوکے چلے چلت

کی ایک پڑھی آپ کو قوت کے موافق زمین سے پیدا ہوئی چونکہ وہ آپ کے لئے شرعاً مطلق و جائز تھے انہیں آہستہ آہستہ دیکر صاف ستھر کرنا اور بال کرنا متداول فرمایا۔

اسی طرح غریبوں کیسٹوں کے مال پر شفقت کھتے اور خداوند ملازمین کیسٹا تہ نہایت نرمی اور تحلف سے پیش آتے اور ہر بات میں انصاف پسندی و نظر رکھنے کی بہت سی روایتیں مشہور معروف ہیں جناب فاضل اعظم علیہ الرحمہ صاحب کا بیان ہو کہ بے غیب یاد ہو میرے والد علیہ الرحمہ خدا دام دلازمین تھے کہ گھساروں تک سے جس چٹان پر تانا اور نرمی و انصاف سے پیش آتے تھے انکی مثال کسین زمین پانی جاتی تھی انھیں اس زمانہ کے متقیوں کی قدما شمسون میں بہت کو دیکھی جاتی تھی۔

ترقی یافتہ ہندی

یہ ہم پہلے گئے تھے زمین کو شیخ وجہ الدین صاحب کی طبیعت کو فطری طور پر فتنہ پسند ہے زیادہ و تعلق تھا اور آپ کا تقاب اہل سپاسیاد اور شجاعانہ تھا اسکی آپ سلطنت مغلیہ کی افواج میں ہوتی ہو گئے تھے لیکن اس امر میں ہماری توجہیت اہل حدود جو اور کسی سند شہادت کے دور سے یہ محکم نہایت مشکل ہے کہ آپ شامان مغلیہ میں سے کس جوار کے حرم حکومت میں فوج میں ہوتی جیسے اور کس زمانہ میں فوجی سلسلہ شہسپا کیا اگرچہ مضمون اس قابل تھا کہ اسے منسلک کما جا سکا اسوس کو موافقین کی سب سے پانی سے بلایا گیا انھیں شیخ کے مختلف حالات پر پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سلاطین تیموریہ کا دوا ان تاجدار اور بد نظیر شہاب الدین محمد شاہ ہمان بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھا جسکا کربل کے چند واقعات سے مختصر یہ ثابت ہوگا۔

آپ کے جنگی معاملات و واقعات صاف اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ بدین زمین جب آپ اپنے فوجی ملازمت نہتہ یا اسکی جو قشاد ہمان بادشاہ اس وقت سلطنت پر نظر ان تھا اور جب عالمگیر دوم دور ہوا تو اس وقت آپ ایک فوجی عہدہ پر متنازع تھے بہر حال آپکی سب سے مشل شجاعت اور حکمت مثال ہادی کی حکایتیں اسد یہ مشہور ہو گئی ہیں کہ جہان کین آپکی دشمنیات اور علمی فیاضیت کا ذکر ہوتا ہے وہ ان آپکی شجاعت و بہادری کا بھی ضرور ذکر ہوتا ہو چنانچہ اس مقام پر ہم آپ کی شجاعت کے دو مختصر واقعات جو بہت محکم تحقیقات سے ثابت ہوئے ہیں انکی شہسپا یہ ہے بدین حقیقت میں جناب شمس صاحب کی تاریخی زندگی کے ابتدائی حالات میں ان واقعات سے زیادہ مہم اہل شان و

و چھپ اور کوئی واقعہ ہی نہیں جو ان واقعات کے ذکر کرے۔ یہیں ناظرین کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ معلوم کریں کہ آپ اس وصف کے کمان تک اور کب یہ تک تباہ تھے اور اس فتنہ منبری کی کس قیادت سے ادا کرتے تھے۔

دوسری کھنڈ

شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں منورین چار سالہ تھا کہ میرے پر بزرگوار ہجرت ہجرت میں صاحب سید حسین کی ہجرت میں چار سالہ تھا کہ ایک بڑا شجاع و دیرینہ تھا اور جسکی طرف ہلو کی شہرت اس زمانہ میں بڑھ چکی تھی قصہ دوسری کی طرف توجہ ہے اتفاق وقت سے کہ میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا اسوقت قصہ دوسری میں جو مالہ کے دارمہ میں داخل تھا بہت بڑی فساد کی ایک شعلہ ہوئی جو میرے غریب کے بزرگوار آدمی کام گئے اس فساد کا پانی دوسری کا راجہ تیار جو جماعت و جہاد میں مشہور و بہت ظلال جرات میں معروف تھا۔ ہجرت میں یہ راجہ شاہجہاں بادشاہ کا چچا تھا لیکن انجام کار اسے اس جگہ لاری کی ذیل حالت میں (اور سچ پوچھے تو عزت اور وقار کی حالت میں) رہنا پسند نہیں کیا اور اپنی فطری شہادت سے ہنر کے بندہ کیلئے شاہجہاں کو اسکی شہرہ کی متواتر خبریں دے رہے تھے اور یہی تھیں اور یہی مالہ کی روزانہ نوکستہ معلوم ہوتا تھا کہ جو یہ دوسری نے ایک عام شہر میں پیدا کی جو شاہجہاں کی نظریں تمام راہیں دولت اور اس کے سلطنت پر دروزن لیکن اس وقت بچہ اسے اور کچھ بن نہ آیا کہ دوسری کی قوت کی کثرت اور ہجرت کی بکرت کی ہونے لگ جائے یہ سید حسین کو ایک عظیم الشان فتنہ کی سسر کر دی تھی اس طرف روانہ کیا کہ جین میرے والد بزرگوار بھی شریک تھے۔

شکست

ابتداء میں اگرچہ دونوں لشکروں میں ایک عظیم الشان خونخوار جنگ ہوئی لیکن پھر اس لڑائی کا خاتمہ لفظاً جریع ہو گیا۔ راجہ نے بہت سارے بوجہ نہ دینے کا وعدہ کیا اور سید حسین کی مجلس میں حاضر ہو کر معذرت کر دیکھ کر منظور کیا۔ علی کے دوستوں نے اس مجلس میں حاضر ہوا چونکہ اسکو جنگ سے آگاہ تھا اس لئے وہ باغیوں سے روانہ ہو گیا اور ہتھیاروں کے والدین کا حکم کیا لیکن منورین راجہ اس پر راضی نہیں ہوئے اور جب قیام و قال حدت تھا تو درگاہ کی توخت سے راجہ نے منورین و ناظرین سید حسین سے کہا کہ یہی اگر کب تم سہا مینا تے غالب کی جی ہو اور اس کے علاوہ کثیر القادری فرج بھی تمہارے پاس موجود ہے تو جی شرم کی بات کہ ایک تنہا شخص کو جو تمہارے مقابلہ میں چہرے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

ہتھ پڑن کیساتھ مجلس میں نہیں آئے دیتے۔ سید حسین سے اسکی یہ منورین تقریر میں کہ بزرگوار اور کچھ نہ ہو کہ در باغوں کو حکم دیا کہ اس کے متباران سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور متباران میت مجلس میں لایا جائے۔ منورین کے حکم کی تعمیل کی گئی اور راجہ ہتھ پڑا لگاتار بھڑکی شان و شوکت سے داخل مجلس ہوا۔

شیخ وزیر الدین صاحب کہتے ہیں کہ جس آن بان سے راجہ حاضر مجلس ہوا اسکا اثر بہت کم تھا۔ فرس میں باقی جو منورین پان چہا کا جاتا تھا اور جسے ازبکوں نے سخت کے نشہ کی من ترانہ میں آہستہ آہستہ نازان و جوان قدم اٹھاتا تھا اس کے چہرہ کی ہشاشت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اگر کسی شادی کی مجلس میں نہا ہے۔ بالاکہ موت کے منورین جاتا تھا۔ الفرض میرے والد نے اسکی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص اس مجلس میں ضرور کوئی فتنہ برپا کرے گا۔ یہ کہتے ہی اپنے شہا و لہجہ میں ایک خند شکار کر لیا اور میرے طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس سیکے کو کسی اونچے مقام پر کھڑا کر دے مرنے کا جہت میں اگر کسی قسم کا حد نہ ہو پھر اس مجلس کیلئے کایہ فرمان ایک ملا تھا جسکا حل کرنا بہت مشکل تھا چہرہ کی راہ در باغوں میں اس پہلی کو یہ جوتا چا یا لیکن وہ پاری رعب جلال سے اس وقت کیلئے یہ جرات نہ تھی کہ اس غصہ کی پرہ کشائی کرے۔

دعا میں فی کارا چہ جب در باب کے اس مقام پہنچا جان سے درباری رعب ہر شخص پر پڑے ہا ہر جہاں کیلئے اس وقت پڑتا تھا اور شاہی داب کی پانہی حاضرین دربار کو طعنا و کونا اور اگر فی ضروری ہوتی تھی تو وہاں سے بڑی دلیری و گستاخی کیلئے آگے بڑھتا اور محل سلام سے تجاوز کر گیا۔ وہاں سے روکا تو خوف و دودھ میں کہنا کہ شہانہ سلام کی رسم میں سے اوکڑا دیکھ کے قدم نہ ڈال لیکن اسے دربان کی اس گفتگو پر کچھ التفات نہ کیا اور جب دیا کہ میں جناب سید صاحب کے قدم مبارک کو بوسہ دینا چاہتا ہوں تاکہ میرے دامن سے جہاد و قہامیر کی وہ آلودگیان و بول جائیں جبکہ ایسے مقدس شخص کی گستاخی کی وجہ سے نصیب ہو میں۔

سید حسین کے ارشاد کے بموجب راجہ کی اس بے پروائی پر بھی انماض کیا گیا لیکن اب وہ چون کہ قریب ہوتا جا کر اس کے یور باغوں جاتے تھے اور پھر سے کی دشاہت کی جگہ غیظ و غصہ کیے تھے انہاں پہنچتے جاتے تھے۔ سید حسین کی تشنگانہ تک پہنچتے پہنچتے آئے بڑی غضبناکی کیساتھ تہہ لوہا پر ہاتھ ڈالا

اور چوری طاقت سے دارکا خوش قسمتی سے سید حسین چلے ہی سے ہوشیار تھا ملو اس کے علم پہنچے
 ہی آئے ایک ٹالہ اندھرت کی اور قہرا ایک طرف ہو کر تلوار کی زد سے بچ گیا بلکہ اسے ہر ایک سے بچ
 ترین پہنچتی تو اس کے سید حسین کے سر کی جگہ کی کہ وہ پاہ پایا ہلکا کر دیا وہ تلوار اٹھالی اور سید حسین
 پر وار کرنے ہی کو تیار کر دے والد بزرگوار حضرت امام اس خدا کے سر پر چاہتے اور خبر کی ایک ہی ہزار
 میں ملعون کا کہ تمام کر ڈالا۔ سید حسین نے اس خوفناک منظر میں جب اس قہر کی ناپاک نقش چھو
 حرکت دیکھی تو ایک بیساختہ جوش کیسا تھ اٹھ کھڑا ہوا۔ والد بزرگوار کی یہ بڑی شجاعت کی یہ تعریف کی اور
 بڑی تپا کٹ عافیت کیا۔

جب سید حسین اس صدمے سے فانی ہوا تو اب اس نے اپنی غائبانہ قہر ملک مالوہ کے ایک
 صورت کی طرف پھری۔ تاریخی حیثیت سے اگر چہ اس بات کا یہ لگنا بہت مشکل ہو گا مگر صورت کا ایک
 نام تھا جس کی طرف اس کی توجہ کے بعد سید حسین نے رخ کیا لیکن واقعات سے ثابت ہوا کہ
 کہ یہ صورت ہاموئی کے اطراف میں رہا تھے قریباً بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا کیونکہ سید حسین کی
 چوتھا رخ دامانی سے کوئی کر سکتے تھے وہی تاریخ اس صوبہ میں داخل ہونے کی دریافت ہوئی ہو
 انھیں جب سید حسین کا چرا لڑ کر ایک مالوہ کے صوبہ میں پہنچا تو وہاں کا حکمران مقابلہ کے لیے تیار
 ہوا، دو طرفوں کے باقاعدہ صف آرا ہوئے اور فوجی دھڑا بڑے زور شور سے لہر بن گئے لگا دونوں
 لشکر اس انتظار میں صورت تصویر بنے کھڑے تھے کہ کب حکم ہوا اور اپنی جگہ سے جنبش کریں دعوت
 مخالف کی فوج میں سے ایک شخص زمین چیرا ہوا اسرا لیا اور عجیب شان و شوکت سے آگیا ایک
 پسل پیکر گود سے پر سوار تھا تڑھ بکتر سے تمام سپہ چاہا ہوا تھا کہ تین دو طرف تلواریں اٹک
 رہی تھیں، دھم دھم ہونے لگا اور زمین میں لمبا برچا تھا چہرے سے شجاعت و ہمدردی
 آتار نمایاں تھے۔ تھیا تھ شانس نظریں قہر آگاہ تھیں کہ یہی اس صوبہ کا حکمران معلوم ہوا ہو چنانچہ
 انھیں بہت تیزی سے دہر اٹھا کر اپنا ڈاکہ دو طرفوں کے درمیان کے بیچ میں اکر لیا ہوا اور آہ و زلف ہوا
 کہ اس صوبہ کا حکمران میں ہی ہوں اور یہ صوبہ میں ڈوبا ہوا تھا اور لڑائی چہرے کیلئے
 مستعد تھا کیونکہ میں تاجداران خود غریبی کو پہنچنے میں تیار تھا اور انسی نے اپنی قسمت کے اتنی
 فیصلہ کیو واسطے تمام میدان میں کھڑا نظر کیا ہوں۔ اس صیدت میں تم لوگ مجھ گئے ہو گے کہ میں

وہاں میں لڑ رہی

دار کا کے ایک اور صوبہ پر چڑھی

سید حسین جنگ

سید حسین اور دار کا

کس ارادے سے ہمارا کیا ہوں اور یہی حالت تھیں صاف بتا ہی ہوگی کہ میں کیا چاہتا ہوں
 اگر تم لوگ مجھے قتل کرنا چاہو تو کہہ سکتے ہو لیکن شجاعت کا یہ مستعدا نہیں ہو کہ چہرہ آگاہی کیلئے
 تنہا شخص کو قتل کر ڈالیں شجاعت کی شرط یہ ہو کہ سید حسین تنہا ہو کر جن لڑکھتے مقابلہ کرے اور یہ
 تلوار کے حق میں در فاصلہ دیدے وہاں پہلے راضی ہو جائے۔ اس صدمت میں لڑائی کی فخر زری
 ہوگی اور ہزار ما جانیں خون دیار میں غرق ہونے لگی جائیں گی۔ ہمیں کھار کی اس غیبت کا قہر
 سے سید حسین کی باغی لگ کر حرکت میں آئی اور پہلی ہی صفحہ خون فدا سے کی طرح جوش لہر نے لگا
 قہر اچھن رہا تھا لگا سے اور گود سے پر سوار ہو کر مقابلہ کیلئے اٹھا دو طرفوں میں کھڑا ہوا
 وار ہونے لگے اور سید حسین جب کہ لگا لگا رہی تو وہ دونوں نے تلواروں پر ہاتھ ڈالا سید حسین
 کے حریف نے کچھ ایسی ہی چالیں کیں کہ سید حسین کی کھال کی کھال کی طرح کوئی اور چڑھنے سے پہلے
 سید حسین کے سر پہنچتی۔ سید حسین نے اگرچہ بڑے استقلال پر عمل سے تلوار کو ہر پلایا لیکن ہم
 ہی تلواروں کی کاسی گئی تھی کہ سپر کا کاسی ہوئی دستہ پہنچتی اور دوسرے دست میں چال کی حریف
 سے جب تلوار کو نہایت سختی اور زور سے کھینچا تو سید حسین اس ہتھکڑے سے گود ہی کی کمر سے پیچھا
 حریف یہ صدمہ غیبت پا کر گود سے گود چلا اور سید حسین کے سینہ پر ہتھکڑا اٹھا۔ انھیں نکال کر
 تھکے سے ہونٹا ہی چاہتا تھا کہ جانب چرخ وجہ لڑیں اور اب جوتھ اٹکے سر پہ چاہتے تھے اور تلوار کی
 ایک ہی غیبت اس کی زندگی کی بڑی کاٹ ٹولا۔

سید حسین اور ضابطہ صاحب اپنے لشکر میں دو چار آئے اور جان شہر فوج سے دنا دارا چڑھ
 کیسا تھ غرور سے ہٹ گیا۔ حکمران صوبہ کو بون دفعہ مالوہ سے چلنے اور سید حسین کی اس زمانہ قلعہ محفل
 کرنے سے حریف کے تمام لشکر تین زلزلہ ڈالہ اور ہر طرف ایک ہلکا سا چڑھا جب جانیں کھینچے فوجی
 سمندری کی تلواروں خیر موجوں میں سکون پیدا ہوا تھا مخالف کے لشکر میں سے ایک اور سوار
 کی طرف بڑھا جواول سوار سے پوری مشابہت رکھتا تھا۔ آئے ہی سوار اول کے مطابق آہ و زلف
 کما کر میں قتل کا ہر ذرہ حقیقی ہوں اور نہ مانا کیلئے تمہارے سامنے کھڑا ہوں کہ تم میں سے جس کا
 ہی چاہے مجھ قتل کر ڈالے۔ لیکن میں اپنی قسمت کا فیصلہ ملائش شخص کے اٹھ میں دینے سے خوش
 ہوں جو میرے ہوائی کا قاتل ہے۔ اسکی اس تقریر کے سلسلہ کا ایک ہی خاتمہ ہی ہوا تھا کہ نہایت شج

ایک اور قتل

تقریر کی بہت تعریف کی اور آپ کے مشورہ کے مطابق حکمرانوں میں ان میں کو ایمن بنائے گئے تھے اور
 آتش فشان آلات کے وہ زمین سے سارا بھل تیرہ تارک جو گیا شیخ و جیہ الدین کی سن تیر
 اور زور بار سے ان کی ہی علامتیں صوبہ و مامونی کی غرضی طاقت کو نہایت کم کر دیا اور چند فوجی
 افسروں کے قتل کی سزا دے دیا مامونی حکومت کو بھی خاتمہ ہو گیا۔ اب اسلام آباد کے اسٹیشن میں ان کے
 جو گیا اور وہ بڑی جہالت کی سزا دے دیا مامونی کی فوج کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں گس گئے راجپوت
 شکست کھا کر بھاگے اور غنیمتی کا غنیمت اٹھانے لگے شیخ و جیہ الدین کے ہاتھ رہا خاص شہر میں
 تھوڑی دیر تک ایک عام غریبی رہی اور ایک ہندو لکھنؤ کو شکست ہوئی اور لکھنؤ چھوڑا اور پھر
 اس کی طرف فرار کر گئے تھے۔ اب ان سیدین کے ہاتھ رہا اور پھر شہر میں لوٹ میں آئیں۔
 شیخ و جیہ الدین کے فضل و کمال پر عرض دہانی صاحب اسے تدبیر و شجاعت و شکر و شہادت کی
 جہان تک بھی قدر نہیں تھی اور غزنی افغانوں کیساتے بہت کم ہو گیا۔ اس مغز و مشورہ خاں ان میں
 ایسے لوگ بہت کم نظر آتے ہیں وہ تمام اوصاف اپنے پاس نہ ہوں چہ تھا آپ کے لیے جانے تھے
 ہی اوصاف تھے جنہوں نے سید حسین سے امیر کے برابر شعلہ شخص کو شیخ صاحب کا گرد و بنادیا تھا
 اب آپ کا اعزاز دوسرے طور پر اُن کے دل میں تھا کہ وہ اپنا ایک آگے چل کر خود تاج و تخت کے وارث بننا
 عالمگیر کے دلیمن آپ کی عظمت و وقار کے نقوش کندہ کر دیے تھے سید حسین جیسے دانشمند اور عقل
 کے پستے کو چھوڑنا آپ کی ذہانت و تدبیر و قابلیت پر ہر کافیا تھا اور جو گیا تھا اس کے کوئی کوئی
 جنگی معاملہ ایسا نہیں ہوا جس میں آپ کے نتیجہ غیر مشورہ سے کے مطابق عمل درآمد نہیں
 کیا گیا بلکہ ہر معاملہ میں آپ کا اپنا ہر جزو تا اور جو چھ آپ مشورہ دیتے آپ کے مطابق عمل میں لاتا
 یہ بالکل صحیح ہے کہ تمام امور کو اپنے قابل درمناز کا کہنوں سے ایک خاص شکر کا ارتقا ملا
 اتحاد ہوتا ہے لیکن سید حسین اور شیخ صاحب کا ملی تعلق خاصہ کریں انھوں سے قابل ذکر ہے کہ
 میں بالکل ایسے ہی باہمی تعلقات اپنے جانتے تھے جیسے نظریہ سنی بہائی میں اپنے جانتے ہیں
 قرینا تمام معاشرتی امور اور تمدنی احوال میں یہ کامناتیں شخص صاحب کا مکمل براہ و نہ اور غزنی تعلق
 تھا اور سب سے زیادہ قابل تعریف بات یہ ہے کہ ان دونوں کے باہمی تعلقات نمازی اور بنیادی تھے
 بلکہ ملی طور پر ان کا غور ہوتا تھا جی و جیہ الدین کا اسکا اثر میں ان تک پہنچا کر شخص محترم اور اہل علم

ناہکست

خلعت اور کار

اتحاد و محبت

شیخ کی مخالفت کرتا تھا بزرگ سید کو اس سے ذاتی اختلاف ہوتا تھا۔
 محمد تقی صاحب نے یہ نہ کہ اس کی اپنے قیام کا ایک طرف مراجعت کی تو شہر میں سید
 اس شیخ کی خوشی میں ایک شانہ نہ ملک کیا اور کمال جصلہ نہ ہی احوالی تھی سے شکایتوں کی گردان
 مال نہ سے بہرین چند ہفتہ تک لشکر کا اس مقام پر قیام رہا اور نہایت کمال خیال سے شہر کا مال
 میں مصروف تھا۔ اسی شانہ میں ایک نماز میں بیٹے کے شہنشاہ واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ اس شیخ کے تیرین
 بعد ایک سن اور بیس عورت شخص صاحب کو بیاہت کرتی اور تلاش کرتی تھی آپ کے تیرین آئی اور پھر
 جی تو ان میں کو بیاہی کہ ہر خردا میں؛ میں ان تین تین شخصوں کی والدہ جوں جیسے سرسری تھے
 اور پھر سے ظلم کئے گئے تھے میں جانتی تھی کہ دنیا میں تین کی شخص میرے فرزندوں سے زیادہ تھیں
 اور تھی تینوں کا لیکن حقیقت میں مجھے دیکھا کہ آج نہ صرف تیر کی نظروں میں بلکہ ہر انسانوں
 کی نگاہوں میں شہادت انہام ہو گیا۔ چھپڑا کی رحمت ہوا۔ اس زمانہ میں کہ پید کر دیا تھے نظر دیکھ
 نہ رہے تھے شہر سے جیسے پچھلے تھے۔ بیشک قرآن سے قوت و شجاعت میں بہتر و برتر ثابت ہوا میں
 نمازی اور بنیادی طور پر نہیں بلکہ جی طور پر ان کی ملک تھے اپنا غرض خیال کرتی ہوں میری آندہ کو تو
 مجھے اپنی ماں کے نام مقام تصور کر اور میری نگاہ اخوان اور ایک کہ کو اپنے فو قہ و ص سے منو کہ
 چند روز اطمینان اور سانس کی نہ تھوڑا دیر تاکہ میں تجھے سیر ہو کر دیکھوں اور میرے باہر جانکے
 ہر سے پہلے چہرہ سے میری آنکھوں کو کھلی اور لکھ سلی و اطمینان نصیب ہو۔
 چو کہ بڑھیا کی تقریر دوسری اہمیت و دہرائی سے ہماری تھی اس لیے مختصر شیخ پر اہل بہت
 بڑا اثر پڑا۔ خاصہ سے فرمایا کہ کو اس اور آپ غرضی کہ اس سے اس سے ہو کر نہ کیا کیسا کہ اپنے پر کار
 جگہ کے عزیز و اقارب کی ایک جماعت نے جن میں آپ کے بہائی بھائی تھے آپ کے ایک اس ارادہ سے اپنے
 چاچا اور غرض کیا تعجب کی بات ہے کہ آپ یہ تیرہ ہوش اور غنیمت ایک ایسی حرکت پر پیش تھی کہ
 تیرہ نہایت ضرر رسان اور محضرت وہ ہوا ایک عورت ذات کی چند نمازیں پاتوں اور بنیادی نقصان پہنچا
 کی بنا صرف دیکھو کہ اور غرض ہر جو ہر کے قابل ہونا نہایت یہاں سے یہاں قیاس اور دور درمکل جو انھوں
 وہ عورت جس کے تین اولاد انعام اور ہمارے فرزند آپ کی تیغی و ذہنی سے قتل کئے گئے ہوں ایک داستان
 جانا اور اس عورت کا مولا ہونا ہماری بھینس بالکل نہیں تھا۔ ہر چند کہ ان لوگوں نے آپ کو اس ارادہ

حبیب دہ

دستری سلی

سے اپنے کئے میں بہت کوشش کی لیکن آپ نے ان کی تفریق نہ کی تھی اور یہی انتقام نہیں کیا اور ان کا شکر کرنا کسی گنتی میں نہ لائے۔

جب انھیں کی اس جماعت نے دیکھا کہ آئے والی بڑھیا کی شہرین کلاہی اور پراثر الفاظ کا چارہ واجب الاخرم شیخ پر اپنا اثر ڈال چکا ہے اور ہماری تمام کوششوں پر ناکامی کا پانی پیو دیا گیا ہے تو انہی میں سے ایک شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ میں حاضر ہو کر اور بڑھیا کی انتہاس اور اس کے قبول کرنے میں شیخ کی استعدادی بیان کی۔ بڑھیا کی شہرین سے سخت متذہب ہو گیا اور ایک چالاکانہ حرکت کر کے ساتھ شیخ کے ساتھ میں پہنچ کر گری گوی نہیں دلائل میں اور بڑھیا کی انتہاس قبول کرنے سے باز نہ رہا۔

رسوخت آپ بجز اسکے کہ ہر گز نہ ہو گا کہ بڑھیا کو بلکہ نہایت سلی آمیز لہجہ میں فرمایا کہ ماہرین ایہ لوگ مجھے میرے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں دیتے مجھ کو اس طرح میں پہلے تیری رہا تھا اس کے قبول کرنے سے قاصر ہوں لیکن مجھے مطمئن رہنا چاہیے کہ میں چند روز کے بعد تیری سستی میں ضرور آؤں گا اور میرے حسب خفا کچھ عرصہ تک وہاں رہوں گا۔ میں جس سے مضبوطی حاصل کرنا ہوں اور تو فیضی ملے گا کہ مجھے لے کر مسلمان ہمیشہ اپنے حدود کو پورا کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ہر مذہبی ایک ایسا سنگین جرم اور سخت گناہ ہے جو ساقی کی قابلیت نہیں رکھتا۔

چند روز کے بعد جبکہ تمام لوگوں کے دلہنے سے واقف نہیں کیا گیا تو شیخ وجہ الدین صاحب اپنے متعلقین کو داخل پارک سوار ہوئے اور اس بڑھیا کے مکان پر تشریف لے گئے بڑھیا نے حقیقت دیکھی کہ محبت و قطع ہوا اور انھوں نے دوسری سے پیش آتی ہے یہی سستی اور سگی ان اپنے تالیف و تحریفانہ فرزندوں سے پیش آتی ہے جو حسب اولیٰ سے جوڑیں سرست کیسا ہے ہر نہایت عظمت و وقار کیسا ہے ایک قسمی فرش پر چڑھ کر بڑھیا کی رسوخت کی رفاقت اور خوشی کا کوئی کافی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا بار بار یہی بات تھی کہ شیخ پر قربان ہو جائے اور اپنی جان اس کے قہور میں نہ کر دے کہ وہ نہ کہ کوئی شہر کی قسمت ہی نکلان بعد بڑھیا نے اپنے معزز مہمان کی کھانے کی توافیق کی اور اسے لڑنے پر دعوت کو سامان کیا گیا۔ کھانے کے بعد شیخ نے بڑھیا کے مہمانوں اور بڑھیا کی باتیں جوتی ہیں ان کے دینک راہزنہ کا سلسلہ بڑھیا کے انھیں میں روز ہینٹ کر کے چھوڑ دیا شیخ صاحب اس پر اجازت

دینک راہزنہ

جس کر کے اپنے لشکر میں واپس چلے آئے۔

شیخ عبدالرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں بارہا اس بڑھیا کے مکان میں گیا ہوں جب کسی میں وہ میرا کھانا تو وہ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آتی اور میری تسلی و دلجوئی کا کوئی دقیقہ اٹھانے کو سستی میں نہ دیتی اور وہی کہتا تھا اور وہ اس کے بہت خوش ہو کر تھی اور حقیقت یہ ہے کہ چونکہ میں نے کچھ نہیں اپنی وادی کو نہیں دیکھا تھا اس لیے مجھ کو معلوم نہ تھا کہ اس بڑھیا کے علاوہ میری کوئی اور وادی ہے واقعات مذکورہ بالا سے جو مجھ سے بہت سے مسلمان اپنے ساتھ گئے ہیں معزز شیخ کے شہادت کا زمانہ میں اور بہادرانہ نامہ آؤں کے شہادت کے علاوہ آپ کی وہ خاص خاص غریبان بھی ظاہر جوتی ہیں جو نہایت وقت و قدر کی نگاہوں سے دیکھے جانے کے قابل ہیں اور نہایت مفید اور نفع بخش اور نیکو ہیں بنیاد کے ایک ایک شخص صاحب جیسے صادق القول اور کھلم کھائے میں سے ہی بات کے پورا اور عمدہ کے پورے کچھ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی سے آپ کے کچھ وعدہ کیا ہو اور پورا نہ کیا ہو۔

میرا کہ میں جس قدر حالات و جہات شیخ وجہ الدین صاحب کی بہت بڑھیا کے انتقام اور مذہب کو لکھے گئے ہیں ان میں سے بعض واقعات ہم نقل کر چکے ہیں جسے کافی طور پر اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اصل حال شیخ میں فی ذاتہ کہ شہادت و حرات کا مادہ تھا لیکن اب ہم ہوا اللطیف محمد الدین محمد اور لکھنے کے بعد لکھیر بادشاہ کے پر شوکت زمانہ میں تھے میں اور شیخ صاحب کے چند وہ واقعات مختصر ذکر کرتے ہیں جو ہر حال میں دیکھنے کے ساتھ ساتھ تاریخ پاک ان تک بار بار پڑی ہو۔

جب ہندوستان کے اقبال کا شانہ آسمانی سطح کے مشرقی افق میں شہاب ثاقب بجز چمکا تو عالمگیر جو سپا پر رجب تجنیدہ اور آلہ العزم کا قاتل مایہ ناز شاہ تخت مملکت پر جلوہ آراہا عالمگیر جیسا پانچ مذہب اور علم و دست تمام و سپاہی شجاعت و بہادری پر جان پڑا تھا۔ اس کے پر شوکت دربار میں جس حیثیت سے علما فضلاء کی تکریم و تکریم کی جاتی تھی۔ اسی لحاظ سے شہاد اور ہمارے ان کا اثر دیکھا جاتا تھا غرض کہ دونوں نسب و سابق اس جہد مملکت میں ہمسایہ نظر آتے دیکھے جاتے تھے چونکہ جناب شیخ وجہ الدین صاحب کی تاریخی زندگی میں یہ بات نہایت ہی عجیب غریب تھی کہ آپ شیخ و علم دونوں کے مالک تھے ایک ایک میں تلواری کا قبضہ تھا اور دوسرے میں فکر کا نیزہ۔ جیسے آپ کی تیغ و دھم کی جیسی ہاتھی یا دو گارین رسوخت تک میں نہ قائم دوام میں اس طرح آپ کے قلمی فتوحات و تفریق ہمارے پیش نظر

دیادہ خوف طاری ہو تو سرسیدہ جو کہ باگنا شروع کیا۔

ما مجید کی طرف سے
شہداء و شہداء

پیرایہٴ بیباک

علا کے بہت

مست اقبون
ط

مست اقبون
ط

مست اقبون
ط

آئی اور بہادرانہ جوش تمام گون میں خون کی طرح دوڑ گیا۔ کہنے موجد چکر کر کے اول اس سے
 باغی پر چکر کرنا چاہا اس طرح شمشیر کیے ہوئے بڑھا چلا رہا تھا۔ یہ فوج کا دستاویز آگ کی نرکان
 تھا۔ باغی کا مقابلہ کر کے جوئے جھکا اور میدان سے واپس چلا گیا۔ باغی نے شمشیر سے لگے چکر
 سب کو روکا اور خوف زدہ اور زمین پر چلا کر کہا۔ بہادرانہ ایسی قوت رانی کا موقع ہے اور شجاعت ہمارے
 کے جوہر دکھانے کا یہی موقع ہے۔ اس موقع پر جان و دنا اور شجاعت کے کارناموں میں اپنی زندگی کا
 قاتل کرنا جان بچانے اور پیش قدمی اور ناموری کیلئے یاد کیے جانے بہت بہتر ہے شجاعت پیش
 ناموروں کی ہے۔ زیادہ جس چیز سے تاج میں رہتا ہے وہ نامور ہے۔ تاج کی کی اور بہادرانہ
 اور جس بات سے کامیابی کا ناموں میں مشاہرت اور تاج کا پر خراغ از روشا ہے یہی جان شجاعتی اور
 وفاداری ہے۔ بہن خدا شک نہیں کر لیتے جان چکر کرنا اور خطرناک موقع میں ثابت قدمی و شجاعت
 ہو گئی۔ صلیب نامی اور فرما اور جان باذن کو بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ لیکن خوب سمجھنا چاہیے
 کہ انسانی تدبیر تقدیر الہی کو بھی شکست نہیں دے سکتی۔ یہی تاج ہے لیکن ہم بھی میں نہیں چوٹی
 جانتے ہیں۔ ہمارے کے علاوہ سرسبز جہان بھی ہے اور تاجی آگے گزرتی ہے لیکن ہم بھی میں نہیں چوٹی
 اچانک دیکھیں کہ ہر کجائی کا بہت بڑا گھٹا ہے اور جسے منظر پر میرا ساتھ دے۔
 ہر نہ کہ آپ کا یہ جہان اور موثر خط و طوسی اور شکست آور منقہ لوں سے پر تھا اور مساعیت
 دو نہ بہت چھانڈنے کا کافی سامان رکھتا تھا۔ لیکن تجربہ سے دیکھا جائے کہ جو طبیعتیں حقیقت
 میں قابل اور متاثر ہوتی ہیں ان میں اونہ بات سے متحرک اور تحریک کیساتھ تکیل کا مادہ پیدا
 ہو جاتا ہے۔ بخلاف ان کے جو طبیعتیں ناقابل اور پڑھ ہوتی ہیں ان پر کسی موثر خط کا اثر نہ رہتا ہے نہ
 دوسری کا انہماک کام آتا ہے اور چونکہ منکر خ چٹانوں پر لہرے لہلہا کے بیچ ڈالنا اور ہر پاسے بار
 ہر ایک اسیر کرنا خلاف قانون قدرت بات جو۔ ایسے بننا ہیضہ اسباب اپنے اس راہ پر کامیاب
 نہیں ہو سکتے
 چنانچہ آپ کے اکثر فوج میں خطرناک محرک میں آپس جدا ہو گئے۔ اور صرف چار شخص ہی اس ہتھیار
 منتظرین آپ کا ساتھ دیا۔ یہی چار لوگ اور نام اور ارادہ کے ہوئے وہ شخص میں جن کی نسبت شمشیر و جھانڈ
 صاحب ہوش فرما کر کہتے تھے کہ اگر ہمارے رفیقوں میں سے کوئی شخص کسی خوفناک اور جانناہزی کے موقع

شخص کی مدد اور
 ہر شخص ہمت

میں ہمارا ساتھ دیکھنا ہی چار منتظرین خاص میں سے ہو گا۔
 قصد ہتھیار آپ ایک اونچے دھڑے سے تلواریں کھینچے ہوئے آئے۔ ان چار شخصوں میں ایک کے ہاتھ
 کا نوزک منہ بولی کیلئے پھر باہر سے باہر کیلئے پھر باہر سے باہر کیلئے پھر باہر سے باہر کیلئے پھر باہر سے باہر
 حق یہی کہ چاہیے اور کیلئے جس شخص پر شمشیر کے قدم ہوئے وہاں ہر ایک انھیں پھیلانے شمشیر نے
 نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے ان تینوں کی طرف رخ کیا اور سب اول اس باغی پر سنا کا
 حاکم کیا چڑھا کر سر کی کرنا تھا۔ قریب پہنچ کر وہ ایک قوت فاعوش اور چپ چاپ کھڑے رہے لیکن
 جوں ہی باغی نے اپنی میسر اور خوفناک سونڈ آپ کی طرف اٹھائی اور چپ چاپ کھڑے رہے لیکن
 کھینچنے لے آپس پوری طاقت سے ایک لہری تلواریں کھینچ کر باغی کے دو پارہ ہو گئی۔ سونڈ کے
 کٹنے ہی باغی نے ایک نہایت کریمہ جوش شمشیر جاری کر دیا جس سے سننے والوں کے دل ہل گئے اور شکر
 میں خاطر طور پر ایک منت زلزلہ اور تھک پڑا۔ باغی اپنی سرسازانی اور سرکشی کیلئے تھک چکا تھا
 ہمارا لاکہ زرد پوشوں کا لشکر جو اسے عقب میں لشکر عالمگیر پر اسلحہ آتشیں مینے دھنسنے والے آلات سے
 بائیں بازو ہوا لگے بڑھا چلا آتا تھا اسے پاؤں سے اس قدر چھل گیا کہ مغرب گشتی کے آوی اور وہی
 بہت مشکل سے چاہے ہوئے۔
 شمشیر کی یہ شجاعت و کوشش گویا عالمگیری کی فتح و عروج اور شاہ شہلار کے زوال کا بارگاہ تھا۔
 ابھی اس سے پیشتر ناگہان کا اقبال جو پہلے چوٹی کے چڑھتے ہوئے سوچ کی طرح نہایت حیرت کے
 ساتھ اس پر خوف نظارہ کو الوداعی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ ہر نصف لونا
 پر پہنچ کر ہی پوری اور کامل درخشش سے ایک عالم کو نہرو کر دیتا ہے۔ منتظر اور ہلاکی ہوئی فوج سب
 طرف سے سمت سے گرجی ہو گئی اور شمشیر کی سرکشی میں شمشیر کی فوج پر دشمن پر ہی سب طرح زمین
 پڑا اور زمین چمکنے لگی۔ اور آتش نشان آلات سے سارا میدان دھواں دار ہو کر میسر اور خوفناک آواز
 سے گونج اٹھا۔ اس جنگ کا یہی حسنہ زیادہ پر نظر اور خوفناک تھا۔ بہادرانہ کے سر کے ہرے لکڑی کی طرح
 ہر دم نہ گھٹ رہا تھا۔ اور نہ ہی سپاہی خونی دنیا میں غوطہ لگا رہے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اور ایک
 بڑے گھسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔
 نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ شہلار کو شکست ہوئی اسے لشکر کا کٹر صدر پیدا ہو گیا اور اسے گزرتا

شاہ شہلار کی ہمت
 رہتے

سعدان عالمگیر کے ہاتھ رہا اور شہر کا بیٹا رسامان حرب ہاتھ لگا، لنگر میں شمع کے شادیاں پہنچ گئے اور ہر شخص کو اپنی کوئی ہونے عزت اور برتری کے دوبارہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔ عالمگیر نے اس طرح کی خوشی میں ایک شاندار جلسہ کیا اور ہر کوئی معززین و بزرگواروں کے ساتھ اپنے محل میں بیٹھا اور خوش حال و فادلانہ جوئے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اس لیے سب کے پیشہ وکار اور شہر کے ہر شخص کا دل بہتر اور امیدوار ہو گیا۔ عالمگیر نے خواہنے ہاتھ سے آپ کی کہ جن ملکوار باغی اور نہایت شکرگزار رہی کیساتھ آپ کے منصب اور عزت افزائی میں ترقی کرنی چاہی، لیکن اس میں شہر کے ہر شخصی اراج بہادری نے اپنی اس بکراگاری کے صلہ میں کوئی ہمت نہ اٹھائی اور شہر کے ہر شخص نے کہا کہ اگر آپ اپنے موجودہ منصب کو برکات کی گورنری اور پرکون کی عالمی کے متنازعہ میں دیکھ کر کہیں کہہ سکتے تھے تو آپ کی تامل نہ کی اور اصول سے زیادہ اتفاق پر ہر گزری ان غرض و مدد کے مناسب بھی نہ تھی تبین مصروف ہو کر اکثر لوگ ان امور سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں جب زمین کا پتہ ہی خیال سے ان وعدوں کو قبول نہ کیا ہو۔

اس واقعہ سے ناظرین کو بتی حکم ہو گیا کہ شہر کے صاحب اپنی یہ نیک نیت اور بیباکیا جزائز میں کمان تک قابلیت رکھتے تھے اور شاہی دیوان میں آپ کی شفاعت کو مستحقوں کے راجہ اور ازادہ وقت کی تکالیف سے دیکھی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کی شجاعت کی نسبت اور بھی بہتے آئے دلچسپ اور نہایت مآب واقعات تذکرہ میں ملے گئے ہیں جسے آپ کی یہ صفت بوجہ امن ظاہر ہوئی ہو۔ لہذا زمین ایک اور واقعہ کہ ملک میں عثمان کو فوج کرنا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید شہاب الدین کو جو شاندار عالمگیر کا ایک نہایت معزز و ممتاز اور مشہور کارکن تھا عالمگیر بادشاہ کی طرف سے خطاب کیا چنانچہ حساب سمجھتے وقت بادشاہ کو اس کی نہایت ثابت ہوئی اس لیے عالمگیر نے اس پر سخت عتاب کیا اور گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ شیخ و دیگر لاکھ صاحب نے اس تعارف کی وجہ سے جو ایک زمانہ سے حاصل تھا عالمگیر ہی عدالت میں اس کی نہایت پیش کسی اور دفعہ زمین شدہ وقت کے قیام ہو گئے آپ کی نہایت منطوقہ کی اور قوم کی ادائیگی کے لیے ایک محدود وقت مقرر کیا گیا لیکن جب وعدہ کی مدت ختم ہوئی اور سید شہاب الدین نے وفات اور کر کے میں شامل کیا تو شاہی مظلوم آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ رقم کثیر تھی اور شہر کے صاحب اس قدر

عالمگیر کی عزت
نہایت

ایک اور واقعہ

مسلطت نہ رکھتے تھے کہ اسے اور کر کے حاصل کرتے۔ اس لیے آپ نے سید شہاب الدین کو بلا دیا اور نہایت نرمی اور سہولت کے ساتھ ایک سلسلہ پیشکش قانون کا نام نہ تو لیا تھا کہ بڑی عزت سے آپ کے اس قومی احسان اور اس سیکڑی نرمی کی یہ کافایت کی کہ سخت برہمی اور غصہ کے بعد میں بڑا شکر حضرت! میرے پاس مل دو دولت کچھ نہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑی خدمت دہنی اور عام عرض کیساتھ تلوار میان سے نکال کر رکھنے لگا یہ حاضر ہے۔ شیخ صاحب نے اس کی یہ برہمی اور سچ پوچھنے تو کہیں نہ، ملاحظہ کر کے ایک نہایت ہی خوش آئندہ جواب دیا کہ کیا سچ فرمایا۔ پیارے سید! تلوار کچھ نہ پڑنا بہت آسان ہے لیکن اس کی ذمہ داری سے ہرگز ناہنک اور سخت مشکل ہے۔ تمہاری خدمت دہنی محض بیجا ہے اور میرے سامنے کچھ بھی وقعت نہیں کہتی۔ شیخ کی یہ گفتگو سن کر وہ اور بھی خوش ہوا اور اس کی محبت کی رگ حرکت میں آئی ایک قوی جوش کیساتھ تلوار اٹھائی اور سر تک بلند کر لیا لیکن ہنوز تلوار نیچے جھکنے نہ پائی تھی کہ دل تلخ ہو گیا بایں ہاتھ اس تک پہنچ چکا تھا آپ نے بایں ہاتھ سے اس کی تلوار پکڑی اور زمین ہاتھ سے ہر دو پر ایک لٹا چھ مارا کہ احسان فرمادہ ہو سکتا اور میرے منہ زمین پر جا پڑا اور ایک عرصہ تک بیہوش رہا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس گروں زون کی ہاتھ پاؤں رسی سے کس دینے جائیں اور اس کے طویل میں جبکہ نوٹ کر ڈھسے موجود ہوں ساتھ ساتھ کیے جائیں چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور جہاں نصیب شدہ طویل قوت خالی کر دی گئی۔

اور جب تک کہ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو اپنے اسی قدر اوروں سے دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا

ایک اس قومی احسان کا بدلہ ہی تھا جو تو نے ادا کیا۔ اور ان یہ تو بتا کہ اب یہ ازادہ لاف و گزاف اور بڑے غرور کھان گیا۔ سید سے جبکہ نہ اپنے نہیں ایک بڑی رسی میں جکڑا ہوا ہوا کہ آپ کے پہلے ہمارے کوسن کر بجز اس کے اور کچھ نہ آتا کہ گروں نیچے کر لی۔ لیکن جب دوسرا جھلکان میں پڑا تو اس کے زمین ایک غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی اور نہایت جوشیلی آواز میں بولا کہ میں نے اپنے کا یہاں بیٹھو میں سب طرح کی کوتاہی نہیں کی لیکن اسے میں کیا کر رہا کہ آپ کا ہاتھ قبل اس کے کہ میں اپنا دار کھن حرکت میں آتا اور ایک ایسا قوی صدمہ مجھے پہنچا جس سے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ آپ ہی فرمائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔

شیخ صاحب نے اس کی یہ بیہودہ اور فضول گفتگو دیکھ کر فرمایا کہ بیشک تم کہتے ہو اب میں تمہیں بچاؤ

محب و محبت

استقامت

نات، و نازک

ماضی میں دوبارہ سب کچھ کہہ رہے تھے لیکن حقیقت میں انہیں واجب الاختصاص شیخ کی اس

بات میں بہت بڑا شاک بہت تھوڑا تھا۔ آپ انکے اس تہذیب کو فرماتا گئے اور چاہا کہ اس کی قیمت
حال پیش کرین چنانچہ آپ اس مجلس میں بیٹھ کر اپنے جیسے کوئی شخص فضا حاجت کیلئے آئے اس پر
رات نہایت اندھیری اور سرد و تاریک تھی۔ تاہم کوٹہ چھائی و چائے تیار نہ تھے نہ کچھ دھنن منوم ہوتا
تھا اس پر آپ نے کوٹہ والوں کے کسی کے چہرے پر گل کر دیئے تھے۔ چاندون طرف سے کالی کالی گھنگر
گھنگرائیں آئی تھیں یہی تھیں جن کی کڑک سے سارا جنگل گونج رہا تھا۔ کچھ گاہے باور صحر کے تیز
چمکتے آبدی کا نشان دیتے تھے۔ رات اندھیرے کی سیاہی و تاریکی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر گھونٹ کا غم نام نہا
اور سسائی حکومت کر رہی ہو۔ کسی خطرناک حالت میں شیخ بھی کام نہ کرتا کہ لڑکا قبضہ ہاتھ میں لے کر
بجایا ہو کہ میں تشریف لیگئے۔

اسوقت مرکز جنگ اور بھی بڑھوت اور زیادہ خطرناک تھا کہ میں کہیں سے زمینوں کی بجائے
آواز میں اور ہاتھ اٹھا سدا میں نہ سانی دیتی تھیں۔ یا اور ہر دو ہر دو کی ڈیر پر سے ہوتے معلوم ہوتے تھے
بے سلاشی و کھوکھلے قودے گئے جیسے تھے اور بظہر میں سے زمین بیک جانی ہو (میں طرہ ہمارے دونوں او
جاننا دونوں کے خون سے زمین بھی ہوئی نظر آتی تھی۔ یہ سب کچھ تماہیکن دل چلے اور نہ شیخ کے
دل پر اس سر تن کا منظر کچھ بھی اثر نہ پڑتا تھا۔ آپ نے نہایت اعتدال اور اطمینان کے ساتھ یہ مقتولوں
کو گھنٹا شروع کیا اسی نشان میں آپ کا ہاتھ ایک ایسی گھما لٹش پر پڑا جس میں ہنوز کچھ جان باقی تھی
ہاتھ پڑنے ہی آئے ایک نہایت وحشتناک چیخ مانی نکلی تاکہ شیخ اس پر ہلکا جھپ سے دہشت
میں آجائے۔ لیکن قیوم اور قیوم کیساتھ ہر دو کو کہ تہذیب آپ میں ذلیل نہیں ہوا۔ آپ نے اکی
تسکین کی اور اپنا نام بڑا کر اور اداشوں کی پستال شروع کی۔ اس پر نشان میں آپ کا تیناں اس طرف دوڑا
کہ ہر کر جگہ کے علاوہ کچھ متعلقہ کوٹوں کے عین وسط میں ہی ہو رہا تھا اور ان ہی چکر متعلقہ کوٹوں کی نشیں ٹٹولنی
پہا پتین چٹا چٹا آپ میدان جنگ کی نشیں شامی سے خارج ہو کر کوٹوں میں پہنچے اور جہاں جہاں ہاتھ تبا
و تہمت نہ زیادہ مقتولوں کا گھس گھس کیا آپ ایک ایک لاش پر ہاتھ کھٹے اور گھٹتے ہاتھ پھر کوٹوں پہنچ
ہاتھ ایک بڑیا عورت سے چڑھ گیا اور لڑائی کی وقت ایک گوشہ میں چپ کر بیٹھ گئی تھی اسے بھی ایک نہایت
خوفناک چیخ مانی اور دل چکرا کر اس نے ہاتھ کی آہٹ اپنے اسکی بھی تلی کی اور بڑیا پر سنان کیلئے اپنے
اپنے نام سے آگاہ کیا۔

یہ سخت قیوم بلکہ ایک گونہ فرق عادت بات ہو کہ مقتولوں کی تعداد بہت نظام چوٹی جو
شیخ صاحب کا معیار تھا آپ نے نہایت جوش سرکٹ کیا تھا کہ لڑکا کر طرف و راحت فرمائی۔ انہوں نے کو
اسی بیٹھ پر پایا جو آپ چڑھ کر مرکز طرف تشریف لیگئے تھے۔ حسب عہد مجلس میں جا بیٹھے اور
کوٹوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو مرکز میں جانے اور مقتولوں کی نشیں شکار کرنے اور ان کو قتل
شخصوں سے ملاقات کرنے کا سارا قصہ تفصیل بیان کیا۔ یہ حاضرین کا ہستجاب حد بھی زیادہ
ہوا اور وہ پھلے سے ہی کہ چند رزادہ حیرت زدہ ہو گئے۔ سب نے زیادہ خود نہیں کو آپ کی اس قبیح موت
اور حیرت افزا انتقام پر قیوم تھا۔ اس نے قتل و مکر و دھوکہ سنا ہوا دوسرا مشاہدین دیکھ کر مرکز میں جا کر
اور تمام مقتولوں کا شکار کر کے ان دونوں شخصوں کو چھوڑے آئیں۔ سارا بدن کی یہ جماعت اگر چاہی
بے دینک شجاعت اور بیوقوف دلیری میں پیش تھی لیکن اس خطرناک وقت اور بڑی خوف مقام کی پہنچ
سے مرکز میں جاتے جیسے پچھلے چائی اور خوف کے مارے سر سے پانچوں تک تھک رہے تھے گلی کی راہ پر سب ان
لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو ایک تارادہ خوفناک لمحہ میں بولا۔ "ہاں ایسی جاہ اور اس طرح تہذیب و
کی جیسے بلطاط اور اس طلسم کی پردہ کشائی کرو گے اس پر جس طرح حکم ملے اس کے سب سے ہوش
حراس میں گم کر دیتے اور اب جوڑے کے ارشاد کی تعمیل کے لئے کچھ نہ ہو سکتا۔ مرکز میں یا مرکز مقتولوں کا
شکار کیا اور ان دونوں شخصوں کو ساتھ لے آئے مقتولوں کی تعداد نے شیخ کی اسے سو موافقت کی اور
ان دونوں شخصوں کو شیخ کے نام سے امیر کو تسلیم دی۔

قصد یہ تھوڑے تر شیخ کی شجاعت و ہمتاقت اور قبیح موت کے حالات و واقعات اس قدر وسیع
غیر محض وہ ہیں جس کے ذکر کرنے کی ہم اپنے اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ اس مقام پر
مختصہ مذکرہ راہ سے بہت تھوڑے سے و تعلق لکھا اس عنوان کو ختم کرنا مناسب خیال کرتے ہیں الغرض
پیشی عن الکثیر والفرق فیہ کی علی الحکماء و ذہن فاسک انہی بے مثال برأت اور بھی شعاع کے
اس قدر واقعات میں اگر گھسی دی دیکھ بھی انتخاب کیا جاوے تو بھی ملامت نہ آئے۔ لیکن ناکافی یہ
تمام نظریں کی دلچسپی کے لئے چند روایتیں اور نقل کر کے جن میں جسے آپ کی شجاعت کا تذکرہ کوٹوں میں بھی ملتا ہے
ہو آتی ہیں۔ لیکن اس بات کو ہرگز نہ کہ کی جٹ کہیں کے کوٹوں کے پھیلنے معاملات کی نسبت بہت کم
واقعات ہیں لکن بہت مشکل ہے کہ یہ کوٹوں میں نے انہیں عام اور جزئی واقعات خیال کر کے بالکل نظر انداز

کڑیا پڑھنے سے میرا مہربان ہوتا ہے کہ ناظرین سہما سہما کا اصرار دینے سے ضرور انہماض کرینگے کہ تہذیب کوئی
پولیشنگ واقعہ شیخ کی سوانح عمری میں ذکر نہیں کیا۔

شیخ کے عام حلاق و عادات

شیخ کے سپاہیانہ و اتمات کو چونکہ اب ہم آپ کے عام حلاق و عادات پر نظر ڈالتے ہیں کہ
انسان کی تاریخی زندگی میں ہی ایک ایسا دلکش مرتبہ ہے جسے شیخ نے حلق و شال کی تصویر کشی کی
وہی جن نہایت قوی و یکساں ہوتا ہے کہ وہی شیخ کے پروردگار ہند میں ہی ایسی لکڑ کا قندہ تھا اب
میں جلوس میں فضیلت کی کرسی کو نہایت سے رہو ہیں وہی شیخ کے ہر کل مکر کرانہ میں دو فحاشات
وہی ہوتے ہیں شال جڑت کے جوڑتال نمونہ دکھا رہے آج علی مذاق کی ہزاروں میں بڑی شیخ
خوش نگاہ رہت ہیں کہی آپ کا ہر سن نما، فضیلت کی طرف دکھائی دیتا ہے جس میں علی با کریمان
ہمان کی جاتی ہیں کہی وہ دیشان اور پروردگار کی طرف سے جو معلوم ہوتے ہیں کہ یہ کشف
مراقبہ کے عام مہاشا ذکر کیے جاتے ہیں علی فضیلت و مشائخ و سالکین کا مجمع ہر وقت پر لگا ہوا ہے
اور یہ مردوں اور کامیابیوں سے گودیاں ہر ہر کہ جارت ہیں۔ میں اس عنوان میں جو قدر آپ کے
اخلاق و عادات اور عام خیرین کی تعریف کروں گا وہ حقیقت میں آپ کے اصلی و ہمتا ہونگے جن میں
شاعرانہ دستاورد ہو گا نہ تکلف و جوارت کا دخل۔

شیخ و میرا مہربان صاحب علاء حسن صورت اور شامی و عوامی کے علم و فضل میں خاص تہذیب از
کہتے تھے اور شیخ ظاہری علم میں نہیر المثال کہتے تھے۔ اس طرح علم باطن میں نہیر مثال کہتے تھے
منبری اور وہ عالی جہل میں نہایت کی گدی تھوڑے تھوڑے اور باقی سر اور اہل کات آپ میں
کوہ کوہ کہ میرے پیش تھے اور ایک ہی خصوصیت آپ کو حاصل تھی جسکی وجہ سے اس وقت کی تمام
اسلامی و سائنسیہ علم میں آپ کی ہی عزت کی جاتی تھی اور قلعہ نظر اس خصوصیت کی
اور اتنے علمی قلعہ اتنی ارتقا پر وازی میں کلامی فصاحت و بلاغت کا جاودہ شہسوار پانچواں
ذوال کچھا تھا اس لیے ہر وقت محل بیان ملک و شہر کی گلی کو چون میں آپ کی خداوند قابلیت کی جیسے
زور و شہرت سے داد دیتی تھی۔

مردن میں سے شیخ کی قابلیت پر جو مختصر کا رک کیے جن انکے مستفہ الفاظ میں گزرتا ہے علی القدر
وہ عظیم الشان خاندان میں جس سے زیادہ قابل فخر و خاندانی اعزاز کے تھا اور وہ علم کا باعث ہو شیخ
وہ میرا مہربان صاحب کے وجود باوجود ہے۔ تمام خاندان میں اپنے زیادہ کوئی شخص نہ تھا جسکی مدد
و قریب النظر و بابر خوش اخلاق و صاحب لے۔ شیخ فصیح و بلیغ و تعمیل و فیاض نہیں ہوا۔ اور
میرا مہربان و شہرت کے آپ کے مزاج میں نہایت زیادہ ہجو و افسانہ تھا۔ آپ کا طرز معاشرت اہل سادہ
اور محنت و سادہ سے کوسوں دور تھا آپ علی جلوس اور اسلامی بھجنوں میں نہایت سادگی و گوشا
شہر کے بیٹے و رویشوں و شاعروں سے ملاقات کرتے۔ انکے مکان پر پاؤں جاتے۔ علماء فضیلت کی
محنت کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھتے۔ بیاد کی عبادت کرتے۔ حقارت میں کینوں کی فرحت معاشرت
سب سے بڑی قابل تعریف اور غریبی کی بات بھی نہ کر اہتدائے بشریت کسی سادہ میں آپ نے علمی
ہو باقی اور آپ کوئی تنہا کرنا یا ایسا یا نصیحت کوئی بات نہ تھا آپ نہایت مشکور کیسا قندہ فورا
قبول کر لیتے۔ اور اگر وہ نیک صلاح ہوتی تو نہایت مستعدی اور امداد کی کیا نہایت میں لائے فیکہ
یہ تمام باتیں اس قدر کی تھیں جنہیں شیخ کو تمام میں دستاں میں مشہور کر دیا تو اس میں کی تہذیب آپ کے
پر فخر اور قابل قہر و منزلت و اہتمام سے صفحات تاریخ کو اب تک نہایت ہی بکلام مہربان کی تاریخ رکھا
جو تہذیب آپ پر تاجان اور نشان ہو گیا۔

الحاصل شیخ کے ابن و قریب اخلاق و عادات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا۔ و گا کہ آپ کیا بلحاظ شہرت
عام اور کیا بلحاظ دیگر فضائل و خصال باجمیع کالات اور عوامی حسانت فیض تھی۔ اور جب آپ کی
شہادت و ولیدی کے کاغذات ہی ان مام و مہاشا کیساتھ پیش نظر کیے جائینگے تو حراف معلوم ہو گا
کہ شیخ امامان اسلام کی تاریخ میں بلحاظ عام قہر و قہر و قہر کے اپنے والد پر گویا شیخ
اور جو امجد نہایت شیخ منصور کے معرے ہوئے تھے بلکہ سچ پوچھنے تو انکے بقائے دوام اور شہرت عام
باعث آپ ہی تھے۔ اس خاندان کے سلسلہ نسب میں ہم شیخ مظفر اللہ کے نام لکھتے ہیں کہیں
ان میں سے سب سے زیادہ تاریخی شہرت اور عام قبولیت حاصل ہو وہ شیخ و میرا مہربان صاحب اس عنوان
کے ہیرو ہیں۔ گو شیخ بلحاظ شیخ فیروز آپ کے دو بہائی ہی علم و فضل اور خاص اوصاف کیساتھ شہرت
تھی۔ لیکن آپ کی مقامی شہرت کے مقابلہ میں پانگ بھی نہ چھوڑا۔ اس لیے ہم اس کہنے کی جرأت نہیں کرتے

مردن و عادات

مردن

کراہیں خاندان کے تمام موجودہ مرہومین آپ ہی ایک ایسے اور بلا تلام اور غرض شخص تھے جنہیں خاندان کا چشمہ چراغ ہونا چاہئے تو بیجا نہ ہو گا۔

شیخ الاسلام حضرت

شیخ کے حالات زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کلام نبی کے ساتھ تہمتا سے زیادہ عشق رکھتے تھے اور قدس کلام الہی کو سفر حضرتین پریشہ تمویذ بانو بنائے رہتے تھے چنانچہ بنام شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد میرا کام عام دستور تھا کہ ہر شایانہ روز قرآن مجید کے دو سیدیاں تلاوت کیا کرتے تھے لیکن یہ تلاوت سرسری اور طوطی کی طرح تھی بلکہ وہ اپنی بیگمات اور ادبی غرض کی رعایت کیساتھ ہوتی تھی وہ الہامی اسرار و تراتیب متدبک کے لحاظ لفظ میں کوٹ کوٹ کر سرسے پہنچتے ہیں شتا تلاوت میں آپ پر کشف ہوتا اور ہم لفظ کا لفظ کی طبیعت پر ایسا زیادہ مست اثر ہوتا کہ بعض اوقات بے اختیار روٹنے لگتے تھے خوشگوار آپ میں یہ عقائد پائی کے سمجھتے اور اُسے مؤثر و متحرک پوری قوت تھی اور جو کچھ آپ کو اس سے نکلنا حاصل ہوا کہ بعض سفر حضرتین میں نہیں آسکتا تھی وہ میری کتاب قرآن مجید سے کمال عشق رکھتا تھا اور کچھ سفر حضرتین پر پہنچنے میں کہیں سیدیاں پڑھتے وہ ان پر نہیں پڑتا تھا اب آپ ہم سے اس حدیث میں کہ بعض اوقات کیا فرمایا کہ ایک جی طرح قرآن اپنی تلاوت کیلئے پسند کیا اور سفر میں کسیدت اپنی جان سے جدا نہیں کیا

شیخ الاسلام حضرت

شیخ عبدالعزیز صاحب شیخ فریخ الدین محمد بن عبدالمطلب الہی بن شیخ عبد الباقی کی صحبت آپ والد اس پر تہمت سے نکاح کیا اور اس کی طبیعت سے تین فرزند پیدا ہوئے شیخ ابو الرضا محمد شیخ عبدالعزیز شیخ عبدالرحیم باستانا شیخ عبدالعزیز کے باقی دو فرزند حضرت کے تھے سید علی طحطاطی چڑکا اور حضرت کو تھے چکر کلین گئے اور اس وقت چڑھنے لگے اس وقت کہ شیخ عبدالعزیز صاحب کو جسد مبارک حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب سے تھی اُنہ اور فرزند ان سے تھے بی بی جہتھی کہ سفر حضرت کے کثر و تعلق میں آپ کی ہوا کی کا شیخ عبدالرحیم کی کو بغیر تمام تھا اور چونکہ آپ کی آغوش محبت اور سایہ عاطفت میں شیخ عبدالرحیم ہی سے نہیں سے پڑیں پائی تھی اسیلئے آپ کو ان ہی سے کمال محبت تھی اور اُس عالمگیر شہرت کا باعث جو شیخ عبدالرحیم کو اس وقت تک حاصل ہو گیا ہے یہی محبت ہے

مفتوں کمال کے لحاظ سے شیخ ابو الرضا محمد جس سے جس شخص تھے کہ اس کی نظیر پیش کی جاسکتی ہو لیکن نشر علوم اور ترقی فنون کی اشاعت کے اعتبار سے جو حدیث اور تاریخی شہرت بنا شیخ عبدالرحیم

حاصل ہوئی نہیں شیخ ابو الرضا محمد دوسرے درجہ میں جگہ رکھتے ہیں جسے سب پہلوؤں میں بیت العلوم کی عمارت کا نقشہ بنایا ہوا ہے اور وہ لوگوں کو علوم و فنون کے مرقعوں سے آراستہ میں طالب علموں کی گورنیا علمی پر کثرت میں ترمیم اور شیخ عبدالرحیم صاحب میں شیخ خلدہ درس میں مشقت کثرت دیکھنے میں طلبہ زور سے اویں رہتے اور کمال و ثبات متقبل متقبل تسابیل تہذیب و علم اللسان فلسفہ حکمت منطق نظام نظام علم الرجال غیرہ علوم کی تحصیل میں مصروف تھے وہ شیخ عبدالرحیم میں مگر تاہم جو ان بات کا اعتراف ہے کہ شیخ ابو الرضا محمد کو کمال و ثبات حاصل تھے اور تہذیبی کیساتھ مختلف علوم سے خاص میں پسند کرتے تھے حدیث و فقہ اور فلسفہ قرآن میں اہل اسلام کے تمام طبقہ میں عزت کجائی جو ان علوم میں کچھ ایسا کمال تھا جسے اہل حق اب تک شکر کرتے ہیں اس کے علاوہ آپ نے ہی علوم و فنون بالخصوص علم ادب کا کمال بھی پڑے پڑے اور جو کچھ تسلیم ہے ہر شخص کہ شیخ ابو الرضا محمد کی ہر دانی نہایت جہت پائے جو آپ فقہ حدیث تفسیر طب ادب شاعری کلام اور سب پڑھ کر علم تصوف میں تہمت میں حق کے درجہ میں شمار کیے جاتے تھے اگرچہ آپ جامع علوم تھے لیکن جو حدیث تصوف اور ادب پر چسپی تھی فقہ و دیگر علوم و فنون سے کم تھی جیسا کہ آگے چلنا کہی افسانہ میں ان تمام باتوں کا ذکر ہو گا۔

اب میں صرف اہل الفاظ پر اس علم ان کو فہم کرتا ہوں کہ جب بنام شیخ عبدالعزیز صاحب تمام علوم و فنون میں مہارت کامل حاصل ہو گئی اور آپ زمانہ کے سرور و کرم سے خوب یافت ہو چکے تھے کہ ان اولی کی ولایت کے شواہد شایہ کے اس سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ میں مستغرق ہو گئے ہو گئے مگر ان سے زیادہ ملنا جلتا چڑھا نا خاموشی اور کم گوئی کی عادت ڈالی اور گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرنے میں اپنی طرف مائل رہے مگر ان کے ہمیں وہ کمال پیدا کرنا جسکی نظیر اس زمانہ کے صوفیوں میں پائی نہ جاتی تھی وہاں افضل و مدنی تہذیب من فقہاء

شیخ کی شہادت اور باب کا خاتمہ

ہرگز نہیں کہ دلش زندہ شدہ مشق	ثبت ست جہر برفہ عالم دوام
شیخ عبدالعزیز صاحب کے سوانح عمری میں جو بہت کم لکھی ہیں وہ آپ کے حالات زندگی کا ایک مختصر سا خاکہ ہو لیکن جسے زیادہ اہم اور تہم با نشان آگئی شہادت کا افسوسناک واقعہ ہے جس میں شیخ عبدالرحیم	

شیخ کی شہادت

[illegible]

مَنْزِلِ اب

[illegible][illegible]

شیخ ذریعہ الدین ایک بکے دروہات میں رہا جو کہ کچھ ایسا نہیں جیسے سابقہ ہی جو بہت کاسٹہ فوٹو میں نظر آتا ہے۔
 یہی ایک کاسٹہ فوٹو ہے جو کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے کہ شہادت کے تاریخ کا یہی ہے کہ یہ نہیں ہے اور
 اسے کاسٹہ فوٹو کا چارہ جو کہ وہ بہت خوش ہے کہ اس کی میں نے کچھ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کا یہ بہت کاسٹہ فوٹو ہے کہ
 اس کا یہ فوٹو ہے کہ اس کی میں نے کچھ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کا یہ بہت کاسٹہ فوٹو ہے کہ اس کا یہ بہت کاسٹہ فوٹو ہے کہ

سہ ماہیتہ دخی کو کہنے کی سیراجان کہتے ہیں اس کے ماہ میں کوئی واقعہ ایسا نہیں نظر آیا گیا جو کسی سندرہ کی طرح ہو اور وہ سندرہ جس میں کہتے ہیں کہ سندرہ کو بتایا گیا کہ اس کو ایک آدمی سے نکاح کرنا ہے اور اس آدمی کے خاندان کے حالات

تشیبہ

مفتی تاج الدین: ہر مسئلہ کے لئے ایک جگہ پر ایک ہی فتویٰ دینا چاہیے۔ اگر کسی مسئلہ کے لئے دو یا دو سے زائد فتویٰ دیئے جائیں تو اس سے بے فائدہ ہے۔ اگر کسی مسئلہ کے لئے دو یا دو سے زائد فتویٰ دیئے جائیں تو اس سے بے فائدہ ہے۔ اگر کسی مسئلہ کے لئے دو یا دو سے زائد فتویٰ دیئے جائیں تو اس سے بے فائدہ ہے۔

شیخ رفیع الدین عمر

[illegible]

شیخ نافع الوریجی
فاضل کمال

خبر فیہ صریح
کے از منہ
(۱) خاصہ

[illegible]

شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جب شیخ فیض الدین صاحب کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور اپنے شیخ صاحب نے اس شیخ صاحب کو حکم دیا کہ اس کی لاش سے کھانے کا تو بھروسہ نہ کرے۔ جناب خواجہ محمد قاسم کو خود یہ خبر پائی کہ کھانے کی وجہ سے شیخ صاحب کا عذاب الراجح فیض الدین صاحب حضرت کمالیہ کی مکتوبہ سے عذبت کے لیے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ جو شیخ مہذوہ کو کہتے ہیں کہ وہ کھانے سے متعلق ناگوار محسوس نہیں کرتے بلکہ فطری اور صحتی طور پر اس میں اور بہت سے لوگوں میں نظائر ہوتے ہیں۔ شیخ صاحب نے عذبت کی بات نہیں کرنا چاہی بلکہ اس کے مفہوم کو سمجھ کر اس صاحب کو کہتے ہیں کہ شیخ فیض الدین صاحب جو خواجہ کی اس عذبت سے مطلع ہوئے تو خود حاضر عذبت ہو کر خود کمالیہ صاحب کو کہتے ہیں کہ عذبت میں خود شریک ہو کر اپنا رونا دھونا کرنا چاہتے ہیں۔ جواب یہ کہ فریقہ میں ایسے ہیں جنہوں نے صاحب کے اس وصف اور بات سے اس وجہ سے خوش ہو کر کہ ان کو حکم دیا کہ وہ عذبت میں نہ جاسکیں اور وہ بھی عذبت میں نہ آکر شریک نہ ہوں۔ اور یہ بھی عرض کیا جاتا ہے کہ یہ صاحب کے ہمتا کریں نہ تھا یا ان کے ہمتا کریں بلکہ کہیں لطف بہت نہیں لکھا کہ غصہ نہ کرے۔ یہی عرضی اور ادب کی سیرت ہے کہ عذبت میں نہ آکر نہ فریقہ میں نہ آئے۔ فریقہ میں بھی نہیں آتا۔ شیخ کی اس تقریر سے خواجہ کو خود دلچسپی ہو چکی ہے اور یہاں تک کہ ان کے

خبر فیہ صریح
کے از منہ
(۱) خاصہ

جب خواجہ باقی اعظم پوچھے اور حضرت کے صوفیہ آپ کی آمد کی خبر سنی تو سب جمع ہو کر شہر
 جوش سرست کیساتھ آپ کے خرم قدم اور ایک شخص نے اپنے حوالے کے موافق رفتہ رفتہ آپ پر کیا
 اور ایک شخص نے اعلیٰ نشان مکان میں مندر پر لٹھیاں اٹھ کر ہر اسکے اطراف ہنسل سے جوق جوق
 آئے گئے اور پچھلے سے سب ایک سے فضیلت پہنچ گئے۔ اس فراموش گشت کو س کے صوفی اس مجلس میں
 تھے اور محفل کا وہ رنگ تھا جو اس سے پیشتر کسی مجلس میں نہ تھا۔ اس مجلس میں شیخ رفیع الدین
 کا کلیجہ منعقد ہوا۔ اور مجلس برافستہ گئی۔ چنانچہ وہ اہل تہ صاحب اس اندھ کو نقل کرتے ہوئے فرماتے
 ہیں کہ میرے والد بزرگوار کی والدہ ماجدہ ان مجلس میں نہایت کی صاحبزادی تھیں چنانچہ شیخ رفیع الدین
 سے اس مجلس میں ہوا۔ ورنہ ہم غلامیہ کا اس بیان سے وہ ولی تعلقات کو بی جا جیتے ہیں جو جناب
 خواجہ محمد باقی اعظم شیخ رفیع الدین جمعہ صاحب ہیں۔

(۲) بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی جناب خواجہ محمد باقی کی نسبت کوئی گستاخی ہے اور
 غلامیہ میں آئی اور کسی شخص نے خواجہ کی خدمت میں اسے جیسے نقل کوں یا سچ اپ نہایت آشتہ بہرہ سزاوار
 آتا ہے۔ ورنہ نہایت کی آپ کی پیشانی سے نکلا ہوا ہے۔ گئے اتفاق سے وہ ان ایک آکا پڑا ہوا تھا آپ کے اندر
 بری منہ پر کسی سا گھر لگائی اور وہ شیخ رفیع الدین کے لئے جو خواجہ کے مزاج سے وہ نہایت متاسف
 اس گھر کو تھامیا اور بری مخالفت ہوتا تھا اسے پاس کھا۔ چند روز کے بعد شیخ احمد سرہندی قبضہ شہر
 میں مبتلا ہوا۔ اور چون چوں مطلق کرتے گئے۔ ورنہ یہی ہو گئی۔ اور کار وہ اسکے سب کی تلاش اور
 انھیں کے دے ہوئے ہو کر وہ نہایت چاہا کہ یہ نہایت ترقیب حال منع ہوا تو آپ نے اسے اور
 کے زلفات اس نے میں شفاعت کی درخواست کی کہ سب کو استہزات نہ پڑی کہ خواجہ کی خدمت میں اس کی بابت
 ایک شائی کرتا۔ اور شیخ احمد سرہندی کی منہ سے کہ گستاخی ممانہ کرنا۔ تاہم کار سچے بھروسہ پر
 واکر خواجہ کی خلاف مرضی کو نہیں کہتے کہیں اگر قرعہ ہجیر مشوق سے کوہ کے تو اسے کہ وہ قمار طلب
 مل کر لیتے۔ شیخ احمد نے چنانچہ شیخ رفیع الدین سے کہہ دیات رجوع کی اور باصرہ اور کلاں میں حال عرض کیا۔
 شیخ خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ احمد کو ایک ایسے شائستہ سلوٹے ہمہ طریقہ حضرت
 میں عرض کیا کہ وہ کہہ دی کہ شیخ احمد کو شیخ پڑا اور سب سے تہلیل کے بن خواجہ نے فرمایا۔ بیشک
 تباری غلامیہ شیخ احمد کی گستاخی سے درگزر کرنا اور اس کے سر پر ممانی کا کج کرنا سب سے تہلیل کی کار کردہ

دکھانہ

شیخ شمس الدین
 کی خدمت کا ایک
 مہینہ

اس کا میرے پاس گئے۔ شیخ نے خواجہ کی اس مہربانی اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا اور وہ ماکانیت
 انتقال کر کے اعلیٰ مرتبہ کو پہنچا اور خواجہ کے حکم سے اس کی گھر کو لائی تاکہ کی گھر کو لیتے ہی شیخ احمد کا قبضہ
 رہا۔ اور ایک ہی دو بیاری خدمت و صحبت بدل گئی۔ ایسا اہمیت یہی چاہئے خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین
 خیر صلیت اور باہمی تعلقات کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ اور شیخ رفیع الدین
 خواجہ کے علی دہا میں حاصل تھا اس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ اور اس سید القیام کی عظمت کے برابر
 کوئی قدم نہیں کر سکتا تھا آپ کی بے مثال عزت اور اعلیٰ توفیق خواجہ کے عظیم الشان حلقہ میں
 تسلیم تھی اور ہر شخص ایک اپنا سرساز سمجھتا تھا۔ علاوہ اور دو اشخاص تھے جن میں اور شیخ خواجہ محمد باقی اور
 رفیع الدین کے باہمی تعلقات اور اتحاد کی نشان دہی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ناظرین کی کچھ خالی ہیں
 اپنے نظروں سے دیکھا گیا ہیں۔ مگر کچھ بیان اس قدر کہ نہایت سب کو یہ شیخ رفیع الدین کو نہیں
 اور وہ مندی سے خواجہ محمد باقی کی خدمت کی مجال وہ ان کا فرض صبر سمجھا جاتا ہے۔ مگر خواجہ نے ہر
 واکر ام شیخ رفیع الدین کا اپنے مریدان کے حلقہ میں قائم کیا اسے مساق شمس صاحب کی کہ میں شیخ
 شیخ رفیع الدین محمد کی دیکھت و فرست ہی خاصہ قابل ذکر ہوا اس کی وہ تینوں تھک زیادہ دیکھتا
 چنانچہ ایک دروہ تین بیان نقل کیا ہیں (۱) شیخ رفیع الدین چاہتے وقت کے سزاوار مریدین سے
 دو ہفتہ تھا اور قطع نظر ان دو ہفتہ کی عبادت و صلاح کو جامع اور شائع ہو گیا امتیازت زیادہ عقیدہ
 تہافت کی کار نشان سرا کی دنیا و اہل اور کثیر التعداد و پیوستہ کے تین چند بڑی بڑی عابدین کی
 جب سارا اس کی عبادتوں بکر تیار ہو گئے تو اسے اپنی عزت افزائی کی خدمت سے شہر کے تمام مشائخ کی عزت
 اور سامان ضیافت مرتب کیا۔ شیخ رفیع الدین محمد صاحب کی خدمت میں علی قدر مرکز میں کیا کہ حضور سے دعا
 فرمائیے۔ ہر تفریق لاکر کثرت کی عزت افزائی فرمائیں چنانچہ آپ نے اس کی دعوت منظور کر لی اور ہر وقت پر
 تشریف لیتے کہ انیسے خانہ ہو چکے ہمدان کی محفل گرم ہوئی اور اہل مجلس میں ایک شخص پڑھو طاری بنا
 ان کا نا انکاح حال تھیں جو باگیا اور ستانہ فریق ساری محفل گرج اٹھی۔ تاہم حاضرین سے تہلیل کے مطابق
 اس کی تہلیل کیے۔ لیکن شیخ شمس الدین کی خدمت سے حرکت گنت کی۔ ہر پیر میں دو گونچہ چاکریاں۔ ہر ہفتہ
 میں چھ گونچہ ہمدان۔ ہر تفریق ہر گونچہ شمس الدین کا فیصل خلاف طریقت ظہور میں۔ شیخ نے فرمایا
 عیب گہری کہ تباریا اور سمجھ گئے کہ ان کو گونچہ سے کہے تھیں تو تھیں کی گناہوں کی کیا ہر ایک میں ہونہ

میں نے فریاد کیا

من کرمه
بکشم

شیخ کو سنت کا
بیکر پوچھا تو

[illegible]

شیخ علی بن ابی حمزہ جو اس علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مال بھی تھے اور یہ تمام درمختصر میں مذکور ہے
والہام قطب السامی کے ہندو سے حاصل ہوا تھا یہ بات قابل غور ہے کہ کتاب میں لکھا ہے ان میں سے کسی
پرستہ تھو جو مال کی دولت کیلئے زمین پرینت کا باعث بنیں گے اور غلات پرانوی جو خلق خلقی قوت
اسب یا ہتھیار چیتن پروردگار میں پائی جاتی آئین۔ تھو پروردگار میں کیسا ہندو سلوک کرنے اور چارہ نہا، چوڑی
ہنسنے کے سوا طلبتہ بہت رعایت کرتے اور تاج کان لٹکنے ساتھ نیک سلوک کرنے کا قول بھی نصیحت کے
ساتھ اس وقت ابھی قائم کر رہے کہ اب وہ دنیا کی ہوس مندی اور قول تھو در ملی جن شاعت پچا کتا اور حقیت
میں کا پھول ایک ایک کیر کے کدوت کیساتھ ہر ایک لاکھو کی کرنا نہیں کہ آپ اسے سلوہ طریقہ سے پانچ
ہر کے تھو کیسا کہ درمختصر شکل میں شکل جو آپ پر ہنس سے خواہ دو گن تھو کا تو می بہانہ انیت

ایک نہاد کا کہو کہ رزق کی ایک جادوئی شے کہ جس کی شہرت نہاد کے مکان پر حکمران کا چار دیواری سے قبل کرب کی کہل کے مکان پہلے پڑیں مگر حال غارت کر کے باغین اپنے شہر کا شکر کی شہرت تنہا کر کے روا کیا کہ ادروف کے راستہ کو وقت چھوٹا کر اور نہاد وہاں پہنچ کر لگاؤ اور یہی علم کر کے کہ گھر کے لوگ غافل ہیں یا جو میرا چاہتا ہوں رزق کا شکر کیا ہوا جاسوس کو کوئی غفلت میں پکڑنے کے مکان میں ہوا تو گھر میں ایک نہاد کی شان رکھو وہاں پہنچو، جا جو گیا اور نہاد نے بھی کیا جادو طرف مانتا ہوں مانتے لگا کر اسے توبہ عیس کر کے گھر لے جاگ اٹھے اور چلنے لگا کہ بڑا دیر ہو گیا شکر کیا جب تھکتے حالی پر چلے تو شکر کی نعمت میں غرض کیا اپنے پاس نہاد کی موت کو دم کر کے اور غلام کو حکمران کی اس جگہ تک توفیق نہ کر کہ وہ کچھ نہایت کر دینا چاہے اور شاکی کو توفیق ہوئی اور گھر اور شکر کے چند نہاد لکھا نہاد کی رخصت ہو گیا اجانت دسی لیکن جاسوس نے بتائی کہ اب تو از میں شکر چکر کر کے مکان میں چلے جانے تو نہاد کو شکر کے مکان دیتا ہوں پھر انہوں نے نہاد کی طاقت کی دسی کہ ہمیں باطل دینی ہو گئیں اور گھسنے نوٹ گھسنے ہیں نہ کہ شکر کے بستر سے اسے تو اور نہایت سخت اور باطنی کی دسی کہ ایک گھنٹہ اور گھنٹہ پہنچا دسی جاسوس نے اپنا دست کر کے نہاد کی جادوئی جادو اور توفیق نہاد کی رزق کی جادو نہایت نامور پیشان ہوئی اور نہاد شکر کی جادو کی اس کے بعد پھر کوئی شکر اسطو نہاد نہیں کیا جادو شکر کا مکان شکر کو توبہ کی سے اس کے توفیق نہاد نہاد کی حالت نہیں بخیر نہاد کی کہ نہاد ختم اور یہی طرح یہ کہ ایک قریب شہر ادروف تھا اور یہی پرہ چکی دینے والے اور موجود تھا۔

[illegible]

خبر کے قسیم

یہی کتاب تھی
جس کا نام ہے
تفسیر

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

[illegible]

شیخ محمد ناصر بن علی

میں نے کیا کیا ہے

طریقہ کا اہتمام

مجلس

طبع کراچی

لکھی ہوئی

مسجد جامع و مینا

سید محمد علی

شیخ ابو سعید
کمال سبکی

شیخ نور قطب العالم ہندوستان کے نامور اور مشہور شائع میں سے تھے۔ عین وقت وہ شیخ قطب
 قطب کرکرامت، یہ نہایت بڑا جہاں اور ہندوستان میں سے زیادہ حد تک بڑھ چکے تھے۔ بکواس عابد
 میں کوئی شخص اپنے باپوں میں کوئی ہمسری اور برابری کا دعویٰ نہ کر سکتا تھا۔ کثرت ریاضات نے تمام
 عالم میں شہرت عام پیدا کر دی تھی۔ اور علماء فضلاء و مشائخ کا مجمع آپ کے مکان پر گرا رہتا تھا۔ شیخ نور قطب
 العالم کی حالت میں جو بات سے زیادہ ہمتیاب کی نظر سے دیکھی جاتی تھی وہ آپ کی دینداری اور مذہبی
 و عروج جو جسکی نظیر کسی زمانہ کے مشائخ میں بہت مشکل سے ملتی ہو۔ آپ اپنے والد شیخ علاء الدین رحمہ
 کے خلیفہ بھی تھے جو جان علم کا نام باطن اور صحت و فاضل عوام تھے۔ گو خلافت کے اس مسئلہ میں شیخ
 نور قطب العالم کو وہ بھی مشہور و معروف تھا۔ تاہم آپ کی بات پر کہ جس چیز نے آپ کے فضل و کمال کو نصیب
 خلافت کے علاوہ کام نہ دیا۔ وہستان میں مشہور کیا دیا آپ کے علمی کارنامہ اور تصرف و کرامات کے سچے
 واقعات میں جو کیا تھے۔ یہ کہ آپ کے نعمات تو بڑے بڑے علمی گہری جگہ پر رہی جو
 شیخ علاء الدین قطب نظر کے کچھ اور بڑے تمام شائع میں نہایت قدر وقت کی نگاہ سے دیکھ
 جاتے تھے۔ اور اس علم کے علاوہ مشائخ میں فرمولی شہرت رکھتے تھے۔ شہرت و عظمت کے دروازے
 علم کو جان اور علمی تہذیب میں جس کے آپ کا علم و فضل میں یہ تاج و تاج بیاں میں۔ یہ بات بڑے بڑے
 اور سیکھتے کہ نصیب ہوتی ہے کہ جس سے انھیں نصیب اور علمی قلم کا حصہ ہوا۔ علم و فضل و کمال اور
 بینظیر ثابت ہوا۔ شیخ علاء الدین ہمایون شائع سرائے الدین اور ہی کے خلیفہ میں جو شیخ نظام الدین قدس
 سرہ سوز جانشین اور ایک نہایت بڑا عالم اور اہل علم خلیفہ شاد دیکھ جاتے ہیں۔ انھیں جناب شیخ نور قطب
 فرزند رشید شیخ محمد حسن بزرگ و مہتمم سید عابد راجی شاہ کہ یہ وقت تھے اور ان کے کمال علم و بزرگوں پر
 جن کے شائع کا پیشوا اور خزانہ و شہرت و عظمت کا مزاج جانتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اہل اعتقاد کی مثال
 پر سید عابد راجی شاہ کے بارہ میں رکھتے تھے۔ ایسا کہ جی وادعت سے قرب ظاہر ہوتی ہو۔
 بیان کیا جائے کہ شیخ ہمایون شائع ہمایون عالم سے جو شیخ میں سے دوسری میں شریک کہہ
 جلیس میں نہیں تھے۔ آپ کے اہل اعتقاد کو جو بزرگ سیکھتے ہیں کہ جس سے ہمتیاب کی نظر سے دیکھا اور ایک
 نور قطب کہہ سہی۔ اگر سید عابد راجی شاہ سے کیا نسبت کرنا اور انکی متابعت کا عائد اپنے کان میں ان کی متابعت
 ہی میں ہوا۔ اور انکی متابعت سے کیا نسبت کرنا اور انکی متابعت کا عائد اپنے کان میں ان کی متابعت

شیخ ابو سعید
کمال سبکی
کشتل جو آپ کو
سید عالم و بزرگ
کی نسبت تھا

آپ نے ہندوستان میں مسلمانوں اور آپ کے ہم عصری دورہ جاتی جو بہت سے مسلمانوں کی گہری تہذیب میں ایک
 سدا بہار کی دانش و فضل کا شہر تمام ملک میں پھیل گیا۔ اور اہل ملک کی نگاہ میں آپ بہت کیسا تھرتی
 میں باوجود اس فضل و شہرت کے آپ کا سید عادت بہت کم کرنا جو علم کے سب سے چندان حصہ میں کہتے سنت
 تعجب اور تعجب کہ ساتھ ساتھ دیکھا جاتا ہو۔
 شیخ ہادی کی یہ تقریریں کہ جناب شیخ نور قطب میں سے نہایت سادہ سادگی سے فرمایا کہ یہ شیخ ہادی
 قضا و کائنات کا کل صرح ہے کہ واجب الاحرام اور فقر خاندان و قوم سید عابد راجی شاہ کتب علم سے حشمت
 رکھتے تھے۔ لیکن تیسری یہ معلوم ہو کہ ظاہری تعلیمی اور دنیاوی تعلیم جو ہر انسان کو نصیب میں دیکھائی دے سکتے ہیں۔ لیکن جو حق
 نہیں کہ ہر انسان اس تعلیم سے مسلم قوم اور دنیا پریشانی کی تالیف میں پارت پیدا کرے۔ بلکہ حضرت
 انسان کو اپنے ہر کام میں بنا کر اپنی ہر اس کے منہ کو اہل ہی رہے۔ روحانی جو ہر دن اور باقی عالم
 کے ہر چیز پر ہستہ کر دیتی ہو۔ ایسے وقت میں اگر آپ کی تعلیم نہ ہی دیکھتے تو یہی کوئی اندیشہ اور مضائقہ
 کی بابت نہیں ہوتی کہ کیا اس کے روحانی جو ہر دم پہلے ہی سے اس میں مضمر ہے۔ گو میں ایک خاک و زہری
 جلی نامانی اور روشنی کا کڑھ ہوں۔
 یہ اور عوام تعلیم کرنا چاہتا ہو کہ ظاہری کمال و عظمت کو ہر چیز میں داخل ہے۔ گو کوئی شخص کہہ سائی جی
 اور کندہ میں ہو مگر یہی عزت کی کالیس چیز ہے کہ اگر اسے باقاعدہ علم میں لایا جائے تو کچھ نہ کچھ حاصل ہوگی
 جاتا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہو کہ زنا و عادات و فطرت کی خاص غنائتیں ہیں
 جو حد میں اور پاک نفس کو نصیب ظاہری تعلیم کے ہی حاصل ہو سکتی ہیں اور باقی قابلیتوں کی وہ دشمنانی
 داتا جی جو کسی پاک دل پر تو انھیں ہر جاتی ہو۔ نہ باقاعدہ عزت سے جس پر کوئی جو بحر قریبی و دامن کو کلام
 دیتی ہے لیکن اس پر بھی ہر چاہتا ہوں کہ اہل علم کی ایک جماعت نصیب ہو کہ محترم سید کی خدمت میں تہذیب
 بلکہ ہر شکل اور ہر سائل اور علمی باہر کیان و ملین کشمکش میں ان میں سید کی خدمت میں پیش کریں۔ اگر
 سید کی توجہ سے حل ہو جائیں اور ان کا جواب باصواب حاصل ہو تو یہی علم ان کو سہی مشق و مہم دینا چاہیے
 و نہ خیر چاہیے شیخ ہادی دھرمی اہل علم کی ایک جماعت سیکھ امتحان کیلئے غنیمت کی اور اسے کہی خدمت
 میں روانہ کیا۔ لیکن جو عیب اتفاقی کی بات ہو کہ بعض لوگوں کے اشکال تو بہت سے ہیں جن میں کچھ لوگوں
 سے جنگ سیکھ پڑا اور جمال کے دیکھنے سے اور باقی لوگوں کے شکوک و شبہات آپ کے حکمت آئینہ اور پرامن کلام

شیخ من گاہی
مین نرفیا وکی

چشمه فیض
۱۰

فتح ظان برین
کنند شیخ حسن
بر مسند تمام

شیخ حسن بن علی

شیخ مس کی اولاد

موسیقی و ادبیات
موسیقی و ادبیات

اب بہت شاکستہ اور عذاب بزرگی ہے۔ لیکن پرہیز نشین اور بہت اودھن خلیع اچھی ہے۔
خلاصہ یہ کہ جناب شیخ حسن بن علی دینی میں تشریف لائے اور کچھ مثل میں قیامت انشائیہ کی تعظیم
پر پڑنے منتقل فرمایا اور حسین مدون ہوئے۔ کہتے ہیں کہ سلطان محمد کا بڑا ذہن قابلِ دلائل و نامزد فریقِ خانِ شہزاد
کابیت ہر مسند تہرا کھنڈ کر کے بلین کے ایک کابیت بنادیت کرے اور اخبار کی ایک جماعت کی سرگزشت
میں دارالکلمت پر حملہ اور جو کہ مستقل بادشاہ بھائے کے مدد سے بہت سے تدبیریں اور سلطنت کے امور اور
کا کنز میں ان کے ساتھ اسباب میں اتفاق کو کیا اور شیخ ہر وقت کے تعلق سے۔ لیکن یہ شیخ حسن خان
اسباب میں سخت مشغول کیا تو اپنے اسے ندادت سے منع کیا اور شیخ نے ان کی بشارت ہی اور اس سلطان
نکستہ دیکھی کہ آپ کا مسند ہو گیا اور آپ کے عزیز و اقارب کو کئی وقتہ اٹھانہ لکھا۔
بعض مورخین کا یہ بھی بیان ہے کہ شیخ حسن دینی میں تشریف لائے تو راجہ دھولہ شیخ کے بعض کلام
پر غصہ میں طبع ہوا۔ جسے اس کے بیٹا عقاد میں ایک اور بھی نئی اور از نو مدح و تحالی۔
جناب شیخ حسن نے ملتان پھری کو کچھ مثل کے کل میں بحالیت و حوریت پر آپ اپنے خدمت اور
پسے پانچ تھے کبھی کہیں جاری عارض نعتی آپ کی مجلس میں غالب کی جگہ لگا ہوا ہوتا اور ایک باغی
اول محرم سنائی زمان سے کوئل و دین سے ہے برابر شیعی مائی جنتی جسے آپ پر وجہ مل گیا تھا
اور اسی حال میں آپ کی مقدس مزار میں حرم خمری سے پر زار کر گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون
کاتبِ حقان العیض جو طرسلوک میں تصنیف کا کئی ہے شیخ کی بہت جزیع یادگار ہیں جس سے
آپ کے باطنی علم و پڑائ اور مائی جنات کی شان و شکستہ بڑی خوبی سے واضح و آشکارا ہوئی ہے۔
شیخ حسن کے انتقال کے بعد آپ کا فرزند یادگار مائی رہے۔ لیکن ان میں سے متین یعنی شہرت
حاصل ہو رہے تھے شیخ صاحب کی پندہ سلوک کا سلسلہ ۱۵۷۰ھ و صرت خندہ میں شیخ محمد ادرقت خانی
اور شیخ محمد افرغزی نے دو شیخوں کے بعض کمال کی شہرت عام علیہ پر تمام ہرستان میں پہلی پہلی
اور جو علم ملک کی کتاب کے پورے دیباچہ وراقلہ مسکایہ کے کمال پر فوٹے۔
شیخ محمد بن علی شیخ خال لطیف الشرب نوی الاہانت نحو اور علم ملک کے دو سر کا ایک جگہ جاتے ہیں
حکومت دہلی کو طرف پچاوی سرزادہ آقا کاکا تاجہ خاں شیخ حسن کے والد پر گزرتا ہے۔ اور بہت متا
سلطان دہلی کی پڑی جنت کو تاسا اور سر فرین گرفتار تھانے ساتھ کراستامہ کاکا کال کو ترقائی سے

سُجَّ مَوْفِقِ الْمَلِكِ الْكَافِرِ

شیخ الاسلام

شیخ عبد الغفر بنی

حسن کے چسپاں ہونے پر

شیخ فرید الدین عطار

جنوبی عربی کی خطی روایت

جنگی باطنی قوت و تصرف کی ہمہ گیر علم میں ہی پہلی جی اپنے مرحوم و مغفور شیخ کے مرتد شریف کی نڈھالی است اور
ماتر دون کی تعزیت کی فرض سے شریف لگے جب نہایت سے خارج ہوئے اور شیخ مرحوم کے اعتراف و تائب
ملاقات میں کر کے اجوبہ میں رہیں مگر شیخ کی طرف سے مرصع کر کے اپنی ہاوی و شیخ قلم کی دیکھو میں قشریف لگے
آپ اہل حق و حقیقت کے در میں جس میں شہدائے حق و ائمہ کرام کیساتھ غلو کے روز و بار کیا بیان بیان
فرمایا ہے شیخ غلام علی نے ان کی طرف نظر و التفات سے دیکھا اور ایک عیب و عیب صرف کر کے بحث و سوچ کر
آپ کی پاکیزہ و تہذیبی و درہنہ کی کہ شیخ قلم عالم میں انتہا سے زیادہ کر کے یہی ظاہر ہوئی اور یہ کیفیت رعیت
بسامت اور آفاقا برپا ہوئی، یہاں تک کہ آپ کا پیادہ آفاقان و غیرین شیخ غلام کی طرف متوجہ ہونے اور
بیت کے طریقہ صریحہ حاصل کیا۔

اے بعد جب خواجہ محمد باقی قدس سرہ طریقہ نقشبندیہ کے پہلے آئے اسی کے عام رواج میں میں شہدائے
ہوئے اور آپ کی قدرت کا شاہد معراجی کمال پر پہنچا تو شیخ قلم عالم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بت
فیض صحبت حاصل کرتے ہو یہی بات ہو کر خواجہ محمد باقی در تدریس میں شیخ قلم عالم کے مسلک کا مذہب میں
تھے اور ایک حد تک ان کی خفا کا کہ وہاں یہ جواب ہو شیخ قلم عالم نے ان کا کلمہ اختیار کیا لیکن
نہایت سست کیا ساتھ دیکھا ہاں کہ جو شیخ نے کسی اس بات کا خیال نہ کیا اور انہوں نے فیض صحبت حاصل کر لے
میں بہر متفرق سے حقیقت یہ ہے کہ اہل کمالیت میں ہر دور کے آدمی سے اتفاق و حال میں کر رہے ہیں
تین لاکھ لاکھ سال میں ہرگز شہادت نہیں کرتے، امام غزالی جو فن حدیث میں اپنا نظریہ نہیں رکھتے تو اولیٰ نے بعد میں
ایسے مسلم الثبوت حدیث کو جو شیخ قلم فضل میں کسی کلام میں نہ تھا تحقیق و واقع پر دیکھ کر کہتے ہیں قرآن مجید
کو "محدث و مسطور" کہا نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے اعلیٰ درجہ کا شاگرد نہ ہو اور اپنے بارہوں سے استفادہ
حاصل کرے اور اپنے کثرت سے سماع حدیث نہ کرے یہی حدیث کو تحقیق کا ایسا درجہ حاصل کرنا چاہیے کہ ہر ایک
کے کو کوچ اپنے خاندان کی بات اور مفید معنوں کو تحقیق کہتا ہے، واقعی امام غزالی کا یہی جی اور ذہن پر بار کمال
داشت جو جو کو اپنے سے کم درجہ کو کوچ استفادہ کیے ہو مگر وہ بہت کم ہیں ان میں سے بہت کم ہی حاصل کرتی پائے۔

خواجہ محمد باقی کی ابتدائی خدمت اور شیخ قلم عالم کے کلمہ پڑھنا کرنے کا سبب زمانہ بتانا اگر بہت مشکل ہے
لیکن اس قدر یقین کیا کہ ہاں کچھ کہ جو قدرت خواجہ ابتدائی زمانہ کے مرحلے کو کہتے تھے شیخ قلم عالم
مسلمہ انداز میں تھے اور علی بن ابراہیم شیخ میں آپ کے بیان کی طرف تہا جس میں ان میں خواجہ محمد باقی

شیخ کی خانقاہ کے بھارت تھے اسی زمانہ کا ذکر ہو کہ ایک نورانی رات کو شیخ پر شکست ہو کر خواجہ محمد باقی
کی تعلیم یقین کی گئی شیخ غلام کیساتھ متعدد برس ہو چاہے آپ اس وقت باہر تشریف لائے اور خواجہ
فرمایا اے امین بنیامین کے شائع طلب کرتے ہیں اس وقت اور توجہ ہونا چاہیے خواجہ نے فوراً سفر کی تیاری کی
اور شیخ سے خدمت ہر کر زمانہ توجہ بنیامین کی طرف متوجہ کی، چونکہ شیخ کے پاس اس وقت ہجرت بند کے قوت موجز
نہ تھا، پہلے اپنے تہ بند ہی خواجہ کو نہایت فرمایا، جسے خواجہ نے دستار کے طور پر سرت لپیٹ لیا اور فرمایا
کے قصہ اور توجہ ہو گئے۔

نجلو امین پہنچ کر خواجہ محمد باقی، خواجہ کنگلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملک کے تمام طریقے اور باطنی دنیا
حاصل کیے پندرہ روز میں آپ کی روحانی قوت سے غیر معمولی ترقی کی اور آپ کے فاضل و کمال آفتاب پر ہتھائی ہو کر
پہنچ گئے۔

شیخ قلم عالم کے ہندوستان میں ایک سبب افضل اور عین سبب بڑے بناب شیخ عبدالرحیم صاحب
تہا شیخ زین الدین جو تھے جن کے تاریخی حالات باب اول کے شروع میں ہم کیسے تفصیل کی تھیں اور اگر کہہ میں
بناب شاہ ولی اللہ صاحب کے جدا جدا شیخ و تلمیذ اور ان کے خاندان کے حالات بہت حد میں لکھے مقصود
تھے سب کچھ لکھے لیکن یہی چاہئے تو ابھی میں بہت کچھ لکھنا باقی ہو کہ وہ یہ حالات شیخ عبدالرحیم صاحب
انبیال کے متعلق لکھے گئے ہیں ان کے ساتھ ساتھ قلم و کتاب شاہ ولی اللہ صاحب کے نبیال کے تفصیل اور
خاندان کے مشہور و معروف حضرات کا تذکرہ میں قریباً بتانا چاہیے کہ گویا مقصود ایک دفعی تصور و کمالی ہو
اسی میں ضرور ہو کہ دوسرا باب میں شاہ صاحب کے نبیال کا مختصر تذکرہ مگر میں وجہ یہ کہ جو تاریخی شہادت اور
مغلط و جہت اس شریف و جلیلہ ذہان نے حاصل کی ہو وہ دنیا میں جو شے کیلئے ایک محسوس یادگار
باقی ہے ہر آج تک اسے زندہ کیے ہوئے ہو۔

باب دوم

حضرت شیخ مسعود ہاشمی

حضرت شیخ محمد صاحب ہاشمی شاہ ولی اللہ صاحب کے نانا، ان نامور اور مغز شیخ کے بلند اقبال و
ہیں بچا، امام شیخ محمد عاقل تھا اور جبکہ جو دو خواجہ و تلمیذ طالب علموں اور مساکین فقر کی رعایت
اور علمی کا ناموں کا اختیار ہی پر ہر تمام ہندوستان میں پڑتا تھا اور جبکہ تعارف و تہذیب کے پتھر

سنی چہ سنی رہی ہاں یہی گھر میرے ساتھ جو گویا میں ہو لیکن میرے سامنے سوجھ بوجھ اور گھر
میرا خیالی تھا جس دل سے مٹ گیا ہے تو گھر جو میرے پاس جو گھر حقیقت میں میں میں ہو۔
الغرض میں کابل کی طرف رہا جو وہاں چھ مہینے کا اتفاق ہوا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک
نمائندہ مہینہ غرضت عورت سے مجھے ملوت ہوئی اور یہ کاری کی خواہش سے تھک رہی تھی کہ کابل
تھا کہ تو یہ کہ اگر کابل تائے اور میں شوق و فہر میں مبتلا ہو کر دین دنیا سے کیا گزرا ہر جہاں کہ وہ فتنہ و فطرت
اور نالک مرغ میں شوق کی بارگاہ صورت میرے سامنے سوجھ بوجھ ہوئی جو ہی اس شکل شامل پر میری نظر
پڑی گویا انسانی خواہش نامہ کو نہ تھی۔ شوق کا تمام نشا تر گیا اور میں اپنی حالی حالت پر گہرا ایک
بہرہ گھر مجھے تین یا چار سال تک کابل میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن کسی عورت کی رغبت نے میرے دل
میں غصہ نہیں کیا۔ یہ کارکن تھا کہ میں بالکل متین و سادہ ہو گیا ہوں اور چہیت کا لہجہ مجھے سبک
گیا ہے۔ مگر میں بہ وطن لوف کی طرف لڑا اور اپنی شہر میں بی سے بہتر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ حیرت
و ناموری دیتی تھی کہ صحت حق کی جلوہ گری تھی۔ اس قدر سے نہایت معلوم ہوا کہ کون کون سے صاحب کی
روحانی قوم وہاں تھی صرف کا ایک عجیب غریب اثر تھا جس کی نظیر ذرا دل دلوں کے حلقہ میں بہت شکل سے
پائی جاتی ہے۔

چنانچہ شیخ محمد صاحب کے تصرف کا ایک اور چہرہ گھبراہٹ اور نقل کیا جاتا ہے کہ ایک کمالیہ علم غلط ہے
نام آپ کی ناقہ دین سکوت کہ گستاخا چکر و گلیہ صحت سے قطع نظر کر کے خوش خلق ہی تو اس میں
آجکے اس سے مودی بہت ہو گئی تھی اور جب اپنی دوستی نیز آواز سے کوئی غزل پڑھتا تو آپ اس سے
بہت خوش ہوتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ہر شہر سے بہتر بیٹھے تھے اور کمالیہ کا شہر و شہر
مماثل تھا کہ عظمت اور نہ کوئی چیز دیکھ کر فرمایا۔ لیکن اس سے اس موقع پر حق داری برتی اور آپ کے اہل
کی تخیل سے پلوسی کی۔ دوسری مرتبہ اپنے اس کے طلب کیا۔ گھر اس سے ہر فخر و اکار اور انکار کیا تا کہ اس
کیا آپ کی طبیعت اس سے یہ کہ وہ منہض ہوئی اور ایک شخص مال اور قوت و کاد سے اس کی طرف اتفاق کیا
جس کے اثر سے اس کی حالت میں مجھے غیب و انقلاب پیدا ہوا۔ سادہ چہرے پر زردی اور زردی کی شہا
مردی چاہی۔ اور جو بہر پرانہ اور آفاقی تاثر نہ پایا۔ یہاں تک کہ جاگت کاغذ اس پر چاہا یا اور اپنی بہت
سے منہض ماورن نامید ہو گیا محمد بنیر بوشیضا جبکہ غلام قدیم سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

ایک دفعہ

اور لاجت کے لہر میں غفلت اور نہ کی مشائش کی بابت لب غیبانی کی آپ کا غصہ فرو ہوا اور اس کی اس
گستاخی جگر کی۔ لیکن ساتھ ہی فریاد آپ سے وہ خوش الحانی اور دلچسپ آواز میری نہیں ہو سکے کی
جو میرے غیبت تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اس کی آواز کی ناست اور خوش الحانی تھی اور میری دود
میں بلالے ہو گیا جو لوگ اس سے پیشتر اس کی آواز سبکت کرتے تو اب لغت و سخاوت کی نظر سے کہنے
لگے اور چاہتے سزا گھوٹ پر جگہ دیتے تھے نصف نال میں ہی بیٹھے کو ناگوار جانے لگے جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ غرض میں شوق و فہر میں مبتلا ہوا اور کسی جگہ اسکو اطمینان سے بیٹھا غیب نہیں ہوا۔
انہی شوق و فہر میں اس قسم کے مشہور اور اوقات میں میں سے صرف ان ہی دو ایک واقعات
تقدیر کرنے پر کٹا گیا۔ تاکہ یہ تذکرہ زیادہ طویل نہ ہو جائے اور سزا ناظرین کے بہت انتظار نہ کرنا پڑے
لیکن شیخ کے حالات زندگی شمر کر رہے ہیں کہ میرے مشاہیر علوم و معارف کے سبب اس کے روحانی تصرف کو
و جہد و اوقات سے ناظرین نے لطف و تامل سے اس طرح آپ کے سلب احوال کے چند واقعات جو
تصرف کا اور سزا بوجھ و فہر میں کوئی نہ کار کابل ملحق اپنے اپنے خالق کے مطابق دیکھی ہیں۔

سلب میں

چنانچہ شیخ محمد صاحب کو تصرف کی اس دوسری شائع سلب احوال میں وہ وقت حاصل تھی کہ یہاں سے
بہر ہے۔ ایک دفعہ میرا ان کا یہی کو توجہ خاطر ہوا جس کی وجہ سے نہایت کرب و پہچانی اور اضطراب
بیتروسی پیدا ہوئی ان کے زعمائے اپنے ان کی اور آپ سے یہ زبان کے مکان پر تشریف لیکن ماہض کے
سر اسے ہنسنے کے دین کو سلب کر لیا اور اسے قزاق خانے کی پائی۔ لیکن اس کا شیخ صاحب میں ہی
کبھی ظاہر ہوتا تھا اور آپ کا یہ مہر قریب میں مبتلا ہوا تھے۔ یہ عہد اہل جو آپ کے خواص کے حاضر
میں ایک سزا بوجھ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کسی موقع کو تشریف لیکن وہ میں نہ
میں حاضر تھا جب وہاں سے مراجعت کرنے کا قصد ہوا تو مجھے سخت دشمنی نہ حاضر ہوئی اور ایک
ہی روز میں اس قدر اطمینان ہو گیا کہ پیش کرنے تک کی طاقت نہیں رہی۔ شیخ نے جب یہی طاقت
دیکھی تو میرے واسطے سواہری کی ہجرت کی اتفاق سے اس وقت سواہری کہیں میری نہیں ہوئی آپ نے
یہی طرہ توجہ ہو کر فرمایا کہ گھر میرے گھر سے آگے آگے چل سکتے ہو تو تیار ہو جاؤ نہیں اس وقت
احییت توجہ واقعات پیش آئیں گے میں مختصر کیا بہتر ہے چنانچہ ہزار غنت وقت کو کوئی مجھے
گیا اور شیخ کی نظر سہارک کے سامنے لائیا۔ تو اگلے مرض میں تحقیق معلوم ہوئی اور اب میں نہایت

جانب شیخ محمد صاحب کی صحبت نظر کا اثر

یہ عنوان اس قدر حسین ہے جس کی تفصیل درموضوع کیلئے کئی نوکریاں ہیں لیکن مختصر یہ ہے کہ شیخ نور الدین صاحب علم فیض الدین صاحب کی پانچا صدیہ راض و اعلیٰ تھا کہ جس نے اپنے فیض صحبت حاصل کیا وہ بھی فیض و برکت میں کامل ہے۔ فیض ثبات جو اہل کوکون نے اپنی مریدی و تلمذ سے لیا کیا انکی شایک خدا و جنان بہت شکل جو لیکن تا بہ زمین تا سجد شہرت حاصل فرمائی خدا و بھی اس قدر ہو چکی کہ حضرت کی دست بہت اعلیٰ تھیں کبھی اپنے ہم چند حضرت کی مجلس حضرت ناظرین کے سامنے پیش کر کے اس باب کو ختم کرتے تھے۔

شیخ کے علاوہ

سید مرید خیر مرید اس قدر معتزلی و متولی علوم میں شہرہ آفاق تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والی بڑی بہت و حرمت کی وجہ سے اس کا حال کیا کرتے تھے آپ نے اپنے نظر واقعات والی بڑی تاش یہ ہوئی کہ ہر ایک میں ایک عجیب حالت پیدا ہو گئی۔ سید عبدالرحیم کو کشف خواطر اور کشف جوہر حاصل ہوا بیٹھے آپ ہر ایک شخص کے دل میں اور مضمین اسرار ظاہر کر دیتے اور جس کو چاہتے انکی خدمت میں جان کر دیتے ایک دفعہ ایک کا کہنے کہ آپ کھانقی کے قبرستان میں سے گزر رہے تھے۔ ہماریوں سے فرمایا کہ میں نے ایک زمانہ میں کو ایک بڑا کتا ہوا شعلہ زمین سے نکل کر آسمان تک پہنچا ہے اور جب چند دن آگے جرتے تو ایک قبر کو دیکھ کر فرمایا کہ کتا شعلہ میں قبر سے نکل رہا ہے لوگوں نے اسکا کچ لگا یا تو معلوم ہوا یہ قبر ایک ایسے شخص کی ہے جو نظر و فہم کیساتھ تصدق تھا کہ اس کو اس کو مانتا کہ ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا اور اپنے اکیلے اکیس کمالی غا پر کھڑا لیکن رفتہ رفتہ آپ سلو فیصل ہو گئے اور پھر دون کیلین پناہ و زمین پر گرنے لگے۔ سید عبدالرحیم کی والدہ اپنے فرزند کا یہ حال دیکھ کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا تمامہ مرض کیا کہ عبدالرحیم پر ایسی وجہ پیش کرنا کہ اس کے ہر سے ہوش و حواس بیا ہو جائیں خدا یا اسے نہ دے رنگ ہادی خدمت میں حاضر رہنا چاہیے۔ چنانچہ کہ اس شیخ سید عبدالرحیم کو بخیر دل میں کہہ کر چند دن تک اپنی نظر و باک میں رکھا تو دس سے بیرون میں ان کے ہوش و حواس درست ہو گئے۔

سید ان کی یہ کیفیت تھی کہ جو تسمیم زہ آچسکا سامنے لایا جاتا تو فرما ہن وہ اسمی کے اثر و فیض سے جانے رہتا ایک عالم آپ کی نظر و فیض اثر کی بہت تہذیب میں سے خلاصی پاتا تھا اور جنوں کی ایسا صورت

کمرست و تہذیبی ماحول ہر قی می شدہ شدہ دیکھی تہذیب واقع ہوا اور ستانہ وادھر اور مابین جن لگانے لگے۔ بیان کیا جاتا تھا کہ سید ان کے کلمات ایک ہندو غیر کے یکے میں پہنچے ہر اس زمانہ میں جن کا وقت ۱۰۰۰ پیشوا تسلیم کر جاتا تھا اور ہیکہ ہا اور دنیا میں مشہور معروف تھا بوقت آپ اس کے یکے میں پہنچے جن کو حکم جیسے عرض کے وہ نرس کرنا ان پر رنگ کھانوں کے سنگرزین پر لگنے کی خواہناک تھا ان کے کان میں پہنچے لیکن آپ نے اسطرب ذرا اتفاقات نہیں کیا ابھی تیسری ویر ہوئی تھی کہ ایک شخص نے یوہنیت کی شکل میں نمودار ہوا۔ بیٹے بڑی خوشنودی سے آپ پر ہلکے کیا۔ آپ مسنا نور علی جن کہتے ہیں اس کے پیچھے دھڑسے اور پھانٹا تھان میں فیاض بکراؤ تھا۔ ہندو نے یہ واقعہ دیکھ کر جاو سے قوی کی اور بھٹ سلطان بیگیا

ایک دفعہ عبدالحکیم نامی ایک شخص نے شیخ محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھتے ہیں آپ نے نظر واقعات والی۔ فی الحال ایک شہر کی قریب تکشف ہوئی جس سے وہ دیوانہ وار کو پروا نہا زمین پر بیٹھے اور سر پر کچھ کہنے لگے۔ تمام شرعی و عرفی آداب امانتے طلق رکھ دیئے اور کسی بات کا پائندہ نہا۔ او جب اس کے تمام حالات و خیالات اور بھی دیکھتے پلے تو لوگ اسکی اس آواز سے تنگ ہو کر وہ باغ و خجرا بک کی خدمت میں لائے اور آپ نے اسکی کیفیت جذب کو ایک ہی نظر میں سلب کر دیا اور ایک لکھ لکھ نظر والی جس سے عبدالحکیم جان بہتو رسا بن گئے اور ہوش میں آگیا۔ اور تمام دیوانہ پن چھوڑا۔

سید غایت الدین صاحب نے اسے بلوئیہ کو کشف صاحب کی خدمت سے بہت دور سے نہا زمین میں ایک ایک کا کشف حاصل ہو گیا تھا اور وہ صد ہا کوس کی باتیں فرما دیا تھیں کہ لیتا تھا قریب جوار کے لوگوں کی حرکت و سکون سے واقف ہونا سکتا ہے کوئی بات ہی نہ تھی۔ بیان کیا جاتا تھا کہ ایک دفعہ شیخ نے اپنے چہرے پر شیشا سب انکی عبادت کیلئے وطن سے چلے۔ سید غایت الدین کو ان کے سوار ہوئیے کہ اپنے ملک کے بارے میں حالات تکشف فرمایا کہ اس پر ہوش و حواس تمام واقعات دیکھ رہے تھے جب شیخ صاحب سوار ہوئے تو سید غایت الدین سے نزدیک چلے اور حاضرین کے کھنے لگے اس وقت شیخ صاحب سوار ہوئے ہیں۔ پر کہا اب غلامان موضع میں پہنچے ہیں اور اب غلامان مقام ہر تشریف رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شیخ صاحب بلوئیہ کے قریب پہنچے تو کہا اب شیخ صاحب بارے میں شہر میں آگئے ہیں۔ یہاں جلد ہوا اور برسے ہوش و حواس سرست کیسا ہے شیخ کا ہوش بال کر

دو مہلک معصاں ہم نے بھی فریاد کیا، مگر ان میں سے ایک نے اپنے گھر سے توجھ کر اپنے گھر پہنچے تھے اور اسے ہم دونوں میں سے کچھ نہ سمجھا تھا۔ اس کی عیادت ہماری طرف داخل بھی ہوئی۔ میں نے اس کے ہاتھوں سے دست پر جا کر ہاتھ دیکھا تو اس نے کچھ کہنے اور ایک سے دو میں سے ایک کا کمال سے کہنے کا کلمہ سنا اور اس نے میری طرف دھڑکتے ہوئے دیکھا۔

شیخ الاسلام

نید ما شپ صغیرم ہستی۔ اسی بگڑن ہی تو کروا دے تفل کی ادب کو اس وقت کی بالین کو اور عیب پیدا ہو رہا ہے۔ ۴۲ دیکھو

[illegible]

کوس وندریک وروانہ کولہ۔

خواجہ فرید کے اکرہ ایک اور بہانی ہی تھے جو عمر بنی برے اور ظلم و فضل میں آپ سے خصلت خیرین
باعتی قدوات اور روحانی تہذیب میں جو شہرت آپ کو حاصل تھی وہ خواجہ گلان کو میرزا تھی خواجہ گلان کی
خاصیت میں آپ کی ہمسری اور ہم پری کا دوسرے نہ کہتے تھے آپ کے باطنی علم سے تمام ملک میں شہرت
عام ہو کر اور حتیٰ اور طالبان حق و دروازہ ملکوں سے خطرناک اور شوارازار رہیں ملے کہ خدمت
میں حاضر ہونے سے تمام ممالک سے تعلق کا مخلص ہو گیا تھی۔ نگاہ میں رہتا تھا اور سینکڑوں طلبہ کا اسباب اور
بامراد ہو کر جاتے تھے وہی کرامات کے واقعات نہایت دلچسپ ہیں بخیر ان کے دو ایک واقعات لکھ کر
تخلی نہ کہتے جاتے ہیں۔

۱) شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور میرے ساتھ حقہ دہی شیخ ابو الزنا محمد زاہد جو شیخ
میں حاضر تھے اس وقت آپ طلبہ کو سبق پڑھا رہے تھے اور وہ ایک کی وجہ سے نہایت بیجا تھے جو رفتہ رفتہ
ہو کر ہمارے بچے بن گئے تھے کہ آپ سبق پڑھنا نہ سکے ایک شخص کو گھبراہٹ ہو کر کہتا ہے کہ کوئی چیز ہو تو ملے
تیرے لیکن گھر والوں سے صاف جواب دیا کہ ہمارے پاس بجز دو ایک لغتوں کے جو کچھ کر سکتے ہیں
رکھے ہیں اور کچھ نہیں جو خود مہر سے عرض کیا کہ اگرچہ میں دو ایک لغتوں کے سوا کچھ کھانا نہیں ہے
اور وہی منجے کے گھر کھا ہوا ہے فرمایا اس میں سے تھوڑا سا لے آؤ چنانچہ خادم دو بارہ گیا اور ایک
چھوٹی تیشی میں تھوڑا سا کھانے آ یا اپنے ہاتھ دھوئے اور حاضرین سے فرمایا کہ تم لوگ بھی تیرے
ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ اس بات کا خیال نہ کرنا کہ کھانا تھوڑا ہو خود بکرت دیکھا اور ہم سب سرگرم
کھا لو گے حاضرین کو آپ کے اس ارشاد سے تعجب ہو گیا تھا ساتھ حیرت ہوئی خواجہ نے ہر دو دن ہمارے
کو خدمت کے ساتھ کر فرمایا اور اس وجہ سے ہمیں آپ کے ساتھ ضرور شریک ہونا پڑا تمام کام ہم
میںون شہنشاہ و شیخ خوب سر ہو کر کھا اور تیشی میں اس قدر کھانا بچ رہا جس قدر خادم گھر سے لایا تھا اپنے
تیشی کا خادم کے حوالہ کی اور فرمایا یہ کچھ کھینے لیاؤ۔

۲) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ فرید کے پاس ایک شخص سے آ کر التماس کی کہ بادشاہ مجھے ایک ہونہ کھانے
کی غرض سے ایک بہت دور مقام پہنچائے۔ اول تو وہ ملک ہی نہایت دور جو دوسرے دشمن ملک
میں کثیر اور اسباب جنگ میں پڑھوئے رکھے ہیں ملکوں کے نہ تو میرے پاس اس قدر جنگی سامان

ہی جو جنگی بیج ہی اور جس کے زیادہ مصیبت کی یہ بات ہو کہ بادشاہ سے کسی طرح عذر نہیں کر سکتا۔ آپ
مجھ پر توجہ کیے اور اس مانگ اور خطرناک موقع پر اور فرماتے ہوئے سے ہر طرح خوش طبعی فرمایا کہ مجھ کو تیشی
پیش کرنا کہ ہماری خاطر تمہاری طرف متوجہ ہوں بعد اس کے فرمایا کہ تم غافل نہ رہو جنگ کرنا اور اپنی
دشمنوں کی کثرت سے ذرا ہی خوف و گھبراہٹ نہ ہونا اس قدر جواب ہو گئے شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں
جب وہ شخص چلا گیا تو اپنے فرمایا کہ جو دن میں نے اس شخص کو کھینے مقصد کیلئے اسے بلایا تھا اور جب
وہ وقت آجائے تو مجھے یاد دلانا چاہتا تھا کہ جب وہ وقت ہوا تو میں نے خواجہ کو بلایا آپ میرے میں تیشی
نے گئے اسی کے روز منہ پر چھ کر فرماتے کہ کسی کو اندر نہ آئے نہایت دہری دیر نہ گزری تھی کہ آپ شادین و
فرمان چہرے سے باہر شریف لائے اور فرماتے گئے کہ میں میں سرکار جنگ میں پہنچا حقیقت میں دشمنوں
کی تعداد بکثرت تھی اور یہ لوگ نہایت ہی قلیل تو اول مرتبہ میرے میں تیشی میرے میں کو شہت پہنچی۔
لیکن اس غرض سے نہایت ثابت قدمی کی اور اپنی جگہ سے ہل نہ بنا جسی اٹھائے میں میں سرکار جنگ جنگ
اور خدا کے فضل سے اس عزیز کی فتح ہوئی بہت سے دشمن قتل کیے گئے وہ بقیہ اسیر ہو گئے کہ کچھ
گئے میں نے اس نام واقعہ کو ایک کاغذ پر لکھا اور دو دن اپنے وزیر و نہایت کے اپنے پاس رکھا ایک مرتبہ
کے بعد اس شخص کا خط آیا اور جو کچھ عرصہ سے بیان فرمایا تھا مجھ پر وہی باتیں خدائیں منہ جعین۔

۳) خواجہ فرید کو شاک کے علین شریف رکھے تھے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا
کی کہ عذر کیا کہ کوئی ایسی قوم فرانی کہ تحصیل علم سے فراغت پا جاؤں فرمایا کہ میں تمہارے اس سوال کا
مقرب جواب دوں گا اور جواب شافی دوں گا وہ شخص نے اپنے گھر چلا آیا اور جواب دے اس کے عقب
میں ایک شخص رو کر آیا اور ایک دفعہ اس کے ہاتھ لکھ لکھا کہ میں نے کھانا کھا کر نشا اور تمام ملامت
سے فارغ ہو گیا ہوں جو لوگ وہ شخص یہ غیر تشریف نہایت منکر نہایت توجہ اور میرے روز اتفاق سے
یہ شخص آ گیا اور میرے کے لئے اس جہان کو زیست لگ گیا۔

۴) باوجود اس غفلت و جود اور باطنی دلالت کے خواجہ فرید کے مزاج میں حد سے زیادہ
عاجزی و ہنساری تھی آپ ہر شخص کے ساتھ اپنے عام متواضعانہ احوال سے ہمیشہ کئے اور اہل علم
کے اعزاز و توقیر میں چلے اور یہی کہ شہر میں کئے چٹا چٹا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ عبد الرحیم صاحب آپ کی
دیکھا کہ میں تشریف سے ملنے اس وقت خواجہ فرید ہائی پڑ تشریف رکھتے تھے تو تمام طلبہ جو کچھ چاہتے تھے

خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی قدس سرہ

[illegible]

تخت خواجہ الرحمہ صاحب کا بیان ہو کہ ایک دن خواجہ کے خدمت میں تھے ایک خادمہ شراب کے نشہ
میں مست تھائیے سوچ بچکے اس کے ساتھ جھگڑنے کا اتفاق پڑا چونکہ وہ مخمور تھا دیریری یہ برہات کا
جواب نہ سنبھل دیتا تھا بلکہ میری طبیعت منقطع ہو گئی اور اب میں نے غم و افسوس کھینچ کر کہ اس کے بعد
میاں کبھی نہیں آؤں گا یہی وہی میں نے راز کر کے لکھ کر دیا خواجہ شریف ایسے آدمی کے مکان کے
پر کھڑے ہو کر ایک پرہیزگار سے ملنا پڑا چہاں سے جواب دیا کہ خواجہ الرحمہ اس وقت سوتا ہو گا یا نہیں
سیدہ ہوں تو کہہ دیا غرض کہ میں نے وہ نہ دیا تھا اس کا جواب دیا کہ جو کئی سیدہ میں نے کاجا پانی جب میں سیدہ

جو ایک چار چار کے غالب میں ڈالنا اور ان کا خط کے ساتھ نمبر کرنا ناممکن ہے مگر ایک مثال کے پہلو میں
اسکی کیفیت ترتیب کرنا ہون۔ مینو جس چیز سے ہمارے عقل و فہم کو سلب کر کے خود فہم اور ہوا ہون کے
نہرو میں دیکھ لیا جو وہ ایک ہی کیفیت سے ہمیشہ کی جاسکتی ہو کر ایک شخص کے ساتھ راستہ نہ لیا دیکھ لیا
اور حق میں حق ہو گیا وہ ایک نہایت سرد اور خوش آئند ہوا کہ چونکہ پہلے شروع ہوئے جن سے
نئے روشنی میں حاصل ہوئی ہیں اسکی کیفیت ہم کو فہم کو پہنچا دیتی ہے جن سے ہم نے کہا
سے بہتر کیفیت تو سالکوں کو حاصل ہوئی جو ہمیشہ ہی ان کی عقل بجا اور ہوش و حواس پر بہتہ ہیں جواب دیا
ایک مرتبہ میں یہ دہشت آئی جو ہمیشہ کو بھلا چاہتے ہیں سمجھتے ہیں۔

وہ جب لاخترام اور مزہ پیش فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد بزرگوار دروازے سے مراجعت فرمائے
وہ جن میں سے ایک نے کہا تھا کہ تیرا شہر میں داخل نہ ہون اور بلا بلا دوسرے سفر کی جانب متوجہ ہو جاؤ
قرائن میں سے ایک ہے آپ بلا تیرا میں والد ماجد کی زیارت کیجئے شہر کے باہر گریٹا اور وہ میں میرا گھر ایک ایٹھ
چہرہ ہوا جو نہایت شاداب و درخشاں تھا وہ میری ہمتا سے بڑی ہوتی نہایت اور سرسبز ہی سننے کے لیے اختیار
ہوئی طرف مائل کر لیا۔ میں اسکی نومویدت و دشمن اور اہلما سے پوچھوں کی سیر کرتا ہوا ایک ایسے عجیب
و درشت کے قریب پہنچا جسکی فرم و تانگ شامیں ہجوم جو کم زمین کا جو سر سے بھی نہیں آتی زمین کی
عجیب و غریب مثل صورت ایسا ہوا تھا کہ دیکھنے والی ہل کر کما ہی غریب اور دیر اور قہور ہی دربار سے اس بیٹے جا
جنا پڑ میں نے اسے اس جا چھوڑا اور وہ اپنے ملک و ریاضتوں کی مکتا نہیں بیان کر کے لگاڑان بعد ہوا تھا
پاس فلاں قمر کا کھانا ہے۔ قدرے میرے لیے منگوا زمین سے تو آہستہ آہی کو وادوسی اور کھانا
اسکے ساتھ پیش کیا ہوا ہوا کہ تیری جیب میں اس قدر پیسے ہیں کہ صرف ایک چہرہ کا متعلق ہوں کہ
مجامع کو دیکھ رہا ہوں نہایت درست کراؤں میں نے چند پیسے اسکے ساتھ رکھے لیکن اس نے بڑا ایک پیسہ
کے اور کسی چیز کو بخیر قبول سے نہ دیکھا۔

شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ مینو میرا والد میں ایک مذہب تھا جسکی شہرت تمام اطراف میں پہنچ رہی تھی
اسکا کام دسواڑ تھا کہ کسی مسکین کو قدم در رکھتا اور وہ اس سے دریافت کرتے تو کہتا ہم نہیں دنا ہاگ ہرگز
مسکینوں میں داخل ہو کر کھانا نہ مناسب حال نہیں دیکھتے اسلیں اسکا یہ بھی وہب تھا کہ وہ اپنے زمینداروں کا کھانا
دیکھتا تھا کہ اس کھانے میں کتنی ہی سب میرا اس موضع میں جا سنے کا اقصاف ہوا

تو میری ملاقات کے لئے سید میں آیا اور میرے ہی ساتھ کھانا ڈال کر لیا تو گننے سے اسکی وجہ دریافت
کی تو اس کو اس کی وجہ سے میری تمناست جانی رہی اور ہمدردی کھانے کے بھی درو گئی۔

آپ یہی فرمایا کہ تیرا ایک دفعہ کے خیال کا یہ صرفہ کے لباس میں مقید رہنا ہوا حال تکلف اور
ظاہر نہیں ہوا اور اس خیال سے ہمیشہ اسے جو کم کیا کہ میں نے فرما وہ لباس اتار بیٹھا کھانا چاہا نہ طور پر اس
بندہ کو میں تلوار لگائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا تو تیری درمیان تھا کہ ایک مذہب سامنے سے ہرگز
لگا گیا یہ لیکن اسکی کوئی شخص پہنڈ کر پاس سے چھانے پر گزرتا تھا۔ زمین پر سے سیر کی تھم کر یہ لباس
تیری شان کے نہ لگاؤ لائق نہیں رہے اہل دل اور لباس صوفیہ زیب بدن کرنا چاہے اسوقت سے تیرے
لباس و فکر کو بالآخر ام اختیار کیا اور اس کے حکم دہ کسی اور شخص کا لباس پہننا پسند نہیں کیا۔

شیخ فرماتے ہیں کہ جہاں سے شہر میں ایک نہایت صالح و نیک شخص حکومت کرتا تھا وہ علم و فضل ملاؤ
تو اس وقت تاحات میں ہوا لکھنؤ درگاہ کے ساتھ اس کے بعض خواجہ سران کے تحصیل علوم کرتے تھے اور
اسے سب تعلق و سبے ہوا کر دیتا تھا۔ بعد ازاں اس کے بعض خواجہ سران کے تحصیل علوم کرتے تھے اور
وہی ان کی خدمت میں صرف رہا کرتے تھے ہر چند کہ بعد ازاں اس کے بعض خواجہ سران کے تحصیل علوم کرتے تھے اور
وہ خود وہی ملاقات کے لئے در دولت پہنچا تھا لیکن اپنے اس سے ملنا پسند نہیں کیا اتفاق وقت
سے ممکن نہیں ہوئی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس زمانہ میں نہایت کم سن تھا اور علم زمین کا غیر
پرہیز کرتا تھا ایک خواجہ سران سے بحث منادی کا ایک بڑی سلیج سے دریافت کیا جسکا مقول جواب تھا
وقت مجھے میں نہ ہوا اس سے قبل نہایت تعلق ہوا اور میں اپنے دل ہی دل میں منت فرماتا ہوا
لیکن وہ غریب میری غیر حالت کو غور کرتا تھا اور میرے حزن و غم کا سبب معلوم کر کے ایک نہایت بڑی
کے ہمیں خواجہ سران کو جواب کیا اور کہا تو اس کے کہ میں جانتا کہ اس کی خدمت میں ہرگز نہیں
غیر کرتا تھا جو غریب وہ زمانہ تھا کہ اسکی بڑی لاکھ جو ہنوز اہل کی صورت میں نظر آتا تھا کہ ہر حال
ہو کر چکا تھا اور ایک عالم کو اپنے علمی زور سے روشن و منور کرنا کوئی دن جانا اسکی بس نہ تھی کہ باپش
تیرے آنکسے سر کے جاسنے سے منت نہ تھی عار کے لگی چھ بڑے باشند و شوکت مکران اس کے
قد میں کو ہوسد جینگے اور اس کی مذہب کو خود اپنے جینگے۔

شیخ کو عام اخلاق و عادات افضل و کمال

شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاں خاص فضائل و عادات کو نظر انداز کر کے اب ہم آپ کے علمی فضائل کو کمال اور عام فضائل و عادات غلبہ کر کے بیان کریں جو انسان کے حالات زندگی میں ہی وہ صاف آئینہ عیسیٰ میں مختلف سببیتوں کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں شیخ کے علمی فضائل کمال کا گمان نظر کرنا جا چکا اس سے زیادہ شیخ کو قبل کا اس موقع ضرورت نہیں کہنے لیکن تاہم ان علوم کی نسبت اجمالی طور پر ہمارے کمرنا سب سمجھتے ہیں جن میں بزرگ شیخ کو کمالی عادت اور پوری دستگاہی اور زمین پر خدا وادو قابلیت اور فوری پیشگی کی دولت اس قدر جلد حاصل کرنا ہمارا کس سے جلد حاصل کے وہی کو پہنچا کسی دشمن کا کام نہیں ہے۔

صرف و نحو علوم عربیہ کے حصہ میں ان میں شیخ کو اس قدر کمال تھا کہ وہ عربی زبان میں آج کا ہونا تھا پہلے کے دوس کے وقت اس خاص زبان میں ایسے ایسے کلمات اور بارکیاں بیان کرتے تھے جن میں سکر پہلے کے علماء و ماہرین میں دیکھ کر حیرت و حیرت کا شہرہ اس علم میں بیان کیا کہ آپ علماء اسلام ایشیاء و ایشیاء کے گئے جنہوں میں فن و دور دور سے تعلیم کے لئے مانو جاتے اور آپ کی شاگردی کو بامقصد فرماتے۔

صرف و نصیب میں آپ کو وہ کمال تھا کہ اس کی فراز میں موجود نہ تھی علم حدیث کے اہل بیت و شیخ احمد بن حنبل کا خطاب و پائنا و جیسی لوگ تھے کہ وہ سربراہ دیکھتے تو کہہ دیتے تھے کہ یہ بزرگ ہیں جنہاں انہیں اور بہت سی حدیثیں مسند و حدیث زان میں آپ کو دیگر مشائخ علیہ السلام اتقات تھا لیکن یہ قدر علم حدیث میں انہاں و متفرق ہوا کسی اور علم میں نہ تھا آپ کی صحبت میں ہمیشہ اپنی علم کا بھرا ہوا اور اس سبب سے ہر وقت آپ کی درس گاہیں طالبان حدیث کا ایک جم غفیر جمع کثیر لگا رہتا جو آپ کے ہوا کرتے تھے اس سے اپنی معلوم تھا چھانے اور فیض علم سے بہرہ ور اور کامیاب ہو کر جاتے تھے کہ شیخ کی فطرت و حدیث میں اس قدر شہرت تھی کہ بہت سے متولسے و حدیث میں آپ اس فن خاص کے ہونا کا کہے کہ شہرہ ہو گئے تھے اور ان شہرہ کو ان کے متعلقہ علم سے گئے تھے جو خود امام دہلوی و علیہ السلام کہتے تھے کہ یہ صاحب آپ کے فطرت و حدیث میں کمال تھا دیکھتے ہی علم حدیث میں اپنا نظیر نہ ملے تو وہ الہامی حالت

نفسیر

اور باقی ہر سر جو قرآن مجید کے الفاظ میں کوٹ کوٹ کر بہت سے ہوئے ہیں آپ طبع سے تھکے سادہ بیان کرتے تھے سکر بہت سے علامہ اور ماہرین فن خیریت مذکور ہو جائے سبب آپ قرآن کی تفسیر بیان کرتے تھے تو سامعین کو معلوم ہوتا تھا کہ وہی اثر پہنچ رہے تھے جن سے شیخ صاحب ہی کا بیچ نکلا ہوا ہے جو اور سنت تک حدیث و تفسیر کو درست پہنچا دیا اور اہل انظار اس سے اور بڑا سامان ہندوستان پر عموماً وہی ہے خصوصاً آپ ہی کا جو جسکے باجے۔ اس کا سرور و زمین کا نظر کرنا سبب اور بڑا سامان ہندوستان پر عموماً وہی ہے میں جمل و رحمت کی تاریکی پھیل گئی تھی اور کوئی شخص حدیث و تفسیر سے واقف نہ تھا۔ ایک فاضل اصل ہر مسند و صاحب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات پر پورے ہوئے کہنا جو کہ شاہ عبدالرحیم صاحب جنہوں سے پہلی ضرورت ہندی سامان میں علم نبوی کی اشاعت دینی اور ایک بڑا سامان تھا جو پہلی کی طرح آپ کے دماغ میں گوندا شاہ عبدالرحیم صاحب ایک مدرسہ تفسیر کی بنیاد ڈالی اور اس میں علم حدیث کی تعلیم دینی شروع کی۔ اس تعلیم نے چند سال میں اپنا قیمتی اثر مسلمانوں پر ڈالا اور اب جو فن طلبہ اپنے حدیث سمجھنے کیلئے آئے تھے گو وہ اسی گارے سے نہ سبب و رحمت و شکر کے سامنے مسند میں ایک سحر کبھی سی پیدا ہوئے تھے مگر یہ ضیف و تحریک دینی دینی کیلئے تھے حکیم انسان میں کچھ معلوم ہوتی اور ایک نوجو خیر طوفاں اس میں ہوا ہوتا شاہ عبدالرحیم صاحب قوانین فطرت کی بارکیاں اور مضمون کو خوب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ مسمو کی تفسیر جو سب تک کہ گئے تھے خود دیکھا جاتے اور اس پر تانی جیسے کبھی صفائی اور سامانی سے گھٹائیں ماسکتا ایسے انہوں سے اپنی کوششوں کو نظر نہ آتا کہ اس کا جامہ پہنچے ہوئے دیکھ کر ہر س میں کیا اور بعض اوقات ان میں یہ یقین رکھا کہ یہ کام سامان غرض آئندہ میں کہہ کر ہی اسے کدھڑا رہے ہوا تھا لیکن اس مرض کو مالک کہنا چاہیے جس کا انجام صحت ہو۔

غرض کہ یہ مہر و مہر کا تعلیم کرنا پڑا جو کہ تفسیر و احادیث کی اشاعت میں جو سرگرمی اور کوشش شیخ عبدالرحیم صاحب نے فرمائی اس میں ہر شخص میں و متاثرین میں سے کوئی شخص آپ کا اور بار زمین ہو سکتا اور اگر دعوت کرتے بھی تو اس کا یہ دعوتی میں تین سکتا تھا ایسے شخص کی کون برابری کر سکتا ہے جسے خود فطرت اپنی انجلی اور بزرگانہ نہ بنا لیا تھی ہوا دینی لیاقت و قابلیت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے جو پہلے ہی ربانی قابلیتوں اور دعائی چہرہ میں سے آ رہے تھے کی گئی ہو۔

اگرچہ شیخ کو علم حدیث و تفسیر کے مشاغل میں زیادہ تر اہم تھا لیکن باوجود ان مشاغل کے

ایک دفعی وجابت اور باطلت و شرک و سمیر و غیر مثال کلمہ دوس میں سکونت کیساتھ ہوا شاہی طرز
کی حالت بنا گیا جیسا تاجب اس نے اس قدر مہار کی کہ اپنا آفریقہ کی کسی ایک صوبہ میں بھی مکمل اس پر قابض ہوا
کہ وہ چند اس قدر باطنی و محض ماضی ہوا ہے کہ جسے زمین فریاد کر کے اپنی آبی میں گرنے لگی کہ مکمل
کے لئے وہ چند صوبہ نہایت کبھی تھا و قبول سے نہیں کہ گیا اور باقی مدو قع کی یہاں تک نہایت بھی کہ وہ فون
میں سخت مجمل و حدوات ہو گئی تھی اسی غلطی میں اس کے منہ سے مکمل گیا کہ زمین کو جو بادشاہ سے شکایت کر گیا
کہ یہ شاہی زمین جو ہر جہر و محض مثال نے خاصا نہ صرف کرکھا ہے و غرض کہ خاک میں جو چل گیا زمین کو سے زمین پر
گرا لگا و پیدہ تک چرخ و چرخ میں خود باطنی جببہ ات ہوئی کہ وہ محض مثال کی شج کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ نے اسے
مشککہ دیا اس کو یکسر کاسبب بیا ت کیا عرض کیا کہ حق سے ہیں متشکر ہوں کہ وہ گویا یہ کان کی ایک
زمین کی بہت فغان میرے متناقض ہو گیا اور وہ بادشاہ سے شکایت کرنے پر آمادہ ہو شیخ نے فرمایا
تم سلطان سے روئے بادشاہ سے ملاقات میں نصیب نہو گی چنانچہ شیخ کو کہہ دیا و بارہی اس پہنک بادشاہ کے
و بارہی میں حاضر ہونے کے بعد سے مکمل فرستہ چند شاہی مشورون نے اسے بادشاہ کا پیام دیا کہ فغان
میرے انجام دہی میں بیوقوف کی کہ نہ کیا ہے اگر اس میرے بہت اصرار کیا کہ زمین بالمشافہت
ہو یا نہ ہوا و زمین ضروری مطالب منہشاہ سے عرض کر گیا ہوا جون لیکن شاہی مشورون نے اس کی ایک

ایک دفعہ محمد علی کو ایک نایب کے فکر میں کسی صحت کو رہا تھا جو نگارنا دور از ملک اسکی کوئی خبر
عزیز و اقارب کو نہیں ملی پہلے اسکی اس مفتوی ابھری نے ہاضمہ سے اس کے برادر محمد سلطان کو کشتہ زمین
کر دیا جو اب وہ بہت سی عیاتب جو اس فریب کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا بیان اس کی گم گشت کی خبر میں
مصاب فرماست کہ زمین سے تو جی کے اوپر ہر مذکر اسے لنگر کے ایک ایک زمین میں وہ ہر ایک زمین میں
نہایت اسوات کے نذر میں تلاش کیا وہ ان سی پانچ لنگر زبان میں دیکھ کر اسے اور وہ زمین میں ملی ہوئی
ان قدر میں سے دیکھا معلوم ہوا، فیصل صحت کا شریک ہو گیا لباس میں جن کے جسے ایک ایک کرسی پر
جلو و آہواز اور وطن مالوت میں آسنے کا تہ کر دیا جو چنانچہ میں نے اس کے بانی سے بیان کیا کہ محمد علی
نذر ہوا اور میں صحت میں آجا جاسا جو چنانچہ آئے آجا تو مجھ سے یہ نقد بیان کیا۔ شاہ وہ اب اس کا
فرماست میں کہ ایک دفعہ خراج محمد سلطان نے ایک خواجہ مت گھوڑا خرید کیا اور میرے والد بزرگوار کو کہہ
آئے انہیں حکومت میں طلب کیا اتفاق سے یہ غیر بی موجود تھا جو محمد سلطان حاضر دوسے تو آئے

فرمایا عزیز من و ہمارا گھر دار جو دوست ہمارا لیکن کسی کر کو جو قہار و غداران کی بی بی نہایت زبان دار اور
 اور جو غرضی کسی جہانی سے یہ عزیز نسبت ہی مابیننا شیخ کی یہ فقر ہر گز بلا کاش میری عورت اس گھر سے
 کا غار جو باہر سے آئے مسکرا کر زباں گویا گوشتین، ایسا ہی ہو گی۔ خدا کی خدمت میں تین ہی گھر سے جو کسی
 عورت مرگئی اور گھر اسی قیمت پر فروخت ہو جائیں اسے غلو و غنیمت ہو۔

شیخ کی خدمت

شیخ کی خدمت ہی نصرت کے ساتھ قابل ذکر جو ہر دن قرآن مجید اور تفسیر اللہ تعالیٰ کی خدمت
 اور جو ہر دن غور و فکر کا نام دنیا کو تسلیم ہو لیکن شیخ عبد الرحیم صاحب کی عداوت و جہت نہیں کا عام
 طبع کے لوگوں کو خصوصاً دینی و فروعی جو۔ دین کے ادبیات اور فقہ و حدیث کے غایت باکیرین
 اور مصلحتی و بہت کلام کے شکل و معانی میں فنی معلومات نہایتی درجہ پرستی اور جو دین تمام کمالات کے
 آئینے باطنی علم کا ترسیل ہے جو ہر تہا جو کو گھر مہرستان شیخ کے کلمات پر فزانیہ و گھر نازبا
 نہیں جو میں اس مقام پر اپنی خدمت کا صرف ایک دو اور گھر مہرستان میں جس سے شیخ کے کلمات پہنچنا
 و جہت صرف ہونا چاہیے۔

مالکیر کو علم و فضل کا حامی و مددگار نہا سنے اسکے دربار کو ہر بن علوم اور مہرستان فنون سے
 زیادہ تر و ترقی تھی اور جہاں خود بخود و جہاں فاضل و وسیع نظر عالم تھا ویسے ہی اسکے دربار کے کتب خانہ
 بالکل بیحد و حد تک فرائض عالمگیری کے حکم سے مدون ہو رہی تھی اور اسکی نظریاتی کیلئے تھی جو کہ
 ہر تہا شیخ خادہ سکھ پر مہرستان ہر دہی کی مکتبہ میں۔ ہمارے مہرستان و مکتبہ شیخ کا ہر مہرستان تھا۔ شیخ
 مہرستان میں جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کے پاس آکر سکتے تھے کہ اگر آپ اس کام میں میری مدد کر سکتے تو ایک
 صلہ میں ایک مقررہ رقم و زائد اسکے مقررہ ہوتے لیکن شیخ کے مرنے میں قدرتی طور پر وقفہ ہوا
 تھی کہ اپنے شیخ مالکیر بن امان کو نسبت کے کانون سے نہیں سنا اور نہایت ہی جی سے تامل کیا۔
 اتفاق سے شیخ کی مہرستان والدہ کے کان میں جس مہرستان کی ہنس بچگی اور نہ سننے سے اس فاضل کے قبول
 کو اپنے پریشانیک اور رو بہا لند کیا شیخ بخل مجبور ہو گئے اور خدای مالکیر کی نظر ثانی کو اپنے اللہ
 میں سے لیا لیکن کا ذکر کہ آپ خدای مالکیر کے ایک مقام کی پہنچ نہ تھال کر جو تو ایک ایسی
 آموجہ جہالت کی نظر پرستی میں اتھلا لگی تھا اور اس اتھلا لگی کی وجہ سے مسلکی صورت بگڑ گئی
 تھی آئے نہ شیخ کا کوئی دینی مالکیر کی سے موافق کی اس مہرستان پریشی کی اور نہ مہرستان پریشی کی جہالت

میں جو اور میں مسئلہ میں معلوم ہوتا جو شیخ خادہ سے اس پر پائل تو جہت میں کی اور نہ صرف کتاب کی
 اور شیخ جہاں نظر پر میری ہر گز کے اس مہرستان کا کما و وقت سے نہیں دیکھا مگر شیخ نے اپنے
 خیال کی تائید و توثیق کیلئے جب اس مسئلہ کے ماضی کا تفتیش کیا تو معلوم ہو کر ہر مسئلہ و کتاب میں نہایت
 مہار و فن کے ساتھ لکھا گیا جو کہ خدای مالکیر کی سے مہرستان سے وہ دونوں مہرستان کو بلا امتیاز ایک
 میں کر لیا جو ہر وجہ سے صورت فاضل کا ہر مہرستان جو ہر شیخ نے کتاب کے ماضی پر تھیل کی جہالت لکھ کر
 میں نہ ہفتہ فی الدین قد حفظ فیہ، ہذا غلط و دعوایہ کذا، ان دونوں مالکیر کی کتاب کی روشنی
 و تحقیق کے بار میں بہت کچھ تمام تھا اور ان نظام میں نقد میں نہایت کمال حاصل تھا اور ہر ایک
 صفحہ و شاہ کے سامنے ذکر کرتا تھا کہ مالکیر کو اس علم سے خاص دلچسپی تھی، اسلئے وہ خدای مالکیر کی
 کے ایک مسلک کو مہرستان میں ذوقی تھکے دیکھتا تھا اور انہوں کی بعض بعض تعلیمات خود مہرستان
 تمام لایا تھا اس مقام پر شیخ ہر شیخ نے مہرستان مالکیر کا تہا و اتفاق ہو اس سے خاشیہ کوئی
 کے ساتھ ملا کر پڑھا مالکیر کی جہالت کے سنے ہی خدای مالکیر گیا اور جب اس سے دیکھا کہ مالکیر
 میں شیخ پر نہیں لگتا خود کو لکھا یا جہالت کی ہی ذرا پر کے پڑھا اور دوسری دفعہ ہی میں شیخ گیا
 تب مالکیر نے اسے خدای مالکیر کا نظام کو فاضل مہرستان کی جہالت پر پڑھا لکھ بطریق مہرستان کیلئے کہ
 میں نے مہرستان میں کیا ہو کہ مہرستان مہرستان کو لکھا یا جہالت کا نظام لکھا ہی دیکھا اسے وہ اسے
 خادہ کو فاضل مالکیر کے مہرستان مالکیر میں جس جہالت کے سامنے مہرستان ہر دوسرے جہالت مہرستان
 نور ہی مہرستان کیا اسلئے بادشاہ کے سامنے مہرستان زیادہ خفیف و مہرستان دیکھا یا جہالت
 مہرستان کوئی جہالت مہرستان دیکھا یا جہالت شیخ عبد الرحیم صاحب کی خدمت میں مہرستان مہرستان
 وہ دونوں مہرستان میں جس مسلک کی ماضی میں شیخ خادہ کے سامنے مہرستان اور جہالت کی پریشانی و فاضل
 اسلئے طریق پر واضح کیا جسے مہرستان کو لکھا دیکھا اور شیخ کی ذہانت و عداوت پر غش کر سکتے تھے اور
 جی سے اسے آپ مہرستان مہرستان۔

شیخ کی ہر پڑھائی

ایک خدای مالکیر نے اپنے مہرستان کو لکھا یا جہالت مالکیر کے مہرستان و مہرستان مہرستان
 اسلئے خود ہی، مہرستان مہرستان خدای مالکیر شیخ سے خفیت ہو سکتے تھے فزایا مہرستان مالکیر
 چند ان مہرستان میں لکھا یا جہالت مہرستان مالکیر اور مہرستان کی مہرستان و مہرستان مہرستان

میں نے ایک طرف سے اصرار کیا کہ میں اس کا ساتھ نہ دوں گا۔ اگر اس کی کسی حد تک بھی عداوت میں
 جاتا ہوں تو خدا کی قدرت کو گراماں کے مسئلے کے لئے لگے گا اور ہاں میں لگے گا۔ بہرہر حالت میں
 اگر وہ لوگوں کی نظر میں آئے اور میری سخت شرمندہ ہوئے تو ہر چند کہ اسے کبھی مفصل کرنے کی حاجت نہیں
 ہے۔ مگر اگر اس کو ان کے لئے بھی فحشیت و زلت کا فی ہے۔

شیخ کی صحبت کا اثر

شخص کے بھی کمال کیا یا اس قدر ارفع و اعلیٰ تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں داخل تہذیب و تمدن کے ساتھ
 پہنچتا تھا اس میں ایک اور عیب و غریب قرار فرمایا گیا تھا جس کے نتیجہ میں جسے کھانے کے مسئلے
 پر زانی ہوئے تھے۔ اسی شخص حضرت آپ کے صحبت یافتہ ایسے متعدد مؤرخین و خواجہ فاضلین و قدامت و خدمت میں
 عرب میں شمار کئے جاتے تھے۔ محمد بن یسک بن زکریا کا شمار قطعاً اسی میں ہوتا تھا۔ اور جو درسی کے متعلق
 اور اس کی شعلہ کو قبول کیا جاتا اس پر بہت سے امور مختلف ہو گئے تھے۔ اور آپ ہمیں دیکھ رہے تھے
 کہ ان کا وہ صاحب سے بیکاری یا باقی کسی ممکنہ گفت و بات نہ تھی کہ ایک بات واجب اور واضح صریح
 و ختم ہے۔ جسے جوئے محمد فاضل کے مکان کی طرف تہذیب و تمدن کے لئے، اخلاق کے تسبیح آپ کے ذمہ
 سے گزری جب آپ مکان میں نظر پڑا اُسے تو شریف و دل پر ایسے متعدد حقائق کے کشش کی تعجب ظان مقام
 پر حوی ہوئے۔ لوگوں نے نبیؐ سے تمام کو شیئ سے دیکھا تو حقیقت میں تعجب، الجھجھک و شرم ہوئی تھی۔
 لوگوں نے شریف نہیں دیکھا جو وہی کو دیکھنے کیلئے گلی کوچہ سے گزرتا ہو۔ اس وقت آپ کو کھانا کھانے
 کی وجہ سے غیبت ہو گھر اور ان کے شریف کا جانا ہوا تھا۔ تاہم کیا یہ یا پھر شیئ تہذیب و تمدن کے اسے ایسی کہانی
 غیبت کا بہ فرمایا ہو کہ اور وہ کہہ کر شریف ثابت کرے جس میں بھی اور ان منافق سے بھی جو دین و اسلام
 کے خلاف تھے۔ یہ سب وہ ہو کر ہی کہہ سکتے تھے۔ جوئے محمد کے پاس سے ان کی طرف تو سبہ دل فرمائی تھی۔
 یہ سب اس وقت تک کہ جسے محمد ایک شخصیت یا بین کو نہ کہ جسے کوئے میں اور ایسے مقام پر کہ اسے
 جوئے میں کو خود وہ چاہے میں ہیں اور وہ شخص سایہ میں زبان و جہل کہہ سکتے تھے۔ ان سے میں ایسا لگانا
 خیر کی میں اور اپنے لوگوں کے واسطے اور آپ کے لئے یہ کہہ کر ان کی سب کی بل تلی گئی تھی۔ یہ ہو کر وہ
 انجان تو آپ کے شرف کی میں اور دیکھا وہ دن فرزندوں کے واسطے اس کے بعد کہ اس کی سب سے ہمارے

از صحبت

دروازہ پر اکھڑنے ہوئے ہیں پہانچو جب شیخ فتح محمد سے یہ نام باتیں صیافت کی گئیں تو انہوں نے
 بے کمر و کاست و مہی ہی بیان کیں جس طرح شریف نے کہا تھا۔

محمود غوث پہنچ گیا بیان ہو کہ ایک دن شیخ جھوس میں تھساوے تھے۔ یہاں کی زیارت کے لوگ بھی ایک ایک بعض مخلص ایسے راہ مستدین نے مجھے اندھا بنائے شیخ کیا اور کہا شیخ آرام میں مسوقت جھوس میں آئے گی اجازت نہیں ہے۔ یہی جو مجھ پر مکرور وارزہ پھر چڑھا گیا اپنی اپنی جگہ کے خدمت کے ایک روز کے آواز میرے کان میں پہنچی جس نے مجھ کو سخت حیران کر دیا اور میں ایک بے اختیار توجہ کے ساتھ غیر متوجہ جھوس میں گھس گیا جھوس کے اندر قدم رکھنے کی ہیست سی ہیست میں پہنچ پھر رگھو سنگھ میں گھس اور دیکھی جیرنگو غلوں کے سامنے پائے لگا ٹھکانا اس کے ایک ایک کمر میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر اور افاضہ حسین پوشش کیا ہو گئے خدمت کے آواز ہی عرض جب میں شیخ کے قریب پہنچا تو اپنے پاؤں مبارک میری طرف پڑ گئے اور میں تہہ آہستہ پاؤں دبائے میں مشتعل ہوا اس وقت میرے سر کیل میں کچھ لکڑی بادہ کرگ رہا تھیں جسے کیا ولایہ اسکھلا ایک دو سو ستر چار دو تاجیہ ہر عام شخص اس کی نظر سے ستر سو چھٹی کر گیا جو حال کیا ہوتا تھا جو جب وہیں آئے گا کہ ایک دیکھتا تھا جو توجہ کے چہرہ بنا کر اسے ایک خواب دہشت دہشت آغشا جانا بھی گویا ایک اکرا کر دیکھ کر اس کے منہ سے طغیہ اور عجب آواز نکلنا تھا تاجیہ بنا کر کعبہ دور دور کرتا مبارک ایک ہر متعجب ہو گیا تو ایک ایسی آنکھوں میں خبر کی دیکھتا جو نہ بدکار کہتے اور نہ دلی نظر بدیہی کر میں بیوٹا ہو کر گئے شیخ صاحب میری یہ حالت دیکھ کر تو آغشا ہوئے اور وہ دو کوئیں مصروف ہوئے میں بقادہ مقدم عرض کر سکتی کہ غرض سے آپ کے پاس گیا فرمایا بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں فرمادے ان بھی آواز میں بھی نہ تھا محسوس عرصہ کے بعد فرما دیا وہاں خدمت شیخ میں مشرف و نماز ہوا۔

شیخ کے ملفوظات

چونکہ اس شیخ کے علمی کاموں کا خلافت جو اس لئے یہاں آئے تھے بعض جگہاں احوال داروں اور کاتبین نے غفلت سے نظر نہ کیا ہے جن سے شیخ کی بے حد مغفرت و کرمال اور نہایت خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مجاہد شاہ ولی صاحب کا فراموشی کے من کو والدہ بزرگوار، امیر قمر کو بی بی صہمت میں لکھنا اور ان کی حکمت گوئی اور

آج سارا کو شغل بہت کچھ تعلیم پر لگا کر کے نہیں ہیں جس میں بعض اہل غیور کو حیف ہے جس میں عرض نمایاں میں آتا ہے

اوپر فرمایا کرتے تھے کہ مجلس میں کبھی کسی قوم کو برائی سے یاد نہ کرو مثلاً یوں نہ کہو کہ اہل عرب ایسے ہیں اور باشندہ پنجاب اس قسم کے ہیں لہذا ایسے اور نیکو بیٹے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس قوم کو مجلس میں موجود ہوا یا چنی قوم کی برائی میں کسی کی عیب کی گک حرکت میں آئے اور صحبت و رنجور ہر دو ہو جائے۔

(۲) عام مجلس میں جمہور کے مختلف ہرگز کوئی بات زبان پر نہ لاؤ کوئی غصہ صبح اور درست ہی کہو یا نہ کہیں گے کہ نام لوگ جب بات اٹھا کر کے کانوں سے نہیں گئے تو نہ دیر ہی پر دل ہو گئے اور صحیح شخص پریشان ہو جاتے گی۔

(۳) اگر کسی شخص کی طرف کوئی ضرورت پڑے تو اول اس کے سامنے ایک نشست اور یعنی غیر تہیہ پیش کرو اور حاجت طلبی میں نہایت سہولت و تدریج سے کام لو یہ نہیں کہ تپڑ کی طرح بات کہیں گے۔ اور اگر موقع مجلس نہ لگے بات کو مضامین و برہان کر دو۔

(۴) اگر کوہ لباس دعوت و تقیاد پکارتا چاہئے جو اس کی صفت کامل کا نمونہ ہو مثلاً جو شخص دانشمند ہو اسے چاہئے کہ دانشمند دل میں اس میں تہیہ کرے اور دانشمندانہ طریقہ سے زندگی بسر کرے اور جو شخص فقیر ہو اسے فقیرانہ لباس سے حق پوشی کرنا چاہئے ہر قدر از زندگی بسر کرنا مناسب ہو۔

(۵) جب بزرگ اور عزیز لوگوں سے بیکلام ہو تو چہی دار و خوشتر تقریر نہ کرو بلکہ جان بیک سے صاف و اٹھانوں میں توضیح مطلب کرو اور اس کے مافیہ کی کسی قدر آواز بھی بلند کرو کیونکہ مطلق اور چہیہ پتیر بزرگوں کے سامنے پیش کرنا نہایت گستاخی دینے والی چیز ہے۔

(۶) عرض کی و یا رت سے بڑا متعہ و اس کی ضمانت ہی جو نہ صرف کیفیت مزاج کی اطلاع دینی کیفیت تعزیت اور سفاقت کی بھانپا جاتے ہیں جو ان تمام باتوں کو بخال یا اور مدح و تحسین یا کوئی محنت پر طبع نہیں کیا کر یا اس سے اپنی محنت کو ضائع و برباد کر دیا۔

(۷) جب شیخ صاحب یا بزرگ کو نہایت کرتے تو محض نصیحت اور تمام تو بیچ پر یہ پیت اکثر فرما کر تے آمایش و گنجی تفسیر این و عرضت با و مستان لطف با و مستان دارا

(۸) جو لوگ تعدد و تفرقت میں قہر سے کم ہر جگہ میں اگر دیکھیں ابتداً سلام کریں تو اسے خداوندی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کرو اور اس کا شکریہ بجاؤ اُن سے حمایت خندہ پیشانی اور تہنیت کچھ چہرے سے

لحاظ نہ کرو اور جس صورت کے ساتھ مزاج پر ہی کرکھ لے کر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ آپنا انصاف سے پہلی وقت و قدر تہا ہی شکار میں کچھ بھی نہیں جوتی حد سے زیادہ خوش ہو جائے اور بے وقت سے دیکھتے ہیں اور اگر تہا ہی طرف سے بے انتہائی دیکھتے ہیں تو بخود و دیکھیں ہو جاتے ہیں۔

صد ملک دل پر خیمہ نہ ستوان خیر خوبان درین سالہ تفسیر یک نصد

(۹) بعض اہل دانش و ادبی محبت رکھتے ہیں کہ اگر تہا ہی محبت کرنا اُن کے دل میں مستقر جوتی ہے تو ہر کسی حالت میں کیا خوشی و فراخی کے زمانہ میں اور کیا تنگی و سختی کے وقت میں بھی ان کے دل سے نہیں مٹاتی ایسے لوگوں کی محبت بہت قیمت شمار کرنا اور انہیں بابت خرد نہ دین سے بھی عزیز تر کرنا چاہئے اور بعض اہل دانش اس قسم کے ہوتے ہیں جن کی آشتی کا سبب ملکہ و فضیلت کا نشان ہو تا ہے اور وہ کسی دیکھی حاجت کی وجہ سے تہا سے آشنا بناتے ہیں تبین ہر شخص کو پاتا اور ہر ایک کو اس کی منزلت و قدر میں کہنا چاہئے اور کسی شخص سے تہیہ و تکرار نہ کرنا کہ اگر نہ مناسب نہیں۔

اولیٰ دعا و دعا کا کام نہیں ہے کسی کام میں مدت استیلا کے لذت مقدم و ہر ایک چاہئے کہ اس کے ضمن میں دفع حاجت یا اقامت فضیلت یا ادا سنت واقع ہو۔

(۱۰) بات کرنے دینے پھینکے لطف و فراست کرنے میں طاقتور ولی کی رسم اور ان کی عادات استعمال میں لانا اگر فی نفسہ ضعیف و ناتوان کیوں نہ ہو اور اگر تقاضی کوئی عیب یا چانت تم نہ ہو میں اسے نوائل پوشیدہ کرنے میں امتیاز سے زیادہ کوشش کرو اور بنا باسکان شرمندہ و غلبہ رکھنا چاہئے متوجہ صفت متقابل پر بھگت مستند و آواز کرو کہ نفس اس سے خوگیر نہ ہو۔

(۱۱) ایک مرتبہ کسی شخص نے خدمت میں شیخ ابو ارفا رحمہ قدس سرہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں خبر تھا کہ خاں خانی کا کسے کو کھیلے کرنا چاہئے اور کس کا حقیقت میں دو چہرے میں شیخ ابو ارفا نے فرمایا کہ یہ خط بہت مناسب تھا کہ اس کے جواب میں لکھا اذ اقرت وجبت اکا جساد و جسدیت

لا رواج حاصل المقصود۔

(۱۲) ایک دفعہ شیخ کے ایک مجلس دینے مراہمت نے سوال کیا کہ با و روزگار میں کس طرح زندگی بسر کرنا چاہئے فرمایا کہ فی الناس کامل من الناس پھر اس نے دریافت کیا کہ حضرت حق ایک چٹنے کا کیا طریقہ ہے فرمایا کہ حال کا نالیم ہو تجارت و کام بیع و ذکر اللہ

(۱۴۳) ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے اور ہماری لوگ فوت ہوئے پہلی پر بارہوئے چلے جاتے تھے۔
 اسی شان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی باری سے زیادہ سوار ہوئے شیخ صاحب نے ان لوگوں
 سے متوجہ ہو کر فرمایا جو پہلی میں سوار تھے کہ آئیے اعداں احوال فرماؤ، فقہی کوئی کون سے میدان میں کو شیخ
 پر راہیں فرما لیں رزم کرنا ارگئے اور پہلی سے نیچے آ کر کہنے لگے کہ حضرت ائمہ کون کا پارہ اس ایک بیٹے
 اور شیخ امان اللہ جب کابل کی طرف متوجہ ہوئے لگے تو بنا بل شیخ صاحب سے رخصت ہوئے آئے اور
 ہمارے مسد ہی ہوئے فرمایا جس مقام میں فیما بین میرا اہل اللہ کے کوچ میں لگے رہا اور جس ماکہ و
 خندوب سے اس مینی کی بوسہ گہوا اسکی صحبت کو مستقیم سمجھو بنا پر شیخ امان اللہ کابل کی طرف متوجہ ہوئے
 اور آپ کے فرمان کے بموجب دیار امان کی تلاش میں رہے لیکن جب واپس آئے تو شیخ کے سامنے کھڑے
 ہو کر یہ میت آواز لینے پر ہی سے آفاق راگرد یہ دم ہر تان و رزیدہ دم بسیار خواند یہ عامہ آواز پیکر ہوئی
 (۱۶۹) شیخ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص نے اپنی امتداد کے مطابق مشاعریت سے خط لکھا یا
 اور اپنے ذوق کے مطابق اس سے حصہ خاص لیا ہے جو گروہ اس بات کا مستعد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے علم
 قدرت و بصیرت کے ساتھ سب کو محیط پنے اعلیٰ دلیل سے ماریکون میں بخیر کائنات کا احدا جہود کا
 ختمہ الہامیاد سہمہ الہی ایک فریق کا اس ہوا قتلہ کہ نہ کہ ہر مل، انفعالی ہر حرکت و حرکت عالم میں
 طور پر پڑے سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہوا اسکی دلیل ایک توبہ آیت ہے قرآن میں ہے خدا، اللہ و سری بر
 بریت وہ مالکوں من نفعہ حق تعالیٰ اور ایک جماعت ہوا صحت کی غائی ہے ان کی دلیلین یہ ہیں کل شئی ماوان
 الا بحیثہ حوا کا دل والاخر والظاهر اظہار و ایک فریق حق تعالیٰ میں دیکھتا ہے لیکن اس تمام کی انوار
 حقیقت سے عبارت محض قاصر و عاجز ہے۔

(۱۷۰) لوگ جانتے ہیں کہ ان باپ کے ساتھ پہلانی کرنا ایک نہایت دشوار و سخت بات ہے کہ وہ جس قدر
 ان کے ساتھ زیادہ سلوک کیا جائے گا جتنور تھوڑا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہر والدین بہت ہی ہنس
 آسان امر ہے کہ سنے کہ والدین اپنی اس پہلے درجہ کی سختی گہرائی میں جو سے جہاں میں تہرقی طور پر ادا
 ہوتی ہے اپنی درجہ کی وجوہی سے رضاء منہم ہا جائے اور تھوڑی سی چیز کہ بہت شمار کرتے ہیں۔

(۱۷۱) جب خدائے پاک کو کوئی کیفیت و حالت قاریت فرماتا ہوا مکان اسکی کافی طور پر نگہداشت کرے
 اور اسکی نگہداشت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تئیں کسی ہر چیز میں مشغول نہ کرے اور جس شے کی کیفیت

کمال ہوئی ہے اسے چھوڑے علی بن ابیاس جس بہت نشست رکھتا ہے اسے جہاں تک بن سکے پہنچا
 اور جہاں اس کے تمام اہل و عیال کو ایک تکرار کر بیٹھے دیکھا کہ حافظہ شیرازی کہتے ہیں سے

ایضا فزون شیخ نیرزدہ نیم جو دل را بہت آرہین مشرب است پس

(۱۷۲) ایک مرتبہ ایک کوئی نہایت ذکر چھوڑ گیا شیخ نے گواہی کہ حرمت کی ترویج و تفسیر نہیں فرمائی لیکن تعلیمت
 و نشاط کے بہت سے شواہد کہنے منظر ان کے ایک یہ تصنیف کیا کہ ہر مین دو عزیز نہایت کہتے
 تھے ایک استرا و درجہ کا فاضل اور جامع کلمات تھا نیز علوم و سہی کو کسی میں بھی پورا پورا اقتدار رکھتا تھا لیکن
 تباہی کو سے احترا نہ کرتا تھا۔ دوسرا اگرچہ محض اہل طرہ اور مہی و درویش تھا مگر تباہی کو سے ہرگز متحرز نہ رہتا
 تھا ایک رات دو دن نے اپنی اپنی جگہ واقعہ میں دیکھا کہ گویا پور ویش مالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مجلس تہذیب میں نہایت لطیفان سے بیٹھا ہوا ہے اور اس فاضل کو مجلس نبوی میں بیٹھنے کی اجازت نہیں
 ملتی ہے آخر کار اسی مامی نے اہل مجلس سے دریافت کیا کہ اس فاضل درویش کو مجلس میں آنے کی اجازت
 کیون نہیں دیکھائی جواب دیا کہ یہ شخص تباہی کو بیٹھا ہے اور نہایت رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کراہت رکھتے ہیں اس وجہ سے اسکی شرکت اس مجلس میں پسند نہیں فرماتے جب صبح ہوئی تو اس مامی نے
 ہشتخانے سردی رات کے واقعہ کی تبلیغ کی کیا ہی ممکن ہوئی اس مجلس کے گہر میں داخل ہوا تو
 کہ وہ پرندہ نگہوں سے آئندہ دن کی تیراں بہار نہایت اور ایک سخت سچ، الامین ہمارا بیٹا ہے جب اس نے
 اس روتے اور اندوہ و غم کا سبب دریافت کیا تو اسی مجلس نبوی میں شریک ہونے کی عدم اجازت بیان
 کی اس نے کہا عزیز من! کہ میں خوش ہونا چاہتا کیونکہ میں نے اہل مجلس سے اسکا سبب دریافت کر لیا
 ہوا اور وہ تمہارے کہتا ہے فاضل درویش نے یہ تقریر سنتے ہی غصہ ورنے کو چڑھ کر لڑا لڑا اور حق تعالیٰ سے
 توجہ صبح کر لی۔ آئے اہل شہر کو چھوڑ دو دن نے ایک ہی سامع میں خواب دیکھا کہ گویا اہل آنحضرت کی مجلس
 میں ہمارے اور تمام لوگوں سے آگے آنحضرت کے بہت ہی قریب بیٹھا ہوا ہے آپ نہایت مددائی کے
 ساتھ اسکی طرف تہذیب میں اور پیہ منان نہیں فرما رہے ہیں۔

(۱۷۳) شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے دوستوں میں ایک عزیز کو تباہی کو سے احترا نہ کرتا تھا لیکن ہمارے فاضل کے لئے
 ورنے گھر میں رکھتا تھا ایک مرتبہ اس نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مکان
 میں تشریف لائے ہیں لیکن مکان میں داخل ہونے کے بعد ہی ایک غفرت و کراہت کے ساتھ امر اجبت

خوابی شخص آنحضرت کی نفرت و کبریا آپ کے عقب میں دوڑا اور نفرت و کراہت کا سبب درپا
کیا فرمایا میرے گھر میں قتل کے قتل ہو چکا ہے اور میں ان چیزوں سے سخت نفرت ہے۔

۱۷۲ فرماتے ہیں کہ جاسے محمد بن ابی سکنہ رکھتا تھا ایک دن میں نے ایک آدمی پر پتھر مارا
بلایا مسلم ہو کر وہ وقت مر گیا ہے اور اس کے متعلقین گریہ و زاری میں مصروف ہیں لوگ غسل و کفن کا
استحکام کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے جامع مسجد کی طرف جانے کا اتفاق ہوا دیکھا ہوں کہ وہی
خویشی بازار میں بکھڑا تین کر رہا ہے اس وقت نہ صرف توبہ بلکہ توبہ کے ساتھ سخت حیرت ہوئی کہ
جب اس کا واقعہ سنا تو وہی تھوڑے عرصے میں اسے بیان کیا کہ میں اسی محلہ کے ایک سنگسار بھی میں چاہتا ہوں
کہ جس نے ذرا دینی شکل کے دماغی غایت غنا و فطرت میں بھرے ہوئے تیری طرف رہے تھے اس پر
بکی بہت دیر سے دل میں اس قدر چپ گیا کہ سر سے پاؤں تک ہر طرف کا پتہ لگاؤں میں سے ایک
شخص نے مجھے جہیز میرے اس زور سے مخاطب کیا کہ میں یہ پیش ہو کر گریہ کر رہا ہوں میرا بھائی لوگ
مجھے منسلک کر لائے اور تیرے متعلقین کی طاریاں کر کے گئے لیکن میں اسی اثنا میں دیکھتا ہوں کہ یہ دونوں
پر شوکت و بہت شخص مجھے لئے جاتے ہیں یہاں تک کہ میں ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں بہت سے
لوگوں کے جھگڑنے لگے ہر گھنٹے اور تیرے شکل و شمائل اور بہت صورت بنی آدم کی صورت سے اعلیٰ
علیہ اور نمازی لوگوں کے غول اور جھگڑنے کے سچ میں ایک ثابت مکلف حضرت تہا جہاں ایک عالم
بڑی شان و شوکت سے بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں شخصوں نے مجھے اس سردار کے سامنے پیش کیا لیکن
میں نے میری صوبہ دیکھتی ہی کہا کہ وہ شخص نہیں ہے جسے میں نے بلایا تھا اسے وہیں پہنچاؤ اور جہاں
میں نے جہاد کو گاہے جہاد کر رہا ہے اسے ہی تھے کہ عقب سے کسی نے آواز بلند کیا کہ اس شخص کو
میں لان لاؤ یہ تہہ پہاڑ ہے چنانچہ وہ دونوں شخص مجھے پر اس شخص کے سامنے لگائے اور وہ لوگ میں لان
کو کہ میرے گھٹنے کے داغ دیا جس کی تکلیف سے میں جو تک ہوا کھڑکھڑا کر دیکھتا ہوں تو عزیز و اقارب
میں فیصل دیکھ کر میں ہلکا ہوا ہوتا ہوں۔

۱۷۳ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ صاحب مجھے بیان فرمائے گئے کہ یہ علیہ السلام
نے جو شیخ آدم قدس سرہ کو اکابر اصحاب میں ایک نہایت ہی مقداد و جلیل القدر شخص میں ان پر
فضل و کمال و جلی کا ناموں کو شہرت عام نے مزین اللہ کے ایسے بلند درجے پر پہنچا دیا ہے کہ تمہارے

اکثر معززین ان کے ایک ایک بات کو نظر پر تھما کر کہتے ہیں کیا کوئی صورت میں ایک نہایت پروردگار
یوں بڑا سال کرنا اور دو اذخا میں کی معرفت ملنا دلی کے پاس رہا کیا سب سے پیشتر وہ رسالہ میرے سامنے
پیش کیا گیا جس میں آپ بوہا قی اللہ علیہ السلام کا بیان ہے اور اس میں جیسے وہ چند دنوں سے تمہارے گھر میں
رہتا ہے کیا گیا تھا میں نے ان دونوں شخصوں کو جواب صاف دیا کہ جس قدر اسے لالہ میں نہایت کمزور
و ضعیف میں اسی خفیف اور بوسہ سلامت ملاقات سے کچھ کام نہیں چلنا نہ ان بعد میں نے ان سے سرو پا اور
خطہ وایتوں کی نہایت تحصیل کے ساتھ ترویج کی اور ان کی تفسیر میں وہاں حوالہ پیش کئے جو معتبر و مستند
مفسرین نے بیان کئے ہیں اگرچہ میری یہ تمام تقریر دوسری اور تیسری سے لبریز تھی لیکن ان دونوں
اذخا میں نے جنت کے کائنات سے نہیں تھی اور زانوش ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز کو تک
دیکھا کہ میں پیچھے چھوڑ کر چلے گیا میں نے ان کو جواب دیا کہ میں نے اس کا پتہ نہ لگا سکا کہ وہ کون سا
تہا ہو کہ جب ان کی مجلس میں چلے اور اسے برکتیں آتی تھیں تو ان کا روبرو اعتراض سے پیش آتے تھے کہ
میں کہہ رہا تھا کہ میں ہر مجلس میں آتا ہوں کہ لوگوں کو اسکی اجابت معلوم ہو جائے اور اگر کسی کو خطہ
کے مباح ہونے میں شبہ ہو تو یہاں پیش کرے یہ علیہ السلام کے فرشتہ دین نے نہایت جرات و مہاشی سے
کہا کہ جو کسی اس مسئلہ کا اخذ ہو چوئے اس لئے اسکا فیصلہ بت آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اصول
برہانیت و روایت دونوں سے حل ہو سکتا ہے چنانچہ اسکے بعد انہوں نے رسالہ کی چند دفعی روایتیں اور
حضرت شمس الدین بن مہرین ملا بہتھو کے آئے توجہ کے ساتھ رو کر دیا وہ دونوں مفہوم کو کہہ کر پاس
آئے اور مناظرہ کی ساری کیفیت دوہرائی میں نے کہا غرض ان میں تہا ما دعویٰ تھو میرا سپر ان بے
سروا اور ضعیف روایات سے استدلال کرنا حقیقت میں اسی قابل تھا جیسا تہا سے ساتھ چناؤ کیا گیا۔

۱۷۴ اب کو ملا علی نقی کے پاس جاؤ اور یہاں پہنچو کہ تہا ما دعویٰ کا شان نزول دریافت کر دینا
تم سوال پیش کر دینے تو ملا علی نقی جواب دینا کہ حضرت علی علیہ السلام اپنی حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام کے گھر میں شہادت تہا دل فرما کر کہے تھے ایک مرتبہ تمام زون معلومات سے حضرت زین العابدین
رضی اللہ عنہ کو کہہ اس بات پر باہم مشورہ کیا کہ آج جناب رسالت آپ علی علیہ السلام جس کے پاس تہا
لائے وہ ایک افسر ساک ہے میں عرض کرے کہ حضور کے گھر نہا کہ میں نے کچھ ہی بڑا ہی سے چنانچہ تمام
حضرت علی بن ابی طالب نے متفق ہو کر یہی بات کہی جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا میں نے گندنا تو نہیں

ہے نیکو ثابت دہی اور ہر اہل اہل ہلال ہے ہر جہت کا تہذیبی نامہ میں آپ کو نہایت بگڑا ہوا مصائب
اور جانگزا کا لیت جیسے ہیں لیکن کسی جن و کمال اور خود دہم کے آثار آپ کے چہرہ پر نہ ہیں جوئے
بیکر صلیح خوشی اور شادابی کے نام میں آپ شاد و مضامین اور خوش و یکھ گئے اسپین کا لیت و
مصائب کے نام میں خوش و خرم و یکھ گئے خوش و یکھ گئے خوش و یکھ گئے خوش و یکھ گئے خوش و یکھ گئے
کا ہوا اثر پڑا اس سے میں نے بے شمار دناہر اور ہائے اسے کے لئے بلکہ کرنا تھا بنا جی
میں اپنے سر سے اس مضطرب و فعال پر دھت ہو کر فرمایا عزیز من خود سے تعالیٰ نے اپنے ظالموں کی
و قوتیں کی ہیں ایک کی نسبت میں زوت و شادابی و قدر کی ہوا دوسرے کی نسبت میں اندوہ و دلال
جس پر وہشت انہی کی جو ہر حال پر گئے کے کی مٹی؟

نسخہ ہمایا

کشت

ابند میں شیخ کا قریب ہوا تھا صراحتاً دل سے تیار کر گیا تھا اور اس سے آپ کی ایک کھڑی و بڑی
نہ فرماتے تھے شیخ کا قریب ہوا تھا صراحتاً دل سے تیار کر گیا تھا اور اس سے آپ کی ایک کھڑی و بڑی
گوئے آگے سے لایا کرتا تھا لیکن آپ زمین نگاہ و قبول سے نہ دیکھتے اور فرماتے کہ گاہ میں ہوا قریب
میں کسی کی بی و دشمنی کا قریب کے مطابق نہیں ہوتی ہر سو سے میں ہی ہو کر قبول نہیں کرتا چنانچہ
میں نے اس رسم کو موقوف کر دیا لیکن اب میں جیسے اسکے کشت کھلے کوئی ہو و خندہ لاؤں کہ دھری
آپ کے صاحبزادوں کو ہر رسم بدیدہ و پاکر تیار ہو سکے ایک و از زمانہ زاریا تو میں ایک خوش
آیا اور میری کے دس کوئے شیخ کے کھڑے پیش کے وہ زمین لیکر شیخ کی خدمت میں آئے اپنے
آئینوں سے شادی ہی میری لیکر تیار کی زبان بعد ازاں میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا شیخ مظلوم
تھامری لائی ہوئی تھی تالی کی دہی ہاتھ یہ ہو کر کھیت خوب چڑھی یہ لیکر فرماتے تھے کہ اب ہم نے تو حالت
نہ اندوہ کو خدا کا تھا ان میں ہر کا ظاہر نہیں مگر کئی جو اسے میں لائے۔

سنت کی عادت

میں آپ سنت نبوی کی رعایت و ہتمام میں ہنسا نہ بجا ہوتا داکرے ہو کر کسی سنت کو ترک
نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب میں شریف لائے تو وہ اندام پر تہذیبی و پرناموشی کیا تھو وقت
کرتے اور باطن اندام سے تھکا کر زہر دیکھنے زبان بعد ازاں میری قدم چھو میں وکیل کرتے اور ہر صورت
سے معصوم یہ تھا کہ زہل کی دونوں صورتوں پر عمل وضع ہو کر ہڈی اڈل لیکن اپنے اولیاء متعلیٰ و آخر خود
تلازم حدیث دوم کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب التسمیاء من فی شأنا لہ کلمہ۔ ہر صاف

مسلم ہوتا ہے کہ شیخ میں دیناری اور تہذیبی جوش اس قدر تھا کہ آپ دسے نسی دسے سنت کو کمال
ہتیا طو دیکھا ہے۔ وہاں کیا کرتے تھے اور سنت نبوی کو کسی حال میں ترک نہیں کرتے تھے۔

شیخ ابو الرضا مہ کا تہذیب و کشف وغیرہ

شیخ کے کشف و تہذیب کے کثرت سے شادی الحرفت میں کھلے گئے ہیں جن میں ہم
نہیں ہی اس کی ہی اہتمام نہیں کرتے کیونکہ یہ جدید تہذیبیات ان کھلے کسی طرح کا فی نہیں ہو سکتے
لیکن ہم جملہ اندازہ کھلا لا پتوں کے چند وہ افادت اس مقام پر درج کئے جاتے ہیں جن میں شیخ
و میرا کوئی نہ نقل کیا ہے شیخ مظلوم چلے گئے ہیں کہ وہاں کی افواج و اہل خانہ و فتنہ و شران سے روز
گناہ سے ایک مقام پر قید کر دیا گیا تھا لیکن مسلمانوں کی افواج و اہل خانہ و فتنہ و شران سے روز
کی گئی اور ایک نہایت ظہیر اشراف و خوش روزگار و شیخ ہیں لیکن مسلمانوں کی افواج و اہل خانہ و فتنہ و شران سے روز
ایک شخص ہی نہیں مل گیا اور مسلمانوں کی فوج کو نہایت زیادہ فتنہ بان پہنچا اس سے خود بادشاہ
اور اہل کان دولت کو سخت مضطرب ہو رہا تھا شیخ کو بھل گیا شیخ کو بھل گیا شیخ کو بھل گیا شیخ کو بھل گیا
مسلم ہی ہوئے چنانچہ آپ نے دعا کی اور فرمایا کہ خداوندی دربار میں میری دعا نے قبولیت کا جاسوس تیار کیا
شیراز ما نہ گذرنا تھا کہ شیخ نے نہایت جوش و سرور اور شادابی سے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فتنہ
اور شکر گناہ شکست کھا کر ہلاک گیا۔ آپ کے رفقاء و مجلس اقدس سے کھٹے نوشہر کے نام کو جو دانا نام
ہیں اس خبر کی شامت کی اور رفتہ رفتہ اوشاک زریبے کا زین تک پہنچی ہے وہ شکر جنت زد چکا
و حکماء و علماء کی باوجود کہ ناکید و شہر کے بہت تہذیبوں نے اس بارہ میں کوئی تہذیب نہیں دیکھی تھی
آپ کو کوئی کوئی خبر نہ ہو کر معلوم ہوئی چنانچہ اس سے زمین بھٹک کر شرف کیا اور دینار کا
معلوم ہوا کہ شیخ ابو الرضا مہ کا تہذیب و کشف و تہذیبی جو نور اور باکے ایک مہذب علیہ کو شیخ کی نسبت
میں روا نہ کیا اور شیخ نے اسے جنگ سے منسلک افادت سے طبع کیا چند روز کے بعد جب شیخ
در بار میں موصول ہوئی تو اس میں شیخ کے بیان میں کچھ بھی تفاوت نہ تھا۔

ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے کہ تہذیب و کشف و تہذیبی جو نور اور باکے ایک مہذب علیہ کو شیخ کی نسبت
ہو ایک دو سال تک کتابت کر کے اور تھاپا و دیر اور تھنی خاطر کو کھینچے ہی ہی اس ملازما و نمایاں

چنانچہ تہیہ ایک باشندہ کو جو خدمت سپرد کی اور اس نے ایک کشتی لباس نہایت دیر وقت
 حاضر خدمت کیا جسے شیخ نے بڑی خوشی سے نریب ہون فرمایا اور شاہزادہ نے رنج و کوشش سے نہایت
 پاداشت میں اسے حروف تمام مجلس پرناموشی کی حکومت پہنچی ہوئی تھی اور حکومت خیر یاد رہی جس کے
 لیکر اس سے نہایت تھی ہوئی تھی نہایت سے خالص ہوئے بعد اپنے ایک نہایت خوش ہند و جسم کی شجہ
 پہنچی نے خواتین اور بکابر کے عرض کیا کہ حضرت! اس موت پر آپ کے جسم کر کے کا کیا جس کے بڑا
 حق تھا اسے سفر سے دل میں اتفاق کیا گیا ہمارے خزانے میں کچھ کمی تھی جو قمر نے یہ لباس خیر
 کیا ہم ہر حال میں کھانا کھین دیا سا زمین ہم زمین دنیا میں ہی ناز و نفرت رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم یہی
 اس لباس کو انار و اوسم غریب تہا دی شان کے لائق لباس پہنچے ہیں۔ یہ لیکر اپنے فرزند پرورد
 لباس نامہ یاد ہو ورنہ لباس کے بھلا میں بیٹھے گئے شیخ مسکرتے ہیں جن اسلہ میں بہت کچھ تھی
 دریا بھلا کر لپڑا کر ایک ضعیف عورت سے دروازہ کھٹکا یا اور اندر آئے کی اجازت مانگی شیخ نے
 میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ دروازہ پر جاؤ اور دیکھو اگر لباس شان در شان اس رنگ و رنگ
 ہو اور اس پر اس کے گل بوٹے پرستے ہوئے ہوں تو بلا اور کو تیرا تہا نہ قبول ہو۔ ورنہ وہ اس
 کرد وین دروانہ چکر لکھا ہوں کہ ایک ضعیف عورت بڑی چادر اوڑھے ہوئے نہایت ضحاکت
 و بلافت سے بول بھیجی اور اس کے احوال میں ایک آہستہ و دلکش لباس پہن سی رنگ و رنگ
 سے جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور شیخ کے اس کشف پر مجھے نہایت غیب ہو
 الغرض شیخ نے وہ عظمت فاخرہ پہنا اور شاہزادہ کا شکر ادا کیا پھر پوچھا کہ بنا دے تاکہ جو بیٹہ نہا
 لباس پہننے قصد و اختیار زیب ہون فرمائے اور شاہزادہ پوشاک ہنگام کان سے نکلے تھو۔

شیخ مسکرتے ہوئے کہنے لگے کہ میں کہہ رہا تھا کہ جب رہنما میں فتنہ و فساد شروع ہوا اور
 آئے تھے نام اطراف و اہل اناس کو ڈالے گئے تو میں اپنے قبیل و شاہزادہ کو ساتھ لیکر واپس آئے
 لکھا اس وقت نام و ہتھیاری وہ دن کی طے آویسوں کے خون کے پیاسے تھے اور دشمنیں جیسے
 لوگوں پر ظم و دہشت تھے میرے ساتھ باجوہ و کثرت قبا کی اور مستورات کے اہلب و اقارب کے
 بہت سی جو جھپٹے زمین میں اس وقت و بال بان کہتا تھا لیکن فضل خدا سے ہم نام رہا میں ہمت نہ ہوا
 اسن و امان کے ساتھ وہ دوسرا گڑا اور دشمن گانے گماناں سے کر کے لگا لگا۔ تمام ہر و ہتھیاریوں کا

ایک وحشی غول چار ماہر احم ہوا اور غارتگری کے ارادہ سے ہادی طرف بڑھا میں نے نہایت جرات سے
 ساتھ کرکٹ سے تیر کچل کچل کر رکھا اور بڑی جہد و کوشش سے اسے پھینک دیا۔ ہتھیاریوں کا غول قوت منفر
 ہو گیا اور سب مردوب و خوفزدہ ہو کر فرار ہوئے۔ وہ سب کے پیچھے جا چکے تھو بھو تاکہ باجوہ اس کرکٹ کے
 اس درجہ مردوب ہوئے اور نہ ف کھا کچھ کی کیا وجہ ہو لیکن جسے شیخ کی نہایت میں حاضر ہوا تو یہ عہد
 تمام کمال مل پہنچنے نے نہایت خندہ بڑائی سے ملاقات کی اور فرمایا شیخ مظهر! ہم اس عزمین تہا
 ساتھ تھے اور منزل منزل ہندی ضحاکت و گمانی کرتے چلے آئے تھو کیا تم نے زمین دیکھا کہ کو بیٹہ
 نے تھو ہمارا کھانا کھا لیا! آہستہ آہستہ وہ اس وجہ سے ان کی تاب نہا دست نہ کئے تھو ہم نے زمین تہا
 و پریشان کر دیا اور وہ مردوب ہو کر بڑی بڑی کے پیچھے جا چکے۔

ایک دفعہ باشندگان رہنما کی ایک جماعت کی تقریب کی وجہ سے دہلی میں آئی اور سب ملاشی
 کی زیارت کیلئے چلے رستہ میں ایک شخص نے فی البدیہہ کہا کہ عیقت میں شیخ کے کرات و تصرفات کے
 حالات میں بہت سچی ہیں اور اس شخص کی کلمات اکثر لوگ نقل کرتے ہیں لیکن میں ان حالات و وجہات
 کی اس وقت تصدیق کر سکتا ہوں کہ خود ان کیوں سے دیکھ لوں نہ کہ وہ کہہ نہیں تو حق صرف اقدار ہا ہا
 کہ شیخ مجھے صحیح کیا تھو اور ان کی کلمات میں چنانچہ جب یہ لوگ شیخ کی مجلس میں حاضر تھے اور ملاقات کی تو
 اپنے اپنی عادت کو بغیر کسی ہر ایک شخص کا حال دریافت کیا اور ملحق و مہربانی سے پیش آئے ان
 بعد گھر سے طواروفی شکار کر اس شخص کے گے لکھا میں نے بطریق ہتھان رستہ میں، مکی غرضت کھار کی
 تھی اور فرمایا کہ یہ خاص کسی کا حصہ ہوا ہے بعد رستہ کی باہمی تفریق و تفریق کی جس سے وہ شخص نہایت
 شرمندہ و خجل ہوا۔

سب مرتضیٰ حصار کا بیان یہ کہ ایک دفعہ شیخ صاحب کو بعد رستہ رنجی ہوئی جاوے اپنا جسم و پاسے
 ہوئے تھو اور ہرن کی خوشامد و گھیرت پر بیٹھے ہوئے وہ شخص میں حروف تمام اس وقت ہوا کی جاوے اور
 ہرن کی کمال بہت ہی مرغوب اور بہت آئی جیسے میلان شیخ اس طرف متاگرد کن ہو تو وہی ہی جاوے
 اور وہی تھو کی ہرن کی کمال تلاش کرنا چاہتے اور نہ شیخ سے باوگا کے طور پر پہنچنا چاہتے لیکن
 آواز کے ہمارے میں شیخ سے اس بات پر عرض نہ کر سکا اور نہ کہ اس خطہ کو دل سے دور کرنے کی
 کوشش کرنا تھا کہ وہ رہ کر پڑا ہوا تھا۔ اسنے میں شیخ صاحب مجلس آئے اور مجھے فرمائے گئے تھو فرما

تشریف پہنچا، ایک کام ہے آپ اپنی کے ساتھ کی طرف تشریف لینگے اور چاروں میں جو شیرینی کا دوسرا
لکھا ہوا تھا اسے اپنے آگے سے دو برابر میں دے گا اور دوسری کی کمال دونوں کو دیکھ کر جو نصیحت فرمائی اور دیکھا
کہ کیا کر دیا۔ اس کے سامنے جس شخص کے خلعت کو لایا تھا وہ دیکھا جائے۔

بیان کیا جا رہا ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے بڑھ کر اور بھی کچھ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
کے نام میں فرمایا ہوا ہے کہ جو کچھ ہے اور میں نے جس سے مناسبت نہیں کی ہے اس صورت میں
اس پر غور فرماتا جا کر نہیں ہے۔ جو کچھ درخت سے لایا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے جو
جہنم کے ہیں۔ ایسا کیا گیا ہے فرمایا کہ جو کچھ ہے اس کی حقیقت میں صورت مذکور ہے، یہی کام کا جب نیاز
کو کوئی کر دیکھا گیا تو صورت مذکور ہی کو کوئی جو کچھ ہے اس کی حقیقت میں صورت مذکور ہے، یہی کام کا جب نیاز
اور اس کے ایک روز بعد صورت مذکور ہی کو کوئی جو کچھ ہے اس کی حقیقت میں صورت مذکور ہے، یہی کام کا جب نیاز
زینت میں جب جو کچھ ہے دیکھا گیا کہ جو کچھ ہے اس کی حقیقت میں صورت مذکور ہے، یہی کام کا جب نیاز
ہو بات ہی، یہی زبان مبارک سے نکلے وہ بچائے خود ایک کائنات اور جو کچھ ہے اس کی حقیقت میں صورت مذکور ہے، یہی کام کا جب نیاز
مشافہتوں، پیشانیوں، کتبوں سے شیخ کا تصرف و کرامت بہت کم تابت ہو تا ہے لیکن اس سے اعلیٰ اور
کی مثال ایک وہ معنی و اوصاف ہے جو عاقل و عاقل بہت اس کے ہر ذرے کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حافظات اس کے ہیں وہی سو سائنس کا ایک ثواب اور سند یافتہ شخص بفضل و کمال اس کی بہت
بڑی شہرت رکھتا تھا اور فضل و زمانہ میں بہت زیادہ نظر سے دیکھا جاتا تھا جسے لائقیت میں اس کی دست
نظر و کلام و ذہنی اور قدر و مواضع اور کچھ ہی ان کی کلامات کا شرف کو محترم بنا۔ اس سے
خاصہ سناظر و مباحث کی نظر میں زیادہ محنت کی تھی اور جس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے
ایک خاص علمی و سائنسی قائم کر کے تھی جو کچھ وہی سکڑی تھا اور جو میں شب و روز علمی میں بڑے زور
پڑے ہو کر تھے جن میں یہی سائنسی کی پیش کا نتیجہ تھا کہ جس کی زبان کسی سے نکلے وہی کچھ ہی اور بہت
کا جو کچھ ہے اب دیکھا جاتا ہے اس شخص کے لئے کہ اس شخص کو کئی مہینہ مالم و فائل باقی نہیں رہا جو
بہت میں مجھے مطلوب نہیں ہوا میں نے اس کی زبان سے نہ سنا کہ وہ کچھ ہی تھا اور اس کے کچھ ہی
ہی گئے اور ان کی زبان سے نہ صرف ہر سہ ہوا میں نے سنا کہ وہ کچھ ہی تھا اور اس کے کچھ ہی
ہیں وہی نہیں کہیں کا علم بفضل میں نہیں ہوا علمی فضائل سے محض ہے ہر ذہن اس کی کچھ ہی

نعمت

ہر بے محنت علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی تھا اور اس کے کچھ ہی
علم کا زیادہ کرنا چاہیے کہ وہ علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
اس کی یہ علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کا ایک خاصہ ایک اس کے حافظ میں نہیں رہا اور اس کے علم کا تو کیا دیکھو اس سے اپنی حالت میں
یہ غرضی تھی کہ وہ علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
نہ تباہیوں سے تو یہی کی کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا تو کیا دیکھو اس سے اپنی حالت میں
اور اس سے اس کا علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کی اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کو کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
سے اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کرنا چاہتا تھا کہ اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
میں جو اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
صرف ایک اور واحد جو اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
خود کرتا ہوں۔

حضرت اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
ایک شخص پر نظر خاص دے تھے وہ کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
اگر کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کہ کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
پانی مافی۔ یہ سنگر شیخ کی فطرت کی رنگ حرکت میں آئی اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی
کہ کچھ ہی تھا اور اس کے علم کا اور غصہ کے بغیر کہ اس سے زیادہ ہو وہ کچھ ہی

ارٹا دیا کہ میں نے ایک رات اپنے بیویوں ایک مرد کو کہا جو چراغ کی طرح ٹپک رہا تھا اور جس کی روشنی میں مجھ کے تمام اطوار اور حالت بیت الہی علی غرض اپنے حق میں اثنائین خدا تعالیٰ نے مجھ پر الہام فرمایا کہ اوسے درجہ کا ایمان جو میری جانب میں قبول ہو رہی ہو کہے مانند ہے میں ایمان و مصلحت میں کرنا اس کے قبول میں جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ کی مراد فرمایا کہ عمارت و طاعت کا درجہ جو عبادت میں سے حسب تقی بیان کیا ہوتا۔

(۱۰) فرماتے ہیں کہ انسان غفلت و ابرین اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جبکہ عقاید میں انبیاء علیہم السلام کی تقلید کیے اور بغیر کم و بیش کے تقلید کرے جیسا کہ قرآن اہل سنت کا مذہب ہے لیکن شرط یہ ہو کہ چنانچہ مصلحت و مصلحت سے لڑے کہ جسے جو ان عقاید کی تفصیل تحقیق پر کیا نہیں بنیہ حاصل کر لے۔

(۱۱) وہی قبیح و ناشائستہ صفات ترک کر دینے اور مطلق کو مذہب آہستہ کرنے کی وجہ سے گونہ نشہ میں مبتلا نہ بنائے لیکن پریشانی و لذت حاصل کر کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی کمال نہیں جو کہ یہ کثافت و نفی و تشویش کی کیا حالت نکل فرماتا ہے کہ مولانا اللہ تعالیٰ عقائد معلوم اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لاگو کر کے مقامات معلوم ان عقائد میں اور صاحب ولایت خاصہ کا مرتبہ پر غلبہ ڈالنے کے لئے مشورہ و مصلحت ہو چکا ہو کوئی صواب اور نشانہ رکھنا اللہ تعالیٰ اس شخص خداوندی نہایت یوں کا سرور اور خوارق و کرامات کا سمندر نہ ہو کہ جو کہ کرامت کا صبر اور صاف ذہن کے ترک کر دینے اور فرار طاعت و عبادت کرنے کی وجہ سے ہر نامہ جو سب کچھ ہو لیکن شخص جو مذہب حقیقت میں طریقہ ولایت میں داخل نہیں ہو کہ یہ نہ ہو نہ وہاں ہی اور حق آرائی میں مصروف ہو جب یہ جو قرا و لیا سکنے میں ہوتا نہیں کیا جاسکتا۔

(۱۲) تمام ریاضات میں عہد و بدستریا نیست یہ جو کہ آدمی وہی قویہ کیساتھ کھلے بیڑ میں و مہیا فی راہ اور ستر سوار جو ہتھار کو سے مافوق طریقت سے پہنچنے بہت ہی محترم ہو۔

(۱۳) جب منظور و مہم مضبوطی و استحکام کی کیساتھ ہمارا گویا جو تو ہر کسی چیز کی طرف غفلت ہونے اور باطن کو کھینچنے والی چیز نہیں ہوتا البتہ خاصہ فنی علوم کی تعلیم و فہم میں مشغول ہونے کو حسب کیفیت مصلحت مصلحت واقع ہو جاتا ہے لیکن جسے گزشتہ دور و اس میں ذہن نشین ہو جاتا ہے جو جیسے انکھ میں مہیا فی قواں کوئی چیز ہی نہ کہ بے حاجت نہیں ہو سکتی۔

(۱۴) اہل سنت اور معتزلہ و شیعہ جو وہاں ہی میں نہ کہ کہیں کہیں تو یہ صرف عقلی نزاع ہو کہ یہ کون کون سا عقیدہ ہے

سے انکار کرتے ہیں کہ وہ خداوند ہی بہت کا خدا کا لائق ہو اور خدا تعالیٰ جو ہے پاک و منزہ جو اس کے سوا ہی وہ انکشاف و اظہار کے جب کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر اہل سنت، ہائیکہ خلیل میں کہ وہاں ہی بحیثیت جو ہے ہو گا اور یہی میں بکثافت ہو جو۔

(۱۵) جو چیز عام لوگوں کو غیاس کے دن نصیب کی وہاں ایمان کو دنیا میں میرے و باقی جو چنانچہ دنیا ہی میں خداوندی و عبادت سے شرف ہو جائے میں اور اسکی ذات و عبادت میں نکال جو منزہ دیکھتے ہیں ہر سالہ میں و مختلف الافاق ہوتے ہیں بعضہ میں کو صرف ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جلی کر دہست کو نہ کر دہست جلی گئی اور بیٹوں کو اس کے ساتھ نہ نہ لیکن جو حضرت کا میں میں اور ان کا مرتبہ ولایت علی کمال کو چاہیے وہ ہمیشہ ویدہاں ہی میں جو ہے میں دنیا کو حضرت اسیر و مہین جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

لم اعبد الا حق لم اعبد۔

(۱۶) اور ایمان اس کے سلسلے اور ان کے طریقہ میں و اہل ہونیکے یہ معنی ہیں کہ اس پاک مرتبہ نفس قوم کی ریاضات پہنچل ہو اور اس کے باجاء جلال اور شرف سے جو شارب کو قبول کرے جو شخص ان باتوں کو پیش نظر رکھے اور ان رنگوں میں نہیں نہ ہو اسے اس پر گزیرہ اور مقرر و مقدر قوم کے سلسلہ میں داخل نہ کھنا چاہیے اگرچہ دنیا کی کسی بات سے استہلا کیوں نہ ہو کیا ہو۔

(۱۷) ہمارے وفادار نہ مانہ کو فانی علی مرتبین سے در نہ اپنے اور اپنی اولاد و اتار ب کی حصول و فراخ کے لئے سلاطین کے مصلحت نہ ہے۔

(۱۸) عادت کو اس بارہ میں عزت کرنا نہایت ہی نامناسب ہے کہ دوسرے عارف کے مرتبہ کو اپنا گویہ و نہائے۔ اور اپنے طریقہ کی طرف اہل کر کے اسکی ناس تو میں شورش ڈالنے کے پیش اولیٰ سے حاصل ہوا کوئی شخص باوجود پیش آئے اور ایک طریقہ میں داخل ہونا چاہے وہ وقت ہی اسے ہی مناسب کر کے شیخ کے طرز کر لے اور اپنے سلسلہ میں داخل نہ کرے البتہ اگر اسے شیخ سے سفر آخرت قبول کر لیا ہو یا کسی دوسرے شریک میں چلا گیا ہو تو خدا تعالیٰ میں جو۔

(۱۹) جسکو ذوق مشاہدہ حاصل ہو جائے جو ہر کوئی صحیح ذہن میں ہوتا۔

(۲۰) ولی۔ دنیا میں آگے جلا یا جائے اور تلو اسے مار ڈالا جائے کہ یہ نہ کر کے خاصہ و صبر و غلبہ ہو جائے میں اور فساد و خروید میں اس کے یکس حالت پیش آتی ہو لیکن یہ نہیں اہل کمال کو نصیب ہوتی چیز جو

بیان تک پہنچنے پر اب الرضا علیہ السلام کے ساتھ طاعت نفل کے لئے آپ کا کمال علم و تجربہ ناظرین
سودھ کو بھی طرح معلوم ہو گیا ہو گا جن کے علاوہ اور بھی بہتے مالانہ مقولے کتاب میں لکھ
چکے ہیں جیسے وجہ کتاب کرنے سے بچے بطور کا خوف جو ناظرین کتاب شہادۃ اللہ کی سرکوب
اور آپ کے والدین و اقارب اور دیگر موقوفہ ان سے مطلقاً انہیں۔ اب میں یہاں آپ کے حالات
انتقال پر توجہ کرتا اور پھر ناظرین کو چاہئے اب کی حیرت انگیز سیرت کی سرکوب انہوں۔

شیخ کا انتقال

شیخ محمد غفر بن علی کا بیان جو کہ شاہ شیخ صاحب ابتدا کی زمانہ میں اکثر وفات فرمایا کرتے تھے کہ
بارہوی چالیس سالہ سال کے درمیان ہوئی اور ان دونوں حدوں کے مابین ہماری زندگی کا زمانہ
بزرگ ہو کر ہوا جس کا چنانچہ جب پہنچنے پر میرے پاس مرحلے کے لئے آئے۔ قدم کیا تو مجھے شیخ کا
مردشاہ دیا وہ باور پذیر ہے جسے غور و نظر کیا لیکن اتفاقاً جسے جب پہنچنے سال کی عمر کو پہنچے تو مجھے
ایک ہی غریب پریشانی کی وجہ سے مجبوراً رنجک جانا پڑا۔ قصداً لافا کے وقت میں شیخ
سارہ میں دریافت کیا اور ساری ہی میں وہاں گیا اگر مشائخ و امیران میں اس سرگرمی کے لئے کسی اور
بڑا نہ کیے۔ شاد کہان آج کے ایک غرض مند فہم اور نہایت ہی دلگیر سرگرمی کے ساتھ ہی ملت و کیا اور
اس کے اظہار کرتے ہوئے فرمایا ان بعد از شاد کہ میں نہیں وطن خود جانا چاہیے اور اسات کا
بہل خیال کرنا نہیں چاہیے۔ گویا یہ آخری کلمات تھے جو حضرت درویش شیخ کی زبان مبارک سے نکلے
کا دن میں پہنچے جب میرے وطن میں شیخ کا انتقال کی خبر پہنچی تو وہی جتنی اور میری بھرت میں اولیٰ
کا شعر ایک بے اختیار انداز میں میری زبان پر جاری ہو گیا۔

حیف و چراغ نہ دین صحبت باں فرشتہ روئے گل سیر نہ یہم و بہا فرشتہ
الغرض گلشن شاد و چراغ کے انتقال کی وقت تک مجلس میں موجود تھیں ان کے پاس گیا اور انتقال
کی کیفیت دریافت کی اس سے نہایت سوز و گداز کے ساتھ بیان کیا کہ جب شیخ کے انتقال کا وقت
قریب ہوا اور آپ زندگی کے کام مرحلے کے پہنچے تو شیخ عبد اللہ ایک دن ان کی زیارت کیلئے تشریف
لے گئے اس وقت میں ہی شیخ کے ہمراہ تھا جب شیخ عبد اللہ اور ان کے ساتھ میں اپنی خدمت میں پہنچے تو فرست

آپ اپنی عادت کے مطابق بارہائی پر تشریف لے گئے تو نام چھاب فرش زمین پر سر جاکے ہوئے
ہوئے تو اس وقت کلہاڑی جب عالم تاجا درون خرف مکتدہ ساری کی مکتبہ پہلی ہوئی تھی اور حاضرین
تجربہ طاعت پر توجہ میں تھے شیخ نے دائیں ہاتھ کے اشارے سے ایک خوش آمدت فرمایا اور خندہ پرستانی
کے ساتھ ملاقات کر کے اسی ہاتھ پر اپنے بزرگ پریشانیاں پڑھ کر دیکھتے ہی ایک خوش آمدت فرمایا اور خندہ پرستانی
میں بہت رہی گریا کر کے اس کی گنگناہ اور کلام میں ہوا معلوم ہوتا تھا کہ گویا دل کا نام ملتا تھا
اور اس سے ہو گیا تھا اور ایک سب سے خودی کی حالت طاری ہو گئی تھی اور یہی جو خودی اور غرض کریم
کی وجہ سے آپ کا دل میں مشغول نہیں ہو سکتے تھے خودی ویر میں حالت میں ان بعد آپ
بارہائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چونکہ آپ کے دل اندر شیخ عبد اللہ صاحب کے فریضہ طاری
کئے تھے شیخ کو اپنے ساتھ گھر میں لے گئے اور اسی منہ کے ساتھ سے گشت و مشید ہو کر
عصر تک صحبت رہی۔ اسی دن میں آفا پر فرمایا میں ان میں ایک ایک کو فریب ہو گیا اور وہ
سے ان دنوں غریب دی۔ اس وقت شیخ کو عالم سے جڑ کر شیخ کے فرزند رشید نے اور میں سے
بڑے علم و فضل میں سے بفضل تھے وہ میں گیا کہ جناب بارہاں ہو گئی ہے اپنی تشریف لے
گئے۔ اور کی طرف سرگزا کر دیا گیا یا کیا ہے ایک ایک اور میں فرق دینا زانی سے کیسے
آپ آئے اور میں نے پہنچ کر نہایت غشی و غشی کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس وقت جسے مشغول ہوئے
بعد شیخ عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ میں شیخ گویا ابی بیت پر بیٹھے کے ساتھ اس میں اور گویا
انتقال کا زمانہ قریب ہی آ پہنچا ہے اور فرق اٹھنے کی طلب آپ پر ہو۔ وجہ غالب۔ جی سے چنا
اسکے بہت توجہ سے وعدہ لیا تھا انتقال ہو گیا۔

انتقال

شیخ کے چھاب کی ایک جماعت جو چیشہ خدمت اقدس میں حاضر تھی تھی آپ کے وفات
انتقال کی بابت میں تقریر کیا ہے کہ ابتدا میں ان کو کچھ یون ہی کس و کچان حاضر ہوا وہی ان میں
ہوئے تھے ان میں وہ ایک کلمے کی طرف غیبت نہیں کی کسی سے زیادہ بات کی کہ آپ کے دل
میں ہوتا اور وہ کی سہ پہلی پیدا ہوئی میان تک کہ کسی شخص اور کسی چیز کی طرف ظن و افہام و توجہ
نہیں کی جب تین روزہ میں حالت میں گذر گئے تو کچھ متعین و فہم میں ایک طرح کی عام بھٹی
پہل گئی اور نہایت کرب و اضطراب واقع ہوا اس وقت ہی آپ کسی پر غیبت نہیں ہوئے

لیکن جب ہمارے ہاں وقت ہوا اور آپ کے سپہن کا ناپاؤ لڑکر کے لوگوں کو نصرت کیا اور جبہ اللہ والی علی
ہاں مبارک پر تباری ہوئے جسے ایک نہایت فشاں اور آپ کے تختین پر چڑھا۔ حاضرین علیہ السلام
اور اہل شاہد و سب زور و قہار ہوئے۔ انھیں شیخ محمد اور ان سے نصرت ہو کر اور صبر و استقلال
کی غنائیں کر کے مسجد میں شریف ہوئے اور بہت ہی عاجزی و ہجاء کے ساتھ نمازوں کی نماز سے
خارج ہوئے کے بعد آپ نے صفات حضرت امیر مومنین علیہ السلام فرماتے اور فرماتے تو وہیں تھیں
لیکن پھر بھی انھیں ایک شخص سے جدا نہ ہونے ہاں حاضرین کے اور آپ کے ایک دو کلمے تبادل
فرماتے اور نہایت فرمان و شان ان اس کلمہ پر ہمارا دیکر بھیجے جو آپ کے سپہن لگا ہوا تھیں پر
آئیے ہی آپ کی روح جن سے معارف کریم اور شیخ سے معرفت قبول کیا۔

جس وقت شیخ کی روح جسم انصاری سے معارف کتب گئی اور آپ نے معلوم کیا کہ اب ہجرت
کا آخری وقت ہے جو تہذیب و تمدن حضرت شیخ عبدالمجید کی طرف سے مبارک سے اشارہ
کیا کہ کوئی آپ انھیں اپنے پاس لایا جائے تھے اتفاق سے اس وقت شیخ عبدالمجید کو
موجود تھے اور بعض حاضرین مجلس کو جناب شیخ عبدالمجید صاحب کی تلاش میں گئے اور اوجھڑ
جس ایرون نے باغیال کہ آپ پر شفیعی طاری ہو گئی ہے آپ کو کوہی ہن انھیں لڑکر کے دروازہ
پر پہنچا راستہ میں جناب شیخ عبدالمجید صاحب قسرت لے آئے اور دیکھا تو روح جسم سے
پرواز کی گئی تھی آپ کے پیر فرما کہ وہاں تو آفسو ڈیڈ آتے اور کلمہ انشا اللہ و انشا اللہ
و انشا اللہ پر حضرت عبدالمجید صاحب کی یہ کیفیت دیکر نام حاضرین نے اس زور سے کل
الہی باج کہا کہ ساری مسجد گونج اٹھی اور محرم بن کر شکر و تحسین کے انھیں کا نہ صرف
آپ کے متعلقین اور متفہمین ہی کو کہوس ہوا بلکہ عام ملک و قوم کو انھیں سے زیادہ بڑی و بڑی
تہنیتی و بی آپ کے وفات و علالت سنکر فرس کے آنسو بہانی تھی اور یاد کر
کر کے سب قرار ہوئی تھی تاہم کہ جو لوگ آپ کے دلدادہ اور آپ کی فیض رحمت
سے عین کمال پر پہنچ گئے تھے وہ بہت ہی بچھن اور غمگین تھے اور ایک دست بعد
بھی ہنوز وہ وفات اُنکے دل میں تازہ تھے۔

شیخ کا انتقال ہے۔ اسی شیخ محمد مسیحی بن ہوا آپ کے بعض متعلقین

شیخ کا انتقال

فی البدیہ آپ کی وفات اقرب حقیقت ہے۔ سبب ان کا بی رحمی اللہ عہدہ دار تھا و
جعل اعلیٰ لہ و وس مٹوا ۱۱۱۱۔

شیخ کی عمر کثیر ایک اعزاز تھا بہت مشکل ہو کر ان کی ولادت کے سبب و مانج کا پڑا ہوا ہوا
تہذیب کے کہیں سے و سبب نہیں ہوا البتہ خلقت مذکورہ سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی
ولادت عبدالمجید نے ہوا وہاں انشا میں ہوئی۔

اسی شیخ کی ولادت کا یہی نہ نہیں ملتا میں نے اس بارہ میں جملہ کوشش کی ہے مگر شیخ کی
سے قوی سے اتنا ہی ان کا سبب راہب و کانون کے پہنچے اور خلقت مذکورہ کے دیکھنے سے صرف
ان معلوم ہوا کہ شیخ ابوالمجید کے ایک صاحب زادے نہایت بزرگوار اور سزاوار صفات شخص تھے
جو شیخ ابوالمجید کے ساتھ شہرت رکھتے تھے اس دنیا کے مشہور و نامور عالم کا اس وقت انتقال ہوا
جب جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے حکم دیا کہ وہ سب سے کر کے چند سوری میں قدم رکھا تھا لیکن یہاں
صرف اس قدر کہنا کافی نہیں ہو سکتا لیکن جو شیخ کی اور یہی اولاد جو چور خون کی ہے قوی
یا عمری واقعات کے لحاظ سے نظر انداز کی گئی ہو اور یہی ہو سکتا ہے کہ شیخ کی اولاد کا کسی مقام پر
تذکرہ ہوا اور شیخ کی وقت میری نظر ضرور گئی ہو ہر حال خواہ اسے میری تھ و نظر پر عمل کیا جائے یا
ہی تذکرہ کے متعلقین کی ہے قوی خیال کی جائے میں اس کلمے سے بھی خوف مذکورہ کا گھر
شیخ کی اولاد کی بابت کچھ معلوم نہیں کر سکتا تھی اور کس نام سے شہرت رکھتی تھی

چوتھا حصہ

عارف باللہ جناب المناشاہ ولی اللہ

مفتی اعظم دین : **احیات فی کربن** حضرت محمد پیکر حسین آتے ہیں شاد صاحب بدینوف کی مضمون
الشانہ اور جلیل العرفان کے ممتاز و منتخب حضرت کے حالات زندگی کی اچھی طرح سیر کی اور ان کی
سوداگر علی عمرانی شوق دیکھ کر حیدر آباد کے صاحبزادے محمد بن برہان اور ابو لغزوف کی اہل حق
انہما کے ساتھ شرم چرائے بیٹے جانب بائیں حضرت مولانا شاد علی اللہ صاحب کی تائید بیان کریں گے
یہ وہ نامور بلند پایا اور مشہور شاعر ہیں جنہیں بیٹے علی محمد جو غزوفوں کی کمال کی وجہ سے اس مفتوز و بیک
خاندان کو ساری دنیا میں روشناس کر دیا ہے۔ اور ان کے نام کا امتیاز یہ پھر برہانہ بدینوف صاحب کے فکر
و ادب تک پہنچے نہ ہو شاد صاحب کے اثر کا ہے

شاہ صاحب علی محمد فرزند اہل کمال کی جان بکھی کر فیض کیا کہ دوست کو جو کچھ کہیں بہتر
 سامان میں ایسے سعادت بہت کم گزریں تو جن میں وہ نام کالات جوتے جو تمنا کی ذات و صلاحات
 میں پائے جاتے جو جن شخص سے اپنے خاندان کے گزشتہ لوگوں کے اعزاء و اقارب کا نام کے بلکہ اپنے
 ایک بیٹا یا دیگر کے ارہم کو یاد دلاؤ جیسے اپنے فیض و فلاح کی کراہی کی کہ اسٹہ ایک ایسا بیٹا جو میرا
 بعد از ان کی بھی تنگ کو شہنشاہ نہ پست پھولا اور علیحدہ اور وہی شاہ صاحب میں آپ کی خاندان
 قابلیت اور جن نیاقت کا اندازہ صرف اس سے نہیں ہو سکتا کہ خود بہت بڑے فاضل اور صلاح و سعادت
 جو علی کے بعد اس وقت طبع کے اور بیک کے استقامت و استقامت کا فخر و شایع حاصل ہو سکتا ہو بلکہ اپنی
 اولاد اور ملک و قوم کو عزیز پرستیا اور شایع کر کے جو دنیا کو کوئندہ کے ہوئے ہے۔

همین در خاک این گدازستان نادان جسس کی نسبت من چو بختی خیر چکا برون ایچیکه
منفصل حالات کپ پیکه در سرست تیرسخت من شو بخت من ایچي خاص دوست مورخا من
اور عام رسائی من چو درستان من لافا من شیکه برجا اولم فضل اور شربت ماکر لافا من
خانی من کمرتا ناخبر لاکر کبریکر بر سران علم کمر بران تاب تابک من حقیقت من شادولی من

نے علی گاہ میں درافتہ راہرواخر واصل کیا وہ اس خانہ میں ایک بہت بڑا بیڑہ اٹھایا تھا اور گرجے
پر بیٹھے تو اس خانہ میں کوسے کے برابر شخص نے اس کے منہ پر تھام کر دوا مار کر غور و جستجو کیا
ولی اللہ صاحب ہی بن گئے کہ یہ ایک کھانا تھا مگر کھانا تو کھانے کی شیت ہے جو فضیلت و مرتبہ
و دیگر علمی خانہ میں پڑھا ہے وہ آپ ہی کے فضیلت کے حامل ہوئی ہو یہ کہنا واقعہ نہیں ہے
ہرگز جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب مجاہد شہرت عالم اور دیگر فضائل کے والد صاحب کیجئے کہ آپ
فرمائیے۔ ہونہ صرف تو فرمائیے کہ کیا ہے علم اور چکا پکاریے علم کو۔

چند کثرت و صاحب کسب ملوک و اشراف کمال کا اہتمام کرنا مشکل اور محنت سے محروم ہے اور اس لئے یہ نسبتاً مختصر اتفاقاً زمین کی کچی قریفہ ہے جو کہ کھوکھلی، عریض، فقیر کی طرح، بلا شادابی، میں آپ شخص چھل میں بننا ہی نہیں ہوتا۔ مسلمان بن میں اور مقدس علوم کو رواج دیا، اور عالمین ملوک کو روانہ عامی اور لہجہ فضاں نے کیا اور میراب کیا۔ اسلامی علوم کو باہر کی دقیق مسائل کو رد کیا، ان کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ کہ آپ کو یہ فیض عام ہو جس سے آپ جگہ جگہ، حد و تعریف کے بغیر، روشن ہو۔

مفتی طاہر نے قبل سے کہ میں جناب خاتم الحیثین، امام المسلمین، فاضل اجل مالک اہل اسلام کا شاگرد ہوں۔
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی تاریخی زندگی کے مفصل حالات و واقعات جواب دہ ہوں۔
میں جان کر ہوں اور آپ کے اخلاق و حالات پر تفصیل کی ایک قدر پر کر ہوں۔ مناسبت یہ ہے کہ جو کچھ شہادت
مختصر اور جلی پر کے خطی نواق اور فقہی احکام کا گناہ کہ شیعوں نے اس کے ساتھ سرسبز ہیں پر آپ کی اس
خدا وادہ شہادت کا ذکر کر ہوں جو عرب و عجم، ہندوستان اور عرب و ہنود میں درحک پر پہنچی ہو۔
جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ایشیائی دنیا کا انصاف و دنیا سے اسلام کے مشرقی حصوں کا محکم
اسلامی تحریک میں ایسے نامور اور باجاء اور اولیٰ علیہ السلام کی شان و بزرگی کے ساتھ میں نے جگہ جگہ نام کیا
نہیں جو جس سے کوئی شخص اگر غور نہ کرے وہاں کے ماحول و طبقات میں کوئی شاہ و نادر ایسا اور ایسا
طبقہ ہو کہ جو آپ کے مبارک تلامذہ اور آپ کے متفرد و مفرز خاندان سے مذاہف ہو کہ خاص و عیالی اور اس کے
اطراف و اضلاع میں کوئی ایسا گھر نہیں ہے جیسے کچھ کہ زبان پر آپ کا نام نہایت عظمت و تدار اور بزرگوں
اور تلامذہ کے ساتھ جاری ہو گا۔

و بات نہ صرف نبی بلکہ سخت حیرت سے رکھی جاتی ہے کہ عام طور پر اسلام کی مختلف شاخوں کے

شہادت کے
ماوت پر سوزی
لفظ

تلمہ سوانحی مخالف فرستے تھے مگر کمال الفین اسلام بھی اس غرض کے لئے اور فطرت و عقل کے لئے درست و برگزیدہ
اولی کے منتضال کلمات کے بل مصروف ہیں اور حسب متفق ہو کر اس امر کی بجا نہ فرمادہ شہادت دیتے ہیں
کہ حقیقت میں یہ بگڑا اور غدار کا پادشاہ علیٰ غایت شہادت اور صریح تقدس کے لحاظ سے اپنے زائد کا بڑا اول
و کمال ہے کہ جو ان کا پادشاہ ہے۔ تمام دشمنان اس نظریہ کی کجی و تفریب کے لئے نہ صرف خود تین سے بڑھ کر
نوب سے بھی تین کروڑ شریف و نجیب خاندان کے بانیوں کی ذالی ہولی بنیادیں اس امر کا بلکہ یہ
ہی کی ذالی تنگ کو کشش میں سے ایک ذرا نہیں۔ ان سے تین کروڑ لاکھوں کی بانیہ ذالیوں کے
اور یہ ہر مسئلہ کا سبب ہی ہی کی بجھ رہا۔

[illegible][illegible]

کے ہیں یہ بحث تھے معمری تعلیم کے بعد آپ کی عالی ہستی اور بلند حوصلگی نے صرف اپنے وقت کے علماء پر
تصاوت کرنا پسند نہیں کیا بلکہ مدت استقلال کے شاہین بلند پرواز نے سفر سیکھنے بال و پر کھانے
اور صرف احادیث کی سند حاصل کر لینے کے ارمان سے تشریف لیگئے عزمین مہتر میں کی زیارت سے شرف
ہوئے اور ایک مستند بزرگانہ ملک و مان تمام کیا۔ اسی طرح ابو بکر ہمدانی وغیرہ مشائخ عزمین مہتر میں
سند و بحث حاصل کی اور فرقہ حنفیہ پر زب تن فرمایا۔ نئے نئے خیالات کے لوگوں سے بے انتہائی اور
مشافہ عقائد کے اصول و فروع کے پہلی پہلوؤں پر چریق اور غریب ڈوبی ہوئی نظریں دوڑائیں کیونکہ
عرب اس وقت مختلف عقائد کا بازارِ مذہب کا بازارِ گناہ بناوا رہا تھا۔

جب ایک اور سعادت سے کہ وہ عربین کو لڑنے کے لئے درہلے مقابلہ کی دہیسے طرہ پر تخیل سے بھیجی تو اب وہ ان سے وطن مالاف کی طرف مراجعت کرنے کا قصد کیا اور دو دن ان سال کے مہر میں بندہ تان کی طرف مراجعت سے پہلے بیان کو لکھ کر دہلی میں پہنچا۔ مگر یہ مکان میں کثرت التعلیق کی اور علمی اشغال میں مصروف تھے۔ شکر کے عموماً باشندے سے فاضل اطراف سے جو ایک نامی گرامی فضلا خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کثرت حدیث حاصل کرتے اور آپ کے بارش و خط اور عبرت انگیز فصاحت کی دولت سے گو دیان لبر لبر کرتے تھے۔ اس زمانہ تک عینین کو نہایت شیعہ عالمی محدث تھی۔ یہی شیعہ پایہ کے شخص تھے اس محمد بن سے زیادہ جس چیز سے ایک قوم و دنیا میں مشہور کیا جاتا اور آپ کے علمی کارنامے اور حدیث و تفسیر کا دل کا نتیجہ یہ ہوا کہ سخت قرائع کو آج تک آپ کے نام نامی سے سزت حاصل ہے۔ لیکن انصاف یہ ہو کہ طوطی حدیث میں جس اہلیت کا قند اس کے بارے میں سرخوش سے پہنچ جائے یعنی محدث و بدو تھے یہ تجزیہ کیا ہے اس کے مستحق جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب بن کیونکہ کلمہ حدیث کی محنت کے لائق اگرچہ جناب شیعہ عالمی محدث دہلوی تھے۔ لیکن یہ دونوں اس محنت کا قند نہ کیا تھا اور ہر اشاعت و درج کے مروج و مکی در دیوار کو سامنا دہ شاد ولی اللہ صاحب بن شیعہ عالمی محدث دہلوی کی ذالی ہوئی دنیا میں آپ کی کی آن تک کو مشہور تھے۔ بلند ہوئیں اور اس حرج کو پیچھ کر مٹوئے و دنوں میں آسمان سے پائین کرنے لگیں۔ اس بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ جناب شاد ولی اللہ صاحب جیسا محدث مفسر فقیر سیدنا کو اپنے آئینہ روشن میں پائنا بہت کم نصیب ہوا ہوگا۔ بلکہ آپ جیسا طباع غرض غور سے کیا ہے جسے وہ جلد سے کسی دوسرا پیدا ہی نہ ہو اور ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابو الطیب شاد صاحب حالات میں رو کر کہتے ہیں کہ

انصاف کی بات ہے کہ اس مقدمہ میں اس ایک شخص دینے جناب شاہ ولی صاحب کا حضرت
 دہرہ اگر گزشتہ زمانہ میں جو تاتار تمام برہمنوں کا پیشوا اور متہا تھا ان کا کھن کا سر کاٹ لیا جاتا
 اور ان کا نام لاکھ کا دینی اور قسری خطاب پاتا۔
 ایک اور فاضل میرٹھ مختصر انشا میں یہ چرچہ دربر لکھ کر تاسیہ کہ اگر میں نہایت سستی اور کھٹا
 سے جناب مولانا شاہ ولی صاحب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کروں تو بلا کمال اس بات کا خدوہ
 کروں گا کہ میں نے زمانہ موجودہ میں تو کیا متقدمین کے زمرہ میں ہی اس رنگ و رنگ کا فاضل نہیں
 دیکھا۔ اور نہ میں کہ ایک ایسا متجربہ و دقیق نظر جس سے خیالات پامال ہوں جو تمام علوم و فنون کا جامع ہوں
 ہر علم و فن میں عمیق طور پر دلچسپی رکھتا اور بحث کر سکتا جو علم طور پر دیکھا جائے کہ ہر ایک کی فہمی ہو جائے
 اور ایک ہی علم سے وہ اپنی عقل کو درست دیتا اور نہیں سمجھ کر چل کر تاسیہ۔ اور نہ اس سے زیادہ دوزخ
 ان کا شاہین کمال بلکہ چاروں کر کشتا نہیں لیکن یہ حضرت قیام کے حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ جناب مولانا
 شاہ ولی اللہ صاحب ہر فن میں طاق اور بے مثل فاضل تھے۔
 ایک علاوہ اور بہت سے علماء و مشائخ کے ایسے چرچہ دربر اور دینی برادر میرٹھ میں تھے جنہ
 شاہ صاحب کا سب سے بڑا علمی و اخلاقی اور دینی بھارت اور شاہی دولت اور شان و فضل و کمال کا ظرف تھا۔
 جو تاسیہ لیکن میں نہیں معلوم کہ کون سے کون سے حکم و حکم کرنا ہوں اگر میں یہاں اور انکار امداد کے لیے لکھ کر کسی
 شخص پر یہ اعداؤں سے بیان کر دیتا۔
 شاہ صاحب کی علاوہ دولت کے دلوں میں کس قدر وقت تھی یہ ابھی کہنا صعب ہے مگر میں جو کچھ تفصیل
 و شرح کا یہ حق نہیں چھوڑتا کہ ان کے آگے چل کر ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کر کے خود اسکا اندازہ کر سکتے۔
 لیکن مختصر یہ ہے کہ شاہ صاحب نے بیروزمانہ میں وہ عظمت و بزرگی اور ہزارہ اندازہ ادا کیا تھا جس کی وجہ سے
 علماء و اہل سنت نے ان کو نامور ترین نام الطریق کے منابت، محترم و مستند اور بادعیت القاب و تسمیے
 علاوہ ان میں آپ کا پورے وقت ان کے دلوں میں موجود تھی وہ ایک ایسے لطیف و مہذب و جہ کی شی
 جس کا کیسیج ہو رہا اور کافی اندازہ نہیں ہو سکتا ہرگز ہرگز علماء و فضلاء جنہوں نے خود ان کا وقت
 اور مجتہد فن کا شہرہ ایک سے حاصل کیا تھا اور جو عقیدہ علیہ قواعد و اصول میں شایع کئے جاتے تھے نہایت
 عقیدت و اخلاص کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے خدا و تر جہاد علمی برکتوں سے

شاہ صاحب کی
 عظمت و بزرگی

ہر وہ انداز پر کچھ دینی فاضلین اور غریبوں کا مقولہ اور بلند مرتبہ و ذوق علمی کا بدلہ ہزارت کرتے۔
 اور جب ان کی حقیقت و خلوص کی یکجہتی تھی تو حرم اہل اسلام کی عقیدت کا اندازہ جس سے
 کہیں زیادہ ہو گا۔
 شاہ صاحب کی تالیفی زندگی میں ہر سب سے زیادہ قابل وقعت اور لائق خطاب و بابت سے وہ سب
 کو آپ اپنے منہج و روش کو ایسی آزادی و صوفیائی کے ساتھ اور کسے کے بیک نظر و شبانی دنیا
 میں کہیں نہیں مل سکتی آپ قیام سے ان کے اکثر حصوں میں کتاب و سنت اور علوم و ہنر کے علم
 اور دوس حد میں دوسے ہر سب سے بھی وجہ سے کہ آپ کا تمام پیش رفت و تہذیب و تہذیب و تہذیب
 کے روح دینے و حکام طریقہ کے شایع کرنے میں شغال کے چھلنے میں صرف ہوتا تھا مشائخ
 اور چاکش طلبہ کی علمی و فاضلہ کی پیش و لا جواب نصرت میں سکھ اور دوزخ لگوں سے شکایت
 اور دوزخ گزار کھانیاں سے کر کے جوق جوق آتے تھے اور علمی برکتوں سے گویا ہر ہر کر کے
 رات و دن میں کوئی ایسا وقت نہیں ملتا جس میں در و دست چھلنے و فضل کے طغیوں کی گرم بازوئی میں
 ہوتی اور طلبہ کا جو ہم آن کی بوقت کو در دلا کر تمام دن اہل علم کا ایک تانتا سا بندہ رہتا اور دیکھا
 میں فضلہ کے چھلنے لگتے رہتے ایک طرف سائلوں اور متقدمین کا ہم حضور آ رہتا اور ایک طرف
 طالب علموں کی حاجت گردن و کھائے پیش تھی۔ اور آپ طلبہ کو دس مجھے اور سائلوں کی تائیں
 چوری کرتے۔ شہر میں کے بعد دیکھو یہ اپنا مستطابش کرنا شروع کرتا اور اس وقت جواب کا طالب تھا
 آپ کا ماضی اس بلا کا شاکر فوراً پیش نہ ہو سکا کہ طبع لیا کرتے اور بلکہ اہل جواب شالی دیتے تھے
 اور ملاقات کے ساتھ آپ ہر مسئلہ میں فکر کر کے وہ ایسی موٹی و نازک تھیں ہوتی تھیں جس سے لوگوں کو
 استحباب اور بہتجا کے ساتھ حیرت نہ تھی۔
 بعض وقت سائلوں کا ہجوم ان طلبہ کی کثرت بہرہ ناکہ یعنی شور و غل اس حد تک پہنچ جاتا
 کہ ایک نازک و لطیف شخص جاسے جہدہ علم و دربار کیوں نہ ہو کہی نہیں کہ اس کا تحمل کر سکے۔
 لیکن چونکہ شاہ صاحب کا مزاج قدما طبع اور حیا و واقع ہوتا تھا اور انسانی ہمدردی آپ میں کوئی
 بہرہ گیری تھی، ایسے آپ ان کے اس ہجوم اور شور و غل کا تحمل بڑی خوشی کے ساتھ کرتے اور ہر ایک
 کو خود اور کسی شہد کا وہی ہوتا نہایت مسامت و عقیبگی اور سکھ لڑائی کے ساتھ جواب و توجہ اور

منہج و روش

شاقی جواب دیتے۔
 آپ کے اخلاق و عادات نہایت عام و وسیع تھے۔ اس وجہ سے ہر شخص خواہ وہ کسی درجہ کا ہو
 ہر وقت آپ کے بل کمال ملتا اور اس کے لئے وسیلہ و قنات وقت و مادی۔ شاقی کی کوئی ضرورت
 نہیں ہوتی آپ کی طرز معاشرت میں جو چیزیں نہ ہا وہ ہندو اور قابل تعریف بات جو وہ یہ کہ لاچار
 انسان ہوتے اور نہ کہ مذہبی کے فضیل شان و شوکت اور نام نہا جب آپ بازمین
 تھے تو ایک مولیٰ جیستے تھے آپ جس درجہ اور درجہ کے آدمی تھے اس کا نام نہا جب آپ کی ہر ہی
 زمین کا نام و زمین خدا شکر ہر وقت حضور دینے چاہتے تھے لیکن جو کوئی ضرورت تھی تو اس کو ہم ہی
 میں نام کو دیتی تھے بازمین نہیں ہوتے وقت آپ کے ساتھ ایک آدمی ہی رہتا تھا جو ہر وقت
 مصیبت اور حالانہ ترک و ہتھم کے آپ کے مزاج میں انہماک اور کج و بھار نہا عام ہر معاشرت
 اور بات سے اہل شاقی تھے۔

آپ کا وقت و علوم و دینی کی وسیع تھیں اور ہر فن میں کسی کی تکمیل و ادائیگی میں صرف ہر بات
 جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اور تہذیب و تمدن کا شہرہ اور چکاہٹ کی تعلیم و ترقی
 و علوم و سلوک کی ایک ذخیرہ مسکن کے مل کر رہے ہیں۔ میں نے زیادہ خوش قسمتی کی اور کہا
 ہو سکتی ہے کہ وہ زمانہ میں سے پہلے آپ کو نصرت کا حصہ لے لیا تھا اس وقت کا سارا کتب خانہ
 سربراہ کیا جیسا علم حدیث و تفسیر آپ کے آگے بانی بنا دیا ہی آج کی ضروری و روحانی جوہر میں مناسبت
 کی گہری تہ تک تھوڑے بانی قابلین کا ہر آپ کے جملہ دل میں کمال طور پر چکا چتا ہے آپ کی
 علوم اور روحانی فیوض کا ذکر آپ کے تفصیلی حالات میں کیے درجہ وضع کیا کر دے گا۔

آپ ہی کی متعدد مہاک ذات کا فیض تھا۔ نہ صرف ولی بلکہ ان کے اطراف و مضافات میں
 دینی علوم اور دینی فنون کا ایک عظیم الشان سمندر بہت زور و اثر سے زمین سے راتا تھا اور حدیث و تفسیر کا
 نہایت پیکار و تفسیر ہر زمانہ کی ہڈی اور دیگر اور کیسا نہ اہل کرب و مصائب میں سے حد انوش
 اور ان کی پیش زمین کٹ کر دور تک پہنچ گئی تھیں اور ہندوؤں نے اپنی ہتھکڑی زیادہ شادابی اور
 ان کی کے ہتھکڑی ایک عالم کو ہر روز اور لکھا تھا تو یہ قریب ہندوستان کا کٹر سحر علوم و فنون کے
 ان اہل ہائے و رشتوں کے شک اور حدت وہ سانس سے آسانش گزین تھا چنگے اپنی ہتھکڑی اور

مذہبی

حکمرانین جو ہر ملک کے ایک عالم کے دل و دماغ کو ضبط کر دیا تھا ضبط نظر ہتھی تھی اور ہر ملک
 کام کرتی تھی مٹی ہی پر وہ لہجے نظر تھے جو رکھنے والوں کو بہت و فنی و ہنر سے
 آسیدین دلائے تھے کہ قریب ایک دو تاجان و رشتان زمانہ آئے والا جو جس میں ایک عالم اس
 سرے سے یکدوس سرنگ ابن ہی و نہال اور سونہر و دھون کے فضا کا انگریز سے میں جیسے
 آسانش و فضا کا کافی حصہ لیا اور ان کے چل چل ہوتے گویا میں ہر ہر کھینچا گیا۔

شاہ صاحب بھی قابل علامت تھے وہی ہتھی و چھانکشی میں سے نفس کشی کے لیے
 اور باضت کا کوئی وقت نہ تھا نہ کہ انہماک اور نفس و مار کو حکام ہندوئی کا پورا پورا مصلح اور فرمانبردار
 بنا دیا تھا میں وجہ تھی کہ نیکو کاری، تقویٰ و پرہیزگاری، طاقت آدمی، خدا و دین پیش تو اسے نیک
 بنی و نامنفاہی، خدا ترسی، یہ سب باتیں جو ہیں آپ میں پیدا ہوئی تھیں گوئی کہ ہر سہارے اور
 تاجان آستان سے اور صاف جیل اور اس جلیا کی جو قیسی تھا آپ کے سوز و غامت کچھنے تلخ کی
 تھی وہ دوسرے قدر پیش ہر دن اور تھک سکتی تھی قطع نظر اس کے آپ کے سحر ناکرمات اور روحانی
 کثرت و عبادت کے چہرے تمام دنیا میں پہنچے تھے اور ہر خاص عام کی زبان دے تھے آپ کا ہر کھ
 چہرہ اس حسن و عفاف اور شان و عادت کا پناہ دیتا تھا جو پہلے ہی سے قدرت کی کثرت شون سے
 آپ کو عطا ہوئے تھے۔

خوشکہ شاہ صاحب اپنے زمانہ میں ایک ایسے عالم شہرت اور فخر و روزگار تھے جو تمام
 فنون میں اپنا نام بنائے ہوئے تھے علم حدیث و تفسیر کے جولا کا کے پورے شہور و معروف اور فنی
 کے دوسرے بازو کے جلائے تھے عوام و خواص کے مرجع اور علم فضلہ کے مقصد علیہ السلام کے
 تھے۔ آپ کی جرات و فصاحت و سخن و بیان، بلند مقامی، دینی نظری، حوصلہ ہندی، ایسی ہی بے نظیر
 تھی۔ فرت بہت و تبلیغ علم کتاب و سنت کی فہر معانی میں مہارت ایسی ہی وسیع تھی۔ زہد و تقویٰ کے
 ملا وہ جو تقویٰ، خوش اخلاق، شکر گزار، ہی، شوق و عطاء کے عجز و شک جرات بھی باطل
 اور کسی بھی جو وصف تہا زالا تھا۔ اور جو ان تمام باتوں کے آپ کا حافظہ و سببے مشکل اور
 یادداشت اس کی تھی کہ سالہا سال کی سنی شاقی بات ہر سانس اور سببے کھلی کر یا تھ بیان فرمانے
 تھے کہ سننے والے شعلیں کرنے لگتے تھے۔

تجربہ اتفاق کی بات سپہ کشاں صاحب دولت علم کے طرہ و ثروت و قول کا ہی تصور لیا تھا کہ اول
کے ساتھ وہ زور بھی تھا برائی دولت کھیلنے نہ صرف زینت ہے بلکہ اسلحہ بھی کی ترقی و ترقی کا کھیل
سب سے بھی آپ کی طبیعت نہایت سخی اور فیاض واقع ہوئی تھی عزیزوں اور سرکینوں کے ساتھ جہان
و فیاضانہ پرتاؤ اور ملک کے طرہ و طلبہ کی معیشت کے سامان جو کچھ دیا کرتے اور خاص بات
وہ اپنی سے پیش آ کر کرتے تھے اور جہانگیر مکن ہوتا ان سے ساواک ہوتے لیکن پھر جب
دیکھا جاتا ہے کہ باوجود قول و وعدہ کی کے خود اپنے سادے اور چھوٹی طرح سے زندگی بسر
کرتے کہ ایک خوش حال شخص سے نہایت شکل اور عبادت عباس پر آپ کے خاصے من اکثر اوقات
ننگ روئی اور کسی بھی بقولات ہوتے۔

جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی آلات طہویریت تسلیم تہتیں

شاہ صاحب کے جہات و آلات پر پورے کرنے سے پہلے میں مناسب ہوتا ہوں کہ ان
بشریات کو مختصر و مختصر بن کر دینا کہ آپ کی ولادت سے قبل صلی و علما کی ایک جماعت نے آپ کی
نسبت دیکھ کر اور بھی بابت خود جناب شاہ صاحب اپنی ایک تالیف میں چونکہ ہر ایک کے لئے
مختصر ترین پیدائش میں ہوتا تھا کہ حضرت والدین اور عہد کے ایک گروہ نے میرے حق میں بہت
بشریات معلوم کئے تھیں بعض اعزاء و خووان اور اہل خانہ ان سے ان واقعات نیز میری تاریخ
زندگی کے بارے حالات کو نہایت تفصیل کے ساتھ ایک رسالہ میں ضبط کیا ہے جس کا نام قول
طبی رسالت جزا ۱۵۰ خیر الخیر و احسن الیہ والی اسلافہ و احبابہ و اذخار الخیرات
میں دیکھ دینا۔

پچھلے افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ تالیف کے زمانہ میں میں نے ان تک کو ششیں کی
کو کسی طرح و نسخہ دستیاب نہ ہوا تھو و دستوں کی خدمت میں خط لکھی تھے لیکن پھر
بندہ و شان کی کسی بھی موافقی میں سوائے نہیں لگا لیا میری ویس کی ماسعہ میں خوشام صاحب کی
آواز سے اور وچ فانی و عربی کی سبب کہ میں بظاہر کتاب و کتبنا شروع کریں ان تمام کتابوں میں جہاں
اکھیں شاہ صاحب کی سوانح میری کے متعلق کوئی ذکر لکھا گیا ہو کوئی خاص و قد نظر لکھی منتخب کے

ترتیب کا لباس پہنا گیا۔

الغرض مجھے ان بشارت و واقعات کا تو بڑا لگا نہیں جنہیں قول علی کے مولف نے بتایا ہے لیکن
رسالہ بوارق المعرفۃ سے جو کتاب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات و واقعات میں تصنیف کیا گیا
ہو چکا ہے بشارت انتخاب کر کے یہ نظر میں لیں۔

کتاب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ فرماتے ہیں مجھے ایک وعدہ خواہ
تکب اللہ بن قدس مد کے طرہ و قدس کی زیارت کرنے کا اطلاق ہوا وہ ان کی روح مبارک نے پھر
ظاہر ہو کر فرمایا کہ شیخ عبدالرحیم صاحب تمہارے ہاں ایک فرزند برکت پیدا ہوگا تو اس کا لقب الدین
رکھنا لیکن چونکہ میری بی بی میں بیٹے کے نام مرحمت کر کے ناہائس تک پہنچ کر تھیں اور اس
میں حادثات و حادثات کا تحقیق نہیں ہوتا جس لئے مجھے گمان ہو کہ شاید خواہ کی مراد یہ ہو کہ جب تمہارے ہاں
پوتا پیدا ہوگا تو اس کا لقب الدین رکھنا لیکن خواجہ نے میرے اس اندر کوئی خطوہ پڑھ کر مشرف ہو کر
فرمایا کہ نہیں میری مراد نہیں یہ کہ میں لڑکے کی نسبت میں نے نہیں بشارت دی کہ وہ تمہارے
جی ملتے پیدا ہوگا چنانچہ اس واقعہ کے بعد دس دنوں بعد مجھے اطلاع ملی کہ وہ پیدا ہوا اور کچھ
تقریباً چھ ماہ کے بعد ولی اللہ پیدا ہوئے اگرچہ اول بھی یہ واقعہ بالکل مشابہت ہو گیا اور اسی
وجہ سے میں نے زمین ولی اللہ کے نام سے شہرت دی لیکن جب وہ واقعہ آیا تو میں نے ان کا
دوسرا نام قطب الدین رکھا۔

بوارق المعرفۃ میں کتابت کہ کتاب کتاب شیخ عبدالرحیم صاحب زندگی کے ساتھ مرحمت کے کہ چکے تو انہیں اصل
ہو کہ کتابت ایسی ہی ہوئی کہ ایک ہندو قبائل اور ہندو لڑکا اور پیدا ہو گا جس کی شہرت کا شانہ اوج
و عروج پر پہنچے لیکن ان کی طرح پچھلے لکھ کر جس کے قبائل اور کمال علم کا کتابت ہوری ترقی کے تحت
انہما کے مرکز پر پہنچے ہائے گا۔ اسی نشان میں آپ کے خاص خاص اصحاب اور بزرگان وقت سے بھی ہمیں
معلوم بشارت دی کہ پیدا ہونے والا لڑکا بڑا صاحب قبائل اور نامور ہوگا۔ اسکی شان علم اور مراتب
کمال کا حصول راہ باب زادہ کو مشکل ہوگا اور وہ علوم و فنون میں فائز ہوگا و گارڈا پڑے حد میں ایک نعمت
و رفعت و طابع اور ضرب اہل شخص ہوگا اس کے ساتھ وراثت وراثت وراثت کی گزراں چھک جائے گی۔
و جو امر خواہ اس کا نہیں تھا اور پیشہ تسلیم کیا جائے گا۔ چنانچہ ان بشارت کو نہایت شیخ عبدالرحیم صاحب

دوسرے نکل کا ارادہ کیا حضرت شیخ صاحب نے جب یہ بات سنا تو اپنی جگہ بارہ کو نشست شیخ کے نکل میں بیٹھ کر کہا آپ کو اس بارہ میں زیادہ اعتنا تھا بلکہ میری جہتیں دراعب بھی کر رہے ہو مگر ارادہ ریلہ اقبال لا کا میری شیخ

اپنے کے بطن سے پیدا ہو۔

پھر شاہ ولی اللہ صاحب پر انہیں ہوئے تھے کہ ایک رات جناب شیخ عبد الرحیم آپ کے والد بزرگوار نے شیخ میں مصروف تھا اور آپ کی والدہ محترمہ بھی اسی جگہ تھیں کی نازدار کر رہی تھیں شیخ صاحب ناز کا رخ موبے تو آسان کی طرف ڈٹھ اٹھ کر دعا میں مشغول ہوئے آپ نہایت عجیب و غریب سے دعا کر رہے تھے اور والدہ مکرمہ پیچھے کھڑی تھیں کہ یہی نہیں اسی نشان میں ان دونوں حضور کے درمیان وہ ڈٹھ کھڑے ہوئے تھیں کی نسبت حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ ہارے اس فرزند کے میں جو کچھ مراد ہو وہ میں قدم کے گاواپنے فرمایا تھے تمام دنیا کو نکال دے گا سوئے وہ یہی ہارے ساتھ دعا میں شریک ہو اور باہر نکالے کہ میں کہہ رہا ہوں جو صاحب فرماتے ہیں کہ اس ہاتھ کے بعد کہ یہ ہوا اور ساتویں سال میں قدم کھاتا کہ والدین کے ساتھ ناز و محبت میں شریک ہوا اور اسی وضع سے دونوں ہاتھ حضرت والدین کے درمیان اٹھائے اس پر جناب شیخ عبد الرحیم صاحب نے فرمایا بھلائی

تاکہ ان دونوں میں کبیل قدر جھلک اڑی حقا۔

ایسی سارا شاہ ولی اللہ دھند دھند کے بطن میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک دن جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کی موجودگی میں ایک سالگرہ منانی پڑنے والی کے دو حصہ کر کے ایک آست دیا اور ایک بیکہ لایا لیکن چونکہ یہی سالگرہ روز جمعہ شیخ صاحب نے آست دیا وہ اور بیکہ بھی مناسبت کر دیا اور جب وہ بیٹے کی توہمیں آج رومی جو جس قدر وہی تھے جن میں ہر دو بھی سب دہری زمانہ بدھکھ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بیٹے والا بچہ بارہ کر مہربانے کہ بیٹے کو بھی روٹی کھجی کہ جس میں محتاج و مسکین کو

راہ خدا میں درود۔

افترض جناب شاہ ولی اللہ صاحب مہربان شہر جو بی جا شہر کے ان طلوع آفتاب کے وقت بتایا فرمایا شیخ محمد کی صحت اب بہتر ہو جائے گی کے باہر وچال بطن سے بڑا ہو کر ہفت ہفتہ ششماں سے غور اپنی صحت کا ڈانچ کھانڈا اور اپنی طرح غور کر کے جگہ لگا کر یہ وہی بندہ اقبال اور ہم ہمارا لاکہ چوسکی قسمت میں روز ازل سے داخل عمل اور تیرہ وقت ہوا کا آٹا اور جس کی فرزند کی کا اسباب نہ صرف شیخ

دعاوت

عبد الرحیم صاحب کو بلکہ خاندان کے ہر ایک معزز و مبزر کو ساری دنیا میں مشہور و درخشاں کر دے گا۔ ہر ایک ہمہ کام متناہی جو عشا و شب و جم و دول میں گزرا جائے گا۔

بشر اسلام میں موعظ کا یہ ریاکٹ ثابت صبح ہی گھر اس خاندان میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب پر انہیں تو یہ خاندان کسی اس درجہ تاریکی و شہوت چل کر نہ کر رہا تھا کہ جس کے دائرہ میں نہ وہ و تیرہ رہتا۔ جس بلیل اللہ خاندان میں بیٹے کی شرف روز ازل سے آپ ہی کے صحن میں تھا کہ اپنی بے و بیکہ جڑت سے نہایت صاف اور وضع طور پر علوم و ہر کی شاعت اکام و بین کی توجہ کو کھینچتا تھا عام کو لیکر قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے صاحب کی کھینچ کر نہ کر رہا تھا کہ اس کے تیندہ سونے غریب کا کسٹ اور بھی آئیے تھا آپ کی فراخ پیشانی دیکھا ہی سے اس عالمانہ رنگ و منشاہد کھات بنا دینی جو آپ کو زیادہ تیرہ میں چل ہوتے والے تھا اور اس کے ساتھ ہی اس میں ایک خاص قسم کی بزرگ شاعت کا چکارا ایک ایسی دانشمندی دیکھا تھا جسے سیرین اور قاضی شمس لڑک و لیکر کھتے تھے کہ شریک ایک وہ نہ آئے والے جس میں بڑا دل لڑکے میں جو وہیں رات کو پانچ بج کر چکے گا۔ جندی پریش کو پوت کے پانچ بے میں پہاڑے ہائے میں بیٹھتے ہیں بے شیخ جو آپ کی بیوی کی حرکتیں ہی کچھ ایسی دیکھتے اور پڑھتے اور غلطی نظر میں اس بلا کا بیکہ و کشش خاص سے سارے خاندان کا پناہ گروہ کر لیا تھا دیکھتے دانتے تھے کہ جلی خیر تھا وہ تے اس کے

خلیعت

ملعب کی نکل لیتے جاتے دانتے راند میں آپ کو چل ہوا

وہی بات یہ کہ شاہ صاحب کے بچوں کا نہ کچھ لیا صحت تو زیادہ تھا جس کی نظیر دوسری ہر زمانہ بچوں میں نہائی جانے کی ہر گز امید نہیں ہو سکتی غلط سے آپ کی بولی صحت میں وہ گاہ لہو و جوش باندھا اور اس کو کٹ کر بھری میں جنہوں نے جناب شیخ عبد الرحیم صاحب جیسے سستی مزاج کو آپ کا طریقہ و شہادت یاد تھا یہ شیخ بزرگ شیخ اپنے ہونما را و ریلہ اقبال فرزند سے بھرتی رکھتے اور اس کی سلامت روی اور خوش آئینہ و صفا سے محظوظ ہوتے تھے دیرینہ اسکی راحت و آسائش کو اپنے آرام و بہرین برقرار رکھ دیتے تھے جو ان شاہ صاحب کو میں برقی کرتے جاتے روز روز کی کے صحت کے کرتے جاتے تھے جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کی آپ پر تو بڑا درود ہوئی جانی تھی خاندان ایک موقع پر خود و خاہ ولی اللہ صاحب اپنے پند و غرت تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے بھی نہایت خداداد چنگا کر میں تمام نعمتیں جمع ہیں جو کہ جناب والدین و گوارا غیر سے ہمیشہ راضی رہے ہیں کہ نہایت تیرہ لڑکے جو مراد میں ان بچہ ریلہ ول میں ہیں، انیس سے کما حد ایک کو بھی

سنان نہیں کر سکتا میرے لئے اس سے نادرہ اور کیا فرماؤ؟ ہفت ہر سنا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہونے لگا
تو مجھے بہت گناہ گزشتہ دنیا کی امانت عامہ دی ہو کہ وہ کھدیں نہ کر سکر کر لیا، خاص تحصیل
علوم اور تہذیب کے مآثر میں جس قدر صنعت کی توجہ خاص تھی پہنچا دل بھی اس قدر توجہ میں کسی باب میں اپنے
قرینہ کی نسبت نہیں دیکھتا، اب میں نے اپنی عمر میں کوئی ایسا باب کر کوئی مستند کوئی مرشد نہیں پایا جو
اپنے فرزند خاندان کی نسبت شافقت مہربانی کے وہ فائز مرغی رکھے ہوں جو حضرت والدین کے اس فقیر
کی نسبت رکھے، افسوس! افسوس! دل اللہ کی دعا دعا کی کہ میری حسرت و اجازت اہل شفقہ و رحمہ و رحمہ
بہا علیہ علیہ السلام رحمہم اجمعین قریب مجیب

شاہ صاحب کا زمانہ ولادت اور بچپن کی سورت ضرور مست ایک قیاس نامی اور بزرگوار کے نزدیک
عقربا اقلان و اشک پلین گویا کہ جی شخص عمر میں دینی ہوئی لگا ہوں سے آپ کے عقائد و عقائد کو
بیکتا تھا اس شخصیت کے وہ عیب و غریب اور حیرت فرماؤں آپ کی بیانی میں ملو کہ نظر آئے تھے جو
مؤثرات حق آپ کی ذات والاعطاس میں دوست رکھے تھے اور ایسی نظری نوک کا چار تو تھا جس سے
بہت جلد آپ کے ظاہر و باطن کو تابان اور چمکدار کر دیا، اگرچہ بھی آپ کی عمر شکل سے تین بار مل کی ہوگی کہ
اتحادی اور نفی میں سرگرد ہو گئے، اس کی سنی اور فوجی کے زمانہ میں آپ کو ایک ایسا وحشت آمیز
ظہار حق رہتا تھا کہ دیکھنے والے نہایت نہ ہوتا تھے سبکی قریبی کم کوئی، پہنچنے سے بہت کارگر رہا
تھا کہ اگر آپ دینا و دربارت پر پائوس کشنا یا تا وقت میں جو عموماً بچپن میں بہت کم دیکھی جاتی ہیں محض و
بزرگ شاہ صاحب میں درج تھیں، خاصہ یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ابتدائی زندگی اصل غریبی و
ایک سنی والی طرز و اولیٰ بھی جو دنیا کے بچپن میں اپنا نظیر نہیں دیکھی تھی۔

جس زمانہ میں اس فخر خاندان اور فخر و معنی، ولادت ہوئی، موت جی پیشی شیخ عبدالرحیم صاحب گواہی دیکھ
دوستدار صاحب اقدار تھے لیکن بھی متوسطہ کی حالت رکھتے تھے گوشت کھانسی لڑتے تھے کہ قسم
کی ماہی نہ پاؤ شاہ وقت کی جانب سے کسی طرح کا کوئی دلیقہ مقرر تھا صرف توکل پر گزاراں اور ہر وقت خدا
پر نظر تھی جس کا نتیجہ تھا کہ آپ ہمیشہ خوشحال رہتے، دھڑلے کے وقت میں سامان مہیا پاستہ پنا پڑا وقت
بھی وہ کام سامان مہیا تھے جو ایک خوش نصیب بچہ کی پرورش کے واسطے ہر شخص وری میں اس لئے
شاہ ولی اللہ صاحب کی بڑے، پناہ سے پرورش ہوئی، اور بزرگ ابتدائی حصہ اعلیٰ و وجہ کی تربیت کے ساتھ

جو تعلیم کا دوسرا جزو بہت مختصر ہو گیا۔

تعلیم

جب اس فخر دار گھرانے کے ابتدائی مرتبہ طے کر کے بچپن سال میں قدم رکھا تو قرآن مجید پڑھنے
کے لئے کتب میں شغلا لیا، جو اگر آپ فطری طور پر علم سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور سوزنازل سے آپ کے
ضمیر ہی جو ہر باب کا بلینوں سے آراستہ اور نشان ہو چکے تھے لہذا آپ نے ساریں سال قرآن مجید پڑھ کر
کر لیا اور اسی چھوٹی سی عمر میں عربی دکان و فرائض پڑھ کر حاصل کر کے پنا چھوٹی سی سال میں مائیکس پڑھ کر
مساب نے آپ کو ناز پر رکھا اور دھن کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا، جو کو شاہ صاحب میں سنہ
اخلاقی اور نچول تھا، اس لئے نسبت و بہت سے آپ اور گھر گھر کے طریقے خود بخود اس کی
میں حاصل ہو گئے تھے آپ کا عام قاعدہ تھا کہ جب جرمی عموماً سے گنہگار نہ کرے خواہ وہ کسی بڑا
درجہ کا آدمی ہو یا چھوٹا گروں چاک کے انھیں پہنچ کر کہے کہ آپ کوئی بات دریافت کی جانی تو
سنا ت و بھیگی سے جواب دیتے البتہ بعضوں سے دلچسپی کو بائیں کرتے لیکن ان کے ساتھ بھی
شذیب و ناشکی کے دھبے چاؤ نہ کرتے اور خلاف دلچسپی کوئی بات نہ کرتے زندگی کے سات
میں تڑپ نہیں کھتے کہ فلاسی کی درسی میں پڑھنی شروع کروں اور چاہی میں سوز میں کام نہ کرنا میں
تخلال لین کیونکہ یہ علم آپ کے سامنے اصل باقی تھا جو کہ طبیعت کو عورت سے قدرتی طور پر مٹا بہت تھی
چند ہی روز میں شاہ دین پڑھنے لگے اور آخر ایک سال کے عرصہ میں اسے عروج کمال پہنچا
دیا، خاص کی درسی کتابوں سے خارج ہونے کے بعد صرف و نحو کے کتب ہدایت دیکھنے شروع کئے
اور ان پر بھی بہت جلد عبور کر گئے، جو کہ وہاں سال شہ و ہر کتاب آپ شرح الیٰ پڑھتے تھے گویا وہ وہاں
سال کے عرصہ میں صرف و نحو کی کامیابی میں تھا، میں تین اور دو سال کی عمر میں صرف و نحو پر آپ کو
ہیں وجہ انعام ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے عربی بچوں کے کہنے کے لئے جاتے تھے اور زبانوں
ان علوم میں بنیادیت عزت و وقار کے ساتھ شہرت و ناموری کے لئے حاصل کئے تھے آپ سے سال
صرف و نحو میں گنہگار کرتے بھیجتے تھے، جس وقت آپ ان کی بارمیان بیان کرتے، دیکھا کہ بچے
کرتے کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ آپ کی صداقت و کائنات پر شرف کرنے لگتے، اور آپ کے زور میں کی گئیں
بزرگوں کو ششوں کے بعد بھی نہ روک سکتے

اس کے بعد شاہ صاحب کو موقوف کی کتابیں شروع کرانی تھیں، یہاں پہلے ہی خداوندی طبیعت پائی تھی

جودت زمین اور کادست طبع سے تھوڑے ہی عرصہ میں دم طبعی طے ہو گیا اور اس قدر بزرگ کمال حاصل کر کے
کہ اس سے چند سال پہلے ہی تھا۔ کمال بھی اس درجہ کا کہ طبعی میں کسی کی مثال نہیں کہ ایک شخص
نہاں کھول بکشا جسے جسے خبر کا پہنچا تو اس کے ہر جہت سے اور انہیں کسی مشائے کے ہر
گھر سے کادصل نہ جاتا تھا یہ بات عجیب و غریب تھی کہ کتب شاہ ولی اللہ صاحب ایک ہی زمانہ میں
علوم کی تحصیل کرتے تھے اور ایک ملک کمال دوسرے کے کمال کو اتنے متواضع اور اس قدر عارف کی
قوت کا اثر تھا جو غفلت کی خاص تششیح علیہ تھے خوند شیر و سال کی عمر میں شاہ صاحب نے ابن
تمام علوم میں کمال حاصل کر لیا تھا یہی سب تھا کہ آپ اس چھوٹی سی عمر میں فنون مذکورہ میں ارباب
کمال کے درجہ میں شمار کیے جاتے تھے۔

شاہ صاحب
کا دور

چند عرصہ میں سال میں قدم رکھا تھا کہ آپ کے والدین نے شادی کی سلسلہ جینیاتی شروع کر دی اور اس
سلسلہ کے پورا کر کے میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ محنت و مشق کی اگرچہ آپ کے سہ ماہی
کے لوگوں نے ماہانہ کے ذرا چھوڑنے کے بعد پیش کیا اور پھر سے دنوں کی محنت چاہی لیکن جناب
شیخ عبدالرحیم صاحب نے انہیں صاف طور پر دیکھ کر اس بارہ میں جلدی کرنا ہوا اور ان کا ایک خاص
سبب یہ جو غریب آپ کو ان پر جو دبا ہوا چٹا بستر ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کا بصر میں ذرا
نہ کریں اور جس طرح ممکن ہو صاحبزادی کی شادی میں محنت سے کام لیں اسباب مہمانوں کا قومی مقدم
نہیں ہے اور وہ بوقادر اس صحت و شک کے چہ اس بلدی میں علم و تحقیق سے کوئی وقعت نہیں
کھتا چنانچہ اس خط کے پہنچنے کے بعد راضی ہو گئے اور اپنی لڑکی کو جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے
تھکان میں دیا۔

شاہ صاحب کا نکاح جو تھے آپ کی خوشنم سے سفر آخرت قبول کیا اور اتفاق سے اس کے
چند ہی روز بعد خورشید اس کی والدہ انتقال کر گئیں جس سے خود شاہ صاحب اور آپ کی عمر نہ کا نشانہ
کا لال ہوا یہی اس رنج و اندوہ سے فرصت نہ ملی تھی کہ شیخ خرماتہ جناب شیخ ابو الہادی صاحب کے
خود بہرہ نشین انتقال کر گئے اور اس کے کچھ عرصہ بعد جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی والدہ کو برہمنی
آپ کے والد کا رنج و شیخ صلاح الدین کی عقیقی والدہ فوت ہو گئیں۔ زمین بعد خود جناب شیخ عبدالرحیم صاحب
تسیر سے غفلت چاروں میں مبتلا ہوئے اور بہت ضعیف و ناتوان ہو گئے۔ اتفاقاً کہ آپ کو کوئی مینا

نوی مارضہ تھا لیکن متواتر مدت اور ضعف و ناتوانی نے انہیں بالکل تحلیل کر دیا تھا چنانچہ اس واقعہ
چند دنوں بعد آپ ہی انتقال کر گئے۔

یہ تھا وہ جتنی صبر و جس کی وجہ سے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنی بلند اقبال صاحبزادے کی شادی میں محنت
کی تھی آپ کو وہ دائرہ برکت و امتداد خاص پہنچا اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ جتنے لوگ اس وقت ہیں
شاہی کی تشریف آفر کو بیٹھتی ہوئیں تو کھانا سامان ملے گا نہ جانے کے بعد بھی قوت سے فعل میں آتی ہیں
اور وہاں کی صل کے اندر نہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو ایسے جانفزا ملاقات پیش تھے جن سے آپ بہت
بہی منتظر ہو گئے اور آپ کا تمام اطمینان و محبت پریشانی و دلہ بے نیازی سے بدل گیا۔ اس وقت اگرچہ آپ کی
طبیعت کے مخالف دنیاوی تعلق سے چاروں طرف سے پناہ مانگ اور خوفناک چہرہ ہمارا دیکھ لیا اور آپ کی
بعیت خاطر میں انتشار و لاگت ہو چکے تو شاہ صاحب نے جسے ہی استعجال اور چاروں وی سے کام لیا آپ نے
کسی بات کا کچھ بھی خیال نہیں کیا اور تمام تعلقات سے منہ موڑا اپنی کسی ایک زمین میں مجھو۔

اگر کوئی فرق سے آپ کا دل چاہتا ہے تو کچھ ہی روز تھا اور اسکی حد میں انہیں ہی کے زمانہ سے متواضع اور انہیں
پہنچ چکی تھیں مگر پھر بھی اس وقت مزاج و تیزان بگڑا تھا اور جانفزا ملاقات کے وسیع تعلقات کو بھول
دلوں میں دوسری آگے بڑھ چکی تھی اور اسکی طرف توجہ کی سزا بنا چاہتی تھی لیکن سپر ہی آپ کو کسی کچھ
پر ہی تھی کہ کچھ تحصیل علوم اور اسکی گیسو میں سرگرم ہونا چاہتے تھے جناب آپ کے خیالات سب طرف سے
پھر پھر اس طرف جمع ہوئے کہ جہاں تک بن چپے تھی وہیں سے توجہ کرنا اور انہیں بالآخر
کو نہ جانے کیونکہ آپ بخوبی سمجھتے تھے کہ ہر وقت حد میں کمال حاصل کرنا علم کی تکمیل ناممکن ہے۔ سزا
علوم میں کمال کی ضرورت تھی وہ جہاں ہی میں حاصل ہو چکے تھے۔ اس خاص علوم کی مشق کا زمانہ چنانچہ
چنانچہ اس وقت آپ کی طبیعت تفسیر پر مائل تھی اور اسی علم سے خاص دلچسپی تھی۔

مقدم

جب کہ پہلے قریب چاروں طرف سے شکر کے چندہ میں تھیں تو سرگرمی اور وہ دیگر علوم کی تکمیل کے تفسیر پیداوی
کا ایک بڑا حصہ والد بزرگوار سے چھ لیا اور اب آپ نے ان تمام مشاغل و فنون کو عروج پر پہنچا دیا جو ان
شہرہ میں رائج اور مشاہور و مشہور کے دین میں داخل تھے۔ اسی سال میں والد بزرگوار سے بیعت کی۔ اور
بشغال صوفیہ انھیں شائع تھیں ان کے معمولی اور دو وقت میں مشغول ہوئے اور جیہٹ رہے جو ان
تفسیر اور اب طرفیت۔ فرقہ صوفیہ میں ارتدادا درست کیا۔ علم تعریف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کے

عروض اور وقت و باریک سال کھل کرنے کی طرت آپ کی طبیعت متوجہ ہو گئی اور شایہ قلیل وقت میں اس علم میں بھی نہایت مہارت پیدا کر لی ہو یا ایسے ایسے نکات اور باتیں ان اس خاص فن میں یہ کہیں نہیں کے سیکھنے کی جیسے جیسے علامہ شاہ کمرہ کرتے تھے۔ بالآخر جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس فن میں نہایت تبحر کے ساتھ وہ وہ قیمتی اور آواز موقی تالیفات تصنیف کے سلسلہ میں پیش کیے اور علم تصوف کی ہر مہارت کی شہادت میں ان کا دور دورہ و یکساں گئی تھیں۔ جیسا کہ معزز ناظرین کو ان کے تصنیفات کے حالات پر جیسا کہ اس کتاب کا خود علم ہو جائے گا جیسا کہ حصہ میں جناب اعوان سے کتاب دید کی باتیں گی جس طرح جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ وجید الدین شہید کے ساتھ ماحضت میں پرورش پائی تھی اور تعلیم و تربیت حاصل کر کے بالمشق فیض سے مغز و ملت زبوں کے تھے اسی طرح جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے جو والد ماجد کی خوش بخت میں پرورش پائی شیخ علیہ السلام جیسے مجتہد فن احوال کا لایعجز بریں کی عمرت آپ کی تعلیم پر غور کیے اور عام اخلاق و عادات کی بھی نگراں کرتے تھے اگرچہ باقاعدہ تعلیم و تربیت سے شروع ہوئی مگر آپ نو سال کے تھے کہ یہ شیخ صاحب کی مٹا کر توجہ شاہ صاحب پر پڑا۔ طبیعت ہی سے ہی جو چاہیے جو علم کی است اور باطنی فیض پر تائب شاہ ولی اللہ صاحب کو حاصل تھے۔ ان کے نظریے شیخ صالح الدین (شاہ صاحب کے بڑے عارف و عابد) اور شاہ اہل اللہ صاحب اور شیخ بنی خانی تھے۔ بقا و جان و توان و عنایت کے شاہ ولی اللہ صاحب کو کچھ حاصل ہوا وہ حقیقت میں شیخ علیہ السلام کے شاہکار و غرر تھے۔ دینیت میں پہلے کا عند قد اور آپ کی سرپرستی کا یہی نتیجہ تھا۔ ان کا ثبوت خود شاہ ولی اللہ صاحب کے حالات میں جیسا کہ ہم کچھ تو اور بیان کرتے ہیں اور کچھ آئندہ حسب موقع ذکر کریں گے۔

افرش جناب شاہ ولی اللہ صاحب چودہ سال کی عمر میں ملامت متعارف سے تفریح و تہذیب میں آئے اور علم سرکار کا حصہ حاصل کر لیا۔ پانچویں سال میں آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب نے آپ کے سر پر تہذیب کا عامہ لکھا اور دس کی عام جانیت دی اور اس سبب ایک تہذیب میں ایک ایسا زبیر جیسے نام لکھا عام و خاص کر دعوت دی اور دفر کھانا لکھا کرنا۔ تمام شہر کے مشائخ و فقہاء و علماء حاضر ہوئے اور سب کی موجودگی میں پناہ شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے بلند اقبال اور فزادہ فائز و فزادہ کو علوم متعارفہ اور علوم و تصوف کے درس کی اجازت دی اور شاہ دیدی کی تمام ادا کر کے آپ کی علم و علم کی ترقی کی دعا بھی مجلس میں جس قدر علماء و مشائخ تھے۔ سب نے اتفاقاً اتفاقاً میں اس دور سے شیخ صاحب کو مبارکباد دی۔

کے ساری مجلس گرج اٹھی اس وقت شیخ عبدالرحیم صاحب کی خوشی کا کوئی اندازہ فقہا آپ باہر اپنے فرائض کو بعد نماز فرزند کے پہرہ کو و پختہ و بے انتہا خوش ہوتے تھے۔

حقیقت میں پوچھنے والے کے علم اس سے زیادہ اور کیا خوشی و فخر کا باعث ہو سکتا ہے کہ ان کی توجہ ان اولاد اس کی زندگی میں ایک ایسی قابلیت پیدا کرے جس پر اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء و فضلاء کو فخر و ناز ہو چکے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب خود مجتہد فن اور باطنی فیض سے مالا مال تھے اس وجہ سے وہ اپنے فرزند پر شیخ قدرہ منزلت کو خوب جانتے تھے اور انہیں ان کی خود پر عامہ شاہ کو تہذیب ایک وہ زمانہ آئے والی پانچویں برس کی اقبال کا سورج تمام دنیا میں اپنی روشنی بھیاں لگا رہا اور اس کی علمی فیاضیاں اہل دنیا کو ان کی مجلس اس مقام پر چمک رہی تھیں کہ ان کی تفسیر ہرست و ناپا ہستہ میں جو اس مجتہد کی عمر میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی والد بزرگوار سے سنا تھا سنا تھا پڑھیں جس سے آپ کی تھلاہوا و ذلالت اور حفاقت و طبعی ہمت پشیمان ہوئی جو اور کچھ اس قدرست کا ذکر و شامہ صاف ہے کہ یہی تصنیف میں کیا ہے اس لئے میں اسے آپ ہی کی زبان مبارک سے ادا کرتا مناسب سمجھتا ہوں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ میں نے اپنی زندگی کے چودہ مہینے کے چند برس میں میں قدم رکھا تو والد بزرگوار کی انتہا و حب کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے تمام متعارف فنون حاصل کر چکا تھا۔ ہر فن کے ابتدائی مقدمات کے علاوہ جو کتاب میں میرے والد بزرگوار سنا تھا سنا تھا پڑھیں میں ان کی مختصر فرست یہ جو۔

۱۔ علم حدیث میں۔ مستقارہ شریعت تمام مکمل لیکن چند دن کی مادی لو کسل کی وجہ سے تمام سائنسہ فوت ہو گیا تھا یہی کتاب ابھی سے کتاب الادب تک والد بزرگوار سے نہیں پڑھ سکا صحیح بخاری اول سے کتاب الطہارہ تک اس سے کچھ کم و بیش خود والد بزرگوار ہی سہت کی اور کچھ اپنی زبان سے پڑھی۔

۲۔ شمائل النبی پر کتاب اول سے آخر تک طالب علموں کے ایک بڑے عائدہ میں پڑھی۔

۳۔ گواس کتاب میں چند اور تاضیل بھی شریک تھے مگر قراءت میری ہی تھی۔

۴۔ تفسیر میناوی کا ایک ہر اس قدر تین سے والد بزرگوار سے سنا تھا پناہ پڑا اور باقی کا کچھ ارشاد کے بعد جب خود مطالعہ کیا۔

۵۔ تفسیر دارک کا بھی کچھ حصہ آپ کو سنا یا باقی کا خود مطالعہ کیا۔

در علم نقد میں	شرح و گایہ جامعہ۔ چارہ کی دونوں جلدیں آہستہ پڑھیں لیکن تھوڑا سا حصہ قصہ
چھوڑ دیا گیا۔	
مجموعہ اصول نقد میں	تفسیری۔ نو تصنیف و تصدیق۔
در علم منطق میں	تفسیر کے علاوہ شرح تفسیر کی اور شرح مطالعہ کا ایک تراجم
در علم طالع میں	شرح عقائد کا اعلیٰ شرح خیالی کا ایک حصہ۔ شرح مواضع کا ایک حصہ
در علم سادک میں	حوار و کلام کا تراجم اور کچھ مسائل فقہیہ وغیرہ
در علم فرائض میں	شرح بابائیات مولانا جامی۔ درویش۔ نقد و شرح لمعات۔ مقدمہ نقد الف
در علم اخلاص میں	والدین کا راز کا تفسیر دیا ہوا جو مدنیہ و
در علم طب میں	سویات الفنون
در علم حکمت میں	شرح بابائیات و غیرہ
در علم شعر میں	کافیہ شرح غامضی
در علم حافی میں	مکمل کا بیست یا تیس حصہ۔ اور مختصر مطلق اس مقام تک پہنچا لیکن ملازمہ مانیہ
در علم مہندستہ حیات میں	مختصر مطلق
اس فہرست کے نقل کرنے کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں بکنا میں چھپکا قراب میرا فرائض	
اس مذکورہ فرائض اور فرائض و سبق ہو گئی کہ میں فرائض کے و تین و غامض سننے اور حلقہ توجہ کے ساتھ حل ہو	
گئے اور غلام کے مقامات مشکلہ بالکل باقی ہو گئے۔ اسی اثنا میں میں چند مرتبہ درہ قرآن میں لکھا جو	
تفسیر والے بزرگ اور لکھو تھامہ جس کی بنیادوں پر چھپے اپنے افسانوں سے ڈالی تھیں چونکہ انکو مجھ سے	
استاد و بہت محبت تھی اس لئے چند روز تک آپ نے قرآن مجید کا ترتیب مجھے پڑھا اور وہ رہا فی اسرار اور	
الہامی نکات جو قرآن کے احکام و مظاہرین کو کٹ کٹ کر بھرے ہوئے ہیں ان پر تنبیہ کی حقیقت میں یہی	
فہرست کا کرشمہ تھا جو تمام علوم میں مجھے دفعہ ایمان حاصل ہو گیا۔	
مؤرخ صاحب شاہ ولی اللہ صاحب کی ریاضت اور پورے کل قابل بیست پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک تعجب	
و توجہ کے ساتھ سخت جہت ہوتی ہے۔ تمام اسلامی علوم اور دینی کتابوں کو جس چھوٹی سی عمر میں باقی کر کے	
پڑھنا اگرچہ سب سے مشکل ہے آپ کی ذکاوت و ذہنی و طباعی و مذاقت کی بہت تری و وسیلہ جو لیکن میں نظر	

تعب و جہت میں	کہ یہ فہرست کی مطالعہ غلط نہیں میں جو پاک و پیر و نیکوں کو مرتب ہوئی ہیں۔ آپ کا فہرست
اس قابل بنا تھا جس پر باقی کا نہیں میں اور شاہ ولی اللہ صاحب کی تعلیمات کا پورا عکس پڑتا تھا اور جو قوت الہامی نکات	
رہا جس کے علم میں یہ طوطی رکھتی ہے اسکا جوش بہا تھا اس روشن و دلغ میں پیامت ارسا تھا۔	
اس پر ہی غلطی تھی کہ میں نے جیسے شاہ صاحب کے پیش نظر رہتے تھے۔ آپ نے اجازت و سند حاصل کرنے کے	
بعد بغیر اسناد کے کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور نہایت سخت محنت کر کے نیکے آپ کتب میں میں	
درہ مستغرق تھے کہ کچھ دراحت۔ شب و روز مشاغل طلب میں بالکل محسوس نہ ہوتے تھے۔ ایک سال کی سخت	
محنت سے کام لیتے ہوئے علوم و کتب کے فوائد اور اس محنت اور استغراق کے ساتھ کہ بعد میں درت	
کچھ کھانے پیتے یا تھوڑا سا آرام فرماتے دردت و دن میں کتب میں کے دوسرا کام تھا۔ جب مباحث علم میں	
اس پر کسی کے ساتھ شاہ صاحب تھوڑا سا ذکر آتا۔ درہ کے ستر سہ سال میں قدم کہنا تو آپ کے	
والدین بزرگوار صاحب شیخ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ نے سفر فرقت قبول کیا اور میری راہ آپ کے مکمل علوم	
کا ہوتا	
والدین کے انتقال کے بعد آپ نے کتب و تفسیر کا درس دینا شروع کیا اور آپ کا ہر علم میں شہرہ	
ہو گیا تھا و ملا مسلم شہوت و استادان لئے گئی اور عوام و خواص کے متقدم علیہ شنید ہوئے اس بعد کے	
بڑے فرستے استاد اور ماہرین فن آپ کی شاگردی کو فرمایا تے اور دروس تعلیم کے لئے حاضر ہو کر شاہ	
صاحب کے فیضان سے مستفیض ہو کر حلقہ و افراد بنائے۔ تقریباً بارہ سال تک علوم کی درس میں صرف	
میرا اور علم نہیں کی اس درجہ اشاعت کی کہ اسکا ذوق شوق سرگرم طلبہ میں میں جسے زیادہ بڑھ گیا۔ اکثر	
علمی سوسائٹیوں میں اصل حدیث کا ذکر چھپ گیا اور طالب علموں کے ہر حلقے میں اس پر رشور سے	
بحثیں ہونے لگی۔ اس زمانہ میں تفسیر و حدیث میں بڑا فزون ترقی تھی اور علوم فلسفہ و منطق کا بازار سر و پیا	
نوشہ شاہ صاحب کا یہ زمانہ پہلے سے قابل مبارکباد تھا۔ علوم نقد اور دعائی و بلاغی کو جس تعلیمت اور تعلیم	
سے آپ نے رواج و زیادہ ہر جہت آپ کا فرض نہیں سمجھا تھا جو لیکن قرآن و حدیث کی شاعت و تفسیر میں	
جو آپ نے کوشش کی جو اس کے احسان سے ہندوستان کی سر زمین اٹھاسکتا۔	
ہندوستان میں سب سے پہلے جناب شیخ عبد الرحیم صاحب دہلوی نے حدیث کی بنیاد ڈالی اور اسی وجہ سے	
اسلامی سر زمین نے آپ کے لئے اولیت کا تھوڑا سا بڑھایا لیکن ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات بخوبی	

آیت ہوئی جو کماؤں میں نہایت عبادوں طرف توجہ کی تارکی جانی ہوئی تھی مسلمانوں نے علم نبوی کو باطل
بجلا دیا تاہم ان میں اسلام پرانے نام لاتی گیا تھا جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث و قرآن
کی ترویج و اشاعت میں کچھ انتہا سے زیادہ کوشش کی لیکن آپ اس غرابی قیام کی کو دور کر کے جو صحیح
سے مسلمانوں کے دلوں میں گہبی تھی اور انعام کا آپ کی تمام کوششیں رائیگن گئیں۔

لیکن چونکہ ہندوستان کی قسمت میں اسلامی علوم سے کچھ دلچسپی نہیں رہے ہی روایت گہبی تھی
اس لئے جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے دنیا سے کوئی کرنا سے بعد خدا تعالیٰ نے اس عمارت کا ایک
اور سرپرست اٹھا کر کیا جس کی شیاوریں جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ناموں ذیل میں پائے گئے
جناب شیخ عبدالحق صاحب کبریا کی تصانیف حاصل ہیں ذیل میں اس تمام پر ایک حصہ کا نمونہ جو اب ہندو
کے دہشتہ مشہور و پرکار نامہ درمہر جمید کما جس میں علم نبوی کی تعلیم غنی شروع کی گئی اس کے ساتھ
ان مسلمانوں پر بڑا کہ وہ درمہر میں سے جو حق طلب حدیث پڑھنے کے لئے آئے گئے اور لوگوں میں
ایک طرح کی تحریک پیدا ہو گئی لیکن وہ جو ایک ایسی ذہنی جو ایک عظیم الشان دریا میں موج پیدا کرتی
چرچہ کہ شیخ صاحب نے اس بعد میں پے در پے کی کوشش کی لیکن چونکہ ابھی ہندوستان کو چند روزا دلچسپی
حالت میں رہنا تھا اس لئے شیخ صاحب اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکے اور دل کی آرزو دائرہ
میں لیکر عالم کوشش رہ گئے۔

جب ہندوستان کے قبائل و یواری کا شمار چکا تو حضرت نے جو انکا وہ حدیث کے شمول کر پڑا کیا تھی پکا
شاہ ولی اللہ صاحب اس سرزمین میں تمام ہونے جن کے علم فضائل کی حد میں ہندوستانی حدود سے
تنگ نظر و محدود بینش تھیں ان کی رہائی قبولیت نامہ لکھا دیا مسلمانوں میں پسند گئی۔ چونکہ آپ علم و مال و
میں خاص طور پر مشہور تھے اور آپ کے علمی کمال و صفات و جہلی وقت کے ساتھ لوگوں کے کانوں میں گونج
رہا تھا تاہم اطراف عالم کے لوگ بے اعتنائی ازہر جس کے ساتھ آپ کی طرف کھینچے جاتے تھے اور
آپ کی دوسری حدیث کا بلاناہد وقت گزر رہا تھا اپنے بڑی مسند ہی اور سرگرمی کے ساتھ علم و دینی کی
اشاعت میں کوشش کی اور اپنی ان نیک کوششوں سے علم نبوی کو اس قدر رواج دیا کہ اب جناب شیخ
عبدالحق محدث دہلوی کی ذالی ہوئی بیادیں آسمان سے زمین کرنے لگی تھیں۔

اس لحاظ سے اگر ہم اس اہمیت کے ساتھ کہ جو جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لئے جو کیا گیا ہی حدیث

مسلمان شاہ ولی اللہ صاحب کرسحق قرار دیں تو شاید یہ جانو کہ کس حد تک کی اشاعت آپ کے نام میں
ہوئی اسکا تاثر میں کتب صحیح سابق کے زمانہ میں شاہ حسین باقی تھی

ایک قابل ملاحظہ امر یہ ہے کہ یہ مختصر ایک قابل نوٹ ہے جو کہ جناب خواجہ شاہ ولی اللہ صاحب ایک قابل عالم تھے
اور اسے عالم چہرہ ہندوستان ہمیشہ نظر کر کے گا اور جس پر تاریخی روشنی ڈھیلے گی اشاعت یہ کہ اگر آپ کا
وجود ہوتا تو ہندوستان میں جو علمی فضا میں اس وقت چاروں طرف پھیل سوتی میں مرکز نظر آتیں
بلکہ خاص خاص ہندو دانشوروں میں دیکھی جاتیں۔ یہاں تو آپ ہر فن میں حلق تھے اور ہر قسم کے علوم کا
وس سے تھے لیکن آپ کا علم حدیث و تفسیر خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے شاہ صاحب کے نام و عروج کی
پیشتر علم حدیث کی حالت نہایت پستی اور تاریکی میں تھی۔ قابل ملاحظہ یہی لوگ اس شریف علم سے دلچسپی رکھتے
تھے لیکن ہندوستان کی قبائل کی بلوری سے جب آپ کے علم کا چشمہ نور وار ہوا تو اس فن کی بہت بڑی
ترقی ہوئی اور تمام ہندوستان حدیث و تفسیر سے بھر گیا علماء کے طبقہ میں حدیث کا چرچا ہونے لگا اور
کے زمانہ پر ہر اس لال کے موقع پر حدیث کے مقدس الفاظ آئے گئے بحیثیت میں ہندوستان پر شاہ
کا دیرسا کرنا راہ صاف جس سے وہ سرانجام کی طاقت ضعیف کرنا لیکن اس کے ساتھ ہی باخبر
کنا پڑتا ہے کہ جس طرح علمی عروج و اقبال شاہ صاحب کے ہم عصر تھے وہ اسی طرح اسکا زوال و اوایل
مغز و اولاد و ہندوستان کے ہر گوشہ گیا۔ شاہ صاحب کی واجب الاثر اور اولاد و دنیا سے کیا انہی کی علمی حادی
کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اب اس عظیم الشان عالم میں کوئی ایسا بااثر شخص باقی نہیں رہا جس سے اس کا
نام نہ رہتا۔

انفرد جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد درمہر جمید میں جبکی زیادہ عبادت شیخ عبدالحق
صاحب ڈال گئے تھے طلبہ کو دینا شروع کیا اور پورے بارہ سال تک اس میں استغراق و محو تھے ساتھ ساتھ
اپنے پس کی تفسیر میں ملبس ہو گئے آپ کی خداداد قابلیت اور محنت کسی کی شہرت نے شوقین طلبہ کو اپنا
گمراہ کر دیا تھا جو دور دراز ملکوں کی سنگلاخ اور شوگر لکھا تھا ان سے کر کے آئے اور آپ کے درگاہ میں
داخل ہونے کو سراپا ناز و فخر سمجھتے تھے۔

شاہ صاحب ہر ایک طالب علم کے ساتھ خواہ وہ کسی نہ کیا ہو یا عالم فاضل اور قیاضی سے پیش آئے اور جبکہ
ساتھ جانا و شرم تھانہ بناؤ کرتے تھے نظر اس کے کہ انہیں نہایت محنت و محاشی اور دوسری سے تفسیر

جواب شامہ علیہ السلام صاحب جب کہ میر ہو کہ ایمان نہ فرمایت کہ اے میرے کسودش ہونے اور رہا ہو نہ کہ
میر پر اصل اور بنیاد کس طرح کہ میر صاحب نے فیض و اشرف حاصل کر کے فروشی محمد و عبداللہ علیہ السلام
جلالہ علیہ السلام کے ہر خاص و عام کو یہی بیان اعلیٰ کیا کہ میر صاحب نے میر صاحب نے فیض و اشرف حاصل کر کے فروشی محمد و عبداللہ علیہ السلام
جلالہ علیہ السلام کے ہر خاص و عام کو یہی بیان اعلیٰ کیا کہ میر صاحب نے میر صاحب نے فیض و اشرف حاصل کر کے فروشی محمد و عبداللہ علیہ السلام

[illegible]

فہم اللہین اہل کی حدیث کو ملحدیہ کی ایک خاص مناسبت تھی اس لئے انہیں اس شریف علم میں ایک نئی طرح کی نسبت حاصل ہوتی تھی تمام وقت حدیث کی نقل و نقل بہتین صرف کر دیتے اور شلو و حدیث کو حفظ کرتے رہتے تھے حدیث میں اس منہج کو محبت و استغناء ہوا دیکھا تھا کہ چلتے پھرتے اچھے بیٹے بیکہ جز حدیث کا اپنے پاس رکھتے اور ہر وقت اس کے مطالعہ میں غرق رہتے شیخ جیسے مغربی نے آپ کی تمام حرکات اور اساطیر کو ایک سال میں ضبط کیا جس کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشاخرین کیلئے کوئی عمل اور نہایت تو مجبور اس کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔

آپ نے کثرت و تصنیف کی ثابت و سبب میں ایک نہایت ہی قیمتی اور کمال و اچھوتہ میں اس غلام پر کثرت نقل کرنا پران۔ فرقہ میں لایا ہوا احد تا ایفہ فی احد اقسامہ سجدۃ جہات بولت فی شئی لم یصیب لایہ احد او شئی ناخص بقدمہ او شئی متفق بشرحہ و طویل بختصر کا دونوں میں معانیہ شیخی و شفی مخلصا بہ تبدل و تحق اخطایہ مصنف قبلہ او شئی متفق بجمہ و اذکان اضرارہ لولت۔ یعنی کثرت کی ثابت قرآن کے ساتھ و جوہر و اسباب میں سے ایک وجہ اور سبب ہونا چاہیے و یہ تصنیف و کثرت کے مساوی اور کمال میں ہونا ایک یہ کہ کوئی ایسی چیز کثرت و ترتیب کے تابع میں نہ ہو جس کی طرف کیسکا ذہن اس سے پیشتر دوڑا نہ ہو و دوسرے یہ کہ کوئی بات ناقص ہو جس کی اسے تکمیل نہ ملے جو تیسرے یہ کہ کوئی شے متعلق ہو اور یا کسی تشریح و توضیح کے درپے ہو چکے ہو کہ وہ زیادہ طویل طویل ہو جائے یا مختصر ہو یا زیادہ طویل یا مختصر ہو یا کمین معانی کے کمال اور مطالب کی تفسیر کی طرف الٹ ہو یا چھوٹے ہو کہ کوئی چیز مختصہ ہو یا غیر مختصہ ہو اور یا اسے ترتیب کے آئینہ نہ کرنا چاہتا ہو چھوٹے ہو کہ اس میں پیشتر مصنف نے غلطی کی ہو جس کے اعمار میں اس سے قلم اٹھا ہو یا سابقین یہ کہ وہ پریشان ہو یا گنہگار ہو جسے جاہک بگڑنے لگا یا بنا ہوا فہم اللہین یا فی کو خدا تعالیٰ سے وہ عظمت و جلال اور بزرگی و فضیلت عنایت کی تھی کہ سلاطین و سلاطین اور شہزادے و سلاطین و سلاطین کو گریز میں آپ کے ہونے چکے تھے اور ملت بنا نہ ہوئے کو اپنا خیر سمجھتے اور تدبیری کو سعادت یا ہی بیکار کرتے تھے یا دنیائے عرب اور شہزادے کو کہ جب کوئی ہمیشہ آتی تھا آپ کے ہمت و دماغ کے طالب ہوتے اور چرچہ آپ اور شہزادے اس سے سزا و تحریف نہیں کرتے

حدیث کی دس اور اشاعت کے علاوہ آپ پر مشتمل قرائن میں مصروف رہتے اور نہ پرمانی اور شہزادے

قرآن و فرائض کے ساتھ ایک مہینہ صحت روزانہ قرار کرتے رہے شہنشاہ جہری میں دنیا و دنیا دار سے ستر گیارہ روزت الفردوس میں خدا و مری مہمانی قبول کی۔

شیخ عینی جعفری مصری

یہ شہرہ رفاصل مغرب میں پیدا ہوئے اور وہیں فشو و کالیا قرآن مجید اور علوم متناہی کے چند مہمان میں سے تھے اور وہ شہزادے سے بہت سبب ہو کر ہندوستان کے چکے تو پر وہیں شیخ ہر گیارہ سال کی صحبت میں اس سال سے زیادہ رہے اس صحبت میں آپ کو اکثر علوم میں تبحر حاصل ہو گیا اور ہر علم میں میں شہری توفیقی شہرہ ہو گیا ان دنوں اچھا و اچھا خطیہ اور خطیہ و مصر و عربی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور شہزادے میں سے روز میں کچھ اس کے بعد آپ کے کچھ میں وطن مکتا کر گیا۔

شیخ عینی کی تصنیفات سے ایک جیسے و مخالف الہا سائیدہ ہے جو تا بعد ہی قریبی دور روز کی کتاب ہے اور میں کی تھوڑی سی میں کچھ لکھی ہیں اس کتاب کے دیکھنے سے طبع کی یافت و قیامت بہت کچھ ثابت ہوئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث میں کس قدر پایہ رکھتے تھے اور علم حدیث کو کس عروج پر پہنچا دیا تھا اس کی وجہ سے کہ نامہ اہل عرب میں سے آپ کو اپنا نام و شہرہ تسلیم کر لیا تھا اور شیخ کا مقام و وزنی خطاب دیا تھا۔ آپ کی ہنگامہ میں عراق و مصر اور شہزادہ و غیرہ کے لوگ بہت حاضر ہوتے اور آپ کے حجر و ست نقل و شہزادہ کا نقل پر شش کرتے۔

سید مہر نے جو شیخ عینی کی نسبت مختصر تذکرہ میں لکھا ہے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک ایسے وجہ کے شخص تھے جن کے فضل و کمال میں کوئی شخص اس وقت برابر ہی کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں من لواحدان بنظر اہل شخص لا یشک فی کلا یہ فلینظر اہل ہذا امین جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جس کی ولایت میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا اسے شیخ عینی کو دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح سید مہر نے مولوی آپ کی نسبت لکھا کرتے تھے کہ اگر ذوق دہانہ

شیخ عینی جس میں علمی فضائل ہیں شہزادے اور شہزادے اسی طرح عادت و عادت میں میں کی مستحضر تھے آپ میں ہر حدیث کیان اور غریبان میں تھیں وہ کسی دوسرے شخص کو اس زمانہ میں انصیب نہیں ہو سکتا کوئی ناگزیر کسی شخص میں ہوتی اور حضور عادت پر دوست و مہاجرت ہی کثرت طواف قیام نہایت شہزادے

شیخ عینی مصری

میں پھر وہ جہ کے تھیں تھے۔ اور دوسرا لانا ترک وادشاہ کے مختلف و منصب نامہ و شہادۂ اعلیٰ
میں جو رحمت اور عفو و تقوان اس کی نصیرت نامہ ملا و خدمت کے مختلف عالی جن۔ تمام اس میں مشروط اور
درسیانہ و اعلیٰ پو کو شک و اہمیت میں شامہ جو ہر وقت ہر سال ملا و ہر وقت ہر سال ملا و ہر وقت ہر سال ملا
شامہ کی ہر وقت ہر سال ملا و ہر وقت ہر سال ملا و ہر وقت ہر سال ملا و ہر وقت ہر سال ملا
طوت طیت کا بیان نا۔

شیخ پیسے نے فہمفی کے مطابق ایک مذہبی کی ایک کی تھی جس میں نفی۔ و اب ان کی نامہ میں تھیں
بیان کی ہیں اور جس سے ان لوگوں کے غم و غلظت بخفی رہی ہو تے جو اس بات کے مدعی ہیں کہ
حدیث صحابہ کا سلسلہ آج باطل منقطع ہو گیا ہے۔ چنانچہ سند جبری میں دینا سے استحال کیا اور سند
شدان میں شہرت بن گئے۔

شیخ ابراہیم کردی مدنی قدس سرہ

یہ بزرگوار علاوہ مذہبی قدس کے دنیاوی شان و شوکت بھی بہت کچھ رکھتے تھے جس سے بڑے بڑے بزرگوار
فن حدیث میں بچے شاگرد تھے و دفعہ خاصی میں ہی پشہ و کمال حاصل تھا علما و حضرات شہرین
میں پیشانے تسلیم کے لگے تھے اور مدد و نام کے فنکار و نام وقت اور وقت نامے عصر کے خطاب
سے یاد کرتے تھے۔ علم حدیث و حدیث میں مدد کے لگے تھے اور ایک فنون و تہذیب و کمال پرستی کر
گئے تھے جو جن میں پیشانے تسلیم کے لگے تھے۔ اسی بات اور پرستی کا یہ
بیزاری تھی کہ اس حد کے پھر بھی کی زبان پر نہایت وقت و حکمت کے ساتھ آپ کا مدد چاری تھا اور
معا و شفا کے علقہ میں آپ کی انصاف و ہمت سرانجامی ہوئی تھی۔

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ بہت سی ائمہ و وقت کی خدمت میں پہنچے علم کی تحصیل کی اور اپنی ہی ادا
میں تمام علوم سے فراغت کر لی۔ فرائض و عقیل و عینک میں جے کے نص۔ سے غرضت کیا اور دوسرے
توسیع شہر نہاد میں سکونت کی جو اس وقت مختلف علما کا مدد تھا اور یہاں پر کسی کے اہل کمال اور علما و
فضلا بہر رشتہ موجود تھے اور غالباً میں وہ بھی کو شہرہ و نام و سال تک یہاں پر کسی کے کیونکہ اس زمانہ
میں ہزاروں شہر کے کتاب کلاہت کچھ کوئی اور نہ تھے اس کے من میں تھا جس زمانہ تک آپ

بنداد میں خود کوشی ہی اس میں کوشا و تات سید عبدالقادر قدس سرہ کی ہزار افس پر ہر جہ و جہ
رہی ہو تھیں۔ آپ کا اس زمانہ کا وقت و شوق پیدا ہوا۔

دو سال کے بعد جب کو کھانا لکھا اور ایک شام میں چار سال تک سکونت پذیر ہو کر ان میں ہر جہ و جہ
ہوئے تھیں جن میں کوشی لائے اور شیخ احمد شامی سے ملاقات کی شیخ ابراہیم کو شیخ شامی سے اور شیخ
کو ان سے ایک نصیبیت عیب پیدا ہو گئی اور شیخ ابراہیم سے بہت تھوڑے عرصہ میں ان میں اپنا
گرویدہ بنا لیا اور یہ عیب حاصل کیا اور حدیث میں روایت کیں اور ان کی صحبت میں کلاہت علیہ پر ترقی کی
علی اور کردی زبان کے علاوہ فارسی و ترکی بھی خوب جانتے تھے اور ان زبانوں میں ایسی سہولت
اور سہل تھیں کہ ساتھ تھری کرتے تھے جسے سکرانہ ان لوگ بہت زور دیتے تھے۔

شیخ ابراہیم علی شہزادہ فضل و کمال میں سکندریہ کی شہرت رکھتے تھے اور خود فراست تہ و تواضع و تہذیب
میں ضرب اعلیٰ تھے۔ یہاں کا بچہ کوشی نامہ میں آپ تک شام میں تھیں۔ اکیڈن شیخ محمد بن عبد
کے زمانہ ہجری کی طرہ اس مدت سے موجود تھے کہ اس وقت شہر کا نام بہتر ہے کہ نہیں آپ واقعہ میں گذرتے
میں کہ کتاب شیخ محمد بن عبد بن ان کے جوئے کی طرا کو جھانچت ہیں شیخ ابراہیم نے علوہم کیا کہ آپ انکس
کی طرہ شامہ فرات میں شیخ ابو طارہ کا بیان ہے کہ اس وقت شامیہ کے دارت تحت و تاج کا امین ہے
میں طرہ کے لوگ جو جسے نام ہے پکارتے تھے ایک ائمہ و تہذیب کی زیارت کو آیا اور بڑے شان و شوکت
سے آیا جب شیخ ابراہیم کے علقہ و جہت کے شہ و نام و علما و شیخ ابراہیم کا وکالت و تہذیب کے ہم غیر کو ہوا
یہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہو اور ملاقات کے بعد شیخ سے مل کر کیا کہ میں نے جب شامہ میں ایک افسانہ
دیکھا دیکھی ہیں کے سامنے اور تعلق و قلم کرنے میں اس سے زیادہ کوشش کی شیخ نے فرمایا کہ دیکھا دیکھی
جو اب دیکھا لوگ سرہ و جن کو کہہ کر تھے تھے سیکل سکس انکس کردی شیخ نے نہایت جوری سے ایک بیان
لوہ میں یہ بات چھی وہاں علوہ منہ معاجد اللہ ان دیکھا ائمہ و معنی و خراجا۔ شیخ کی اس بیزاری
تھوڑے کچھ کے تھوڑے میں ایک فوری تھوڑے ہوا کر دیا اور اسے آپ کی اس تہذیب و تہذیب سے متاثر ہوا
خشکی کی میں تھیں اور وہ تھیں جو تھوڑی کا تھوڑا تھیں و غیرہ سے مستعد کی گئی تھیں جب میں سے کچھ کوشی
کے تھوڑے میں ہو کر ان میں ملا و تھوڑے شیخ کی زبان بڑے بڑے مناظر و ان میں بھی تھیں تھیں تھیں تھیں
جسے جواب دیا کہ اگر تم صرف تھوڑے کی بنا کر تھوڑے کرتے ہو تو یہاں تک کہ اس طرہ و تہذیب میں ہوتا ہے

میں ایک اور شخص کا مسئلہ ہوا اور کہی لو کہ جس کے تبار سے اسد لال و جیت سے میں ملزم نہیں ہو سکتا
ان کے تعلق کی رو سے اس مسئلہ کی تحقیق و توضیح چاہئے جو نوید احمد نے وہ عائد ہے شیخ کے اس بیٹے اور
عاقلاً وہ جواب سے خبر نہ مند ہو کہ چپ مور اور نہایت منفس و کمد ہو کہ مجلس سے اٹھ کر آیا ہو شیخ
جس زمانہ میں ایک برسے نور کا حال تحریر کیا جس کا نام حاکم لکھا ہے جس میں غور کے ثبوت و مشکوک کے
خالص جواب پر گرفتار ہے شیخ کے جن عزیزوں نے خود کے تئیں مزاج کو دیکھا تھا شیخ کی خدمت میں عرض کیا
کہ خود دولت خاں ایک مغزو و متاثر شخص جو دہائی دیار مایہ میں بہت بڑی عزت ہوئی ہے خود متاثر
روم اسکی تشہیر دینا اور کمال قدر دانی سے اپنے برابر سخت پرکھ دینا ہے تعلق نظر اس کے کہ وہ قاضی اہل سنت
کے دیر پر متاثر ہے وارث عزت و تاج کی کامیابی کا مغز منصب رکھتا ہو ایسی نعمت میں جس کے رو بہ
اس قدر اہانت نہ کرنا سنا نہیں معلوم ہوتا شیخ نے اپنے دوستوں کی یہ دوسری سے بھری ہوئی تشہیر
سن کر فرمایا کہ یہ سب کچھ صحت ہے مگر میں آنرا وہی گوئی کا سرشت ہی با تہرے نہ دیکھا گو اس میں جس
کسی شک و شبہ کی حد نہ ہو ہی کہوں نہ پھینچے۔

مثل مشہور ہے کہ جو آج نہیں دیکھی کسی کامیابی کا کلمہ اجماع دیکھو و لا یصلح کہ شیخ صاحب کو بہت
اتفاق حق مشہور تھا اور اس کے علاوہ کوئی غرض پیش نظر نہ تھی غرض وہاں اس کے احباب
اس سال کو دیکھا ایک بات ہی نہ تھی نہیں نکالی اور شیخ کے درخیز علی تجرے صحت زدہ ہو گئے اور
آپ کی شاد و غم و فراست پر غصہ کر گئے تھے اس وقت یہ شہر قبول بالکل صحت کے درجہ کو پہنچ گیا کہ
کو کسی بگڑا دل نہیں ہوا گو چند روز کے ٹوچوٹ چمک اٹھتا تو اور نکل جہنم کو نکھر پڑتا ہو کہ اس چمک
میں چھائی درستی کی جھلک نمودار ہو کیوں نہیں مہر کو خود ہی و معلوم ہو جائے کہ تاج کو فنا و حق کو بہتا
بہت ہیسا کہ نہ تھا قرائن مقدس کے ایک مقام پر ہیں ایشاد فرما رہے کہ جاء الحق و زهق الباطل ان
ایضاح کان زهوقا۔

شیخ ابو ظہر بھی دعوت کرتے ہیں کہ شیخ فرح شادی ایک منہ بڑی شان و شوکت سے حرمین میں
ہوئے اور شیخ ابراہیم صاحب نے چری پناک سے لاکھوں نالوں ہمدردی کی جانب روانہ ہو کر شہر ہمدرد
کھڑو اسلحت جہاد و حکومت کی شان و شوکت کے پیشوا کے تئیں تسلیم کیا جا تا اور حدیث و فقہ میں شیخ
کو جگہ ثابت کرتا شیخ ابراہیم صاحب کا سخت متفق تیار ہیں طرح حدیث و فقہ میں شیخ شامی مسلح

اب و متاثر میں بھی کمال رکھتا تھا وہی قابلیت کا نتیجہ تھا کہ مولیٰ عمدہ سے وزارت عظمیٰ کو پہنچا
گیارہ پینچ بھی شاہ ولی وزیر اسلحت سے لاکھوں کھتے گئے تو اس نے کہا ایک وحدت شیخنا ہوا ہوا
میں تو نے جانے شیخ ابراہیم کو کیا کیا دوسرے بھی نے جواب دیا وحدت جھکا بیٹھ کا دیول لا جا جا
نکرو وزیر اسلحت سے غصہ میں بھیگ اٹھا اور نہایت تحقیر و توہین کے بعد مجلس سے نکال دیا اس واقعہ کے
بعد شیخ بھی شاہ ولی کو بلا شیخ ابراہیم سے شیخ شہید کیا اور ان کے ایذا کے قصہ سے ہر عرصہ میں آنا پانا
نہ ہونے سے یہ قصہ شیخ سے نقل کیا اور کہا کہ وہ آپ کے ہاکت کے دیکھ ہی اسی ارادہ سے دوبارہ حرمین
میں آج بزرگ شیخ سے نہایت استغفال کے بعد حرمین فرما کر جیسے اس اہل سنت میں ہے یہ صاحب
ذیل کو دنیا سے شاد و اراپے مقدس عمر میں آئے سے روک دیا وہی اسکی بھی مزاحمت کر گیا چنانچہ
شیخ بھی شاہ ولی کے متعلق نیشاد و فقہ پلہ پڑ گیا اور چند روز زندہ رکھ کر فوت کر گیا۔

شیخ ابراہیم کے اخلاق نہایت عام اور کسب تھا اور طرز معاشرت بہت ہی اچھا تھا کھانے اور لباس میں
تخت اور بات کو ظاہر و دل نہ تھا البتہ بڑے عوامی اور لائی آسکوں سے نفرت کرتے تھے سخت ترقی
کرتی نام کو نہ تھی مروت و تقوا میں پنا نکلی نہ رکھتے تھے خوش خلقی کی عادت آپ کی طبیعت آفرین و گہنی
تھی عاجز و سست نہایت عالی و غریب الیہ لوگوں کے ساتھ سلوک سے پیش آتے تھے خدا پرستی عام
تواضع اور سیرت اخلاوت میں اس زمانہ میں کوئی آپ کا دعوہ دار نہ تھا غلط فہم اور شکساری اعدال سے بڑے
تھی ایک مورخ آپ کی فیاضی اور بے استیاءت پر یوں ریا کر کرتا ہے کہ علماء و طلبہ اور رتداء میں سے
کوئی بھی ایسا نہ تھا پر شیخ کی سخاوت عام سے گھروں یا ہوجیت میں شیخ ان کے اہل حرمین اور دست تھے
جس کی ہمیشہ فیاضی کی باتیں ہو کر تھی تھی، قریبہ سیرانی نے مختصر فہم میں آپ کی مجلس کی قدر تھی کہ
ہو کہ ان بجائے دودھ من دیاض بھجئے ہیں شیخ ابراہیم کی مجلس جنت کے باغوں میں ایک پھل پھول
اور تازگی بخش مرغ تھا۔

جب آپ سلاطین حکومت کی قدر کرتے تو ان کے قصہ میں خائف و خوفیہ بیان کیا کرتے اور کلام ہمدردی کرنا
کی تہنیتی پر ترجیح دیتے اور فرماتے تھے کہ الفلاسفہ قار بو اعتقاد علی ائمن و لہ عیبت والیہ آپ کا
استیلا مسئلہ میں جواب پنا چھ ایک فریہ صمد اور وہی ماننے آپ کی تہنیت و ثبات ان جہنم سے نکالی ہے
واعہ اناعل خلائک یا ابراہیم لھو و لون۔

اور بابت شرح تصنیف کی اور اسکا نام مقیاس الساری کہا اور اسوقت نام ملک اسلامیہ میں موجود ہے
ایک حصہ ہوا کہ یہ شرح مطوعہ بھی ہو چکی ہو اور اکثر شیعہ کے پاس لکھی جاتی ہے خیال الساری کے کچھ
کے شیخ و مدرسین کی بابت اور بعد ازاں قیاس الساری کے کچھ کتب و تصانیف کی بابت ہے۔

مگر نہایت افسوس ہے کہ جانا بجز کچھ اس شرح کو ضائع ہی کی وجہ سے ہر ایک کے ادراک کی
زندگی میں اس کی تکمیل نہیں ہوئی اگرچہ شرح شیخ کی قلم سے پوری ادراک نہ ہو سکی مگر تفسیر کو کافی
شرح جوتی ہو تو اس کے مطالعہ میں ہمارے کسی کو دوسری شرح کی ضرورت نہیں پڑے گی اور کہ اپنے اپنی نام نہاد
کتاب بھی ہیں صرف ان کو اس جوش و متبع میں ہیہ مشغول و مصروف و زیادہ واضح بات ہے جو کہ اس
مشاعرہ میں ان کی ایک ہی خاطرہ شدہ و چٹا چٹا روایت تھی۔

آپ بچپن کے زمانہ سے تحصیل علوم کی عادت راف، اور علما و فضلاء کی صحبت کو مغنم سمجھتے تھے۔ انقاد پر ہرگز گرامی اور دوع و ضلال کو اپنا اور ہٹا چکے ہو بنائے ہوئے تھے ہر روز قرآن مجید کے دس سیرا پڑھنا آپ کا دستور تھا۔ روه بھی مسرہری طرے سے نہیں پڑھا۔ ان آدمہ پر لیکن جب بڑا بچے کا نصف آپ کے طالب ہوا تو اخلاق کے سبب ان تہادت میں مصروف رہنے لگے غرض کہ کوئی وقت ایسا نہ تھا جس میں آپ درس یا انقاد اور انقاد و عبادت میں مصروف نہ ہوں۔

شیخ نے علول علیہ السلام کی اور سب برائیات الہی میں صرف کی عام طور پر دیکھا یا کہ جو کجیہ انسان
کیا کر دیتا ہے اور جو بڑا ہو جاتا ہے جس کے بعض اعضاء یا ایک یا ایک کے کجیہ دیتے جاتے اور ان
میں کوئی منہل مروتے جاتے ہیں لیکن ہر کسی کی بات کہ جو کجیہ شیخ عبدالمصاحب باوجود اس
صفت ویرا ہے کہ اصل پر بھی تو اوستہ سے بھی جو عالم شاپ میں اپنے قتل و فرست جوتہ و زینت
و بیضہ حواس میں سرور و تمازت و آقا صالحہ قوت سادہ میں کہ چھ فرسیدہ ہو گیا تھا۔ آخر فرسیدہ
شیخ عبدالمصاحب نے آپ سے صحاح کی چھ دہائیوں میں شہادت تعلق و تہریر کے ساتھ ہیں اور ان کے
کوئے سادہ عبدالمصاحب نے جب کی چھ ہی تاریخ شہادت چھری میں اسقل کیا اور دنیا میں ایک بیشا
ہو گیا کہ شہرہ و شہرہ۔

یہ مثال خصوصیت اور علما محدثین وہ ہیں جن میں کے بعض حضرات سے جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب

و اتفاقاً عالم شباب میں بھی وہی لباس پہنے کی حالت میں موجود ہیں جیسی درس و تدریس کی گھر یا مدرسہ
پہنے شے کسی بھی لباس کی باقی ہے نہ وہ اسکا خاص قسمی طاعت گذاری میں جو اس وقت مستعدی و سرگرمی کی
وہی لباس کمزوری اور بیوقوف کے وقت بھی ہے تو مذکور شاہ صاحب کے تینوں زمانہ کے حالات زندگی پر نظر
پاگلے ایچہ برادر بہان سے ملے تھے اور آپ کا پیرا پیرا طریقے سے قابل مبارکباد تھا

نفس و کمال

نفس و کمال اور طبی مشیت سے بہت بڑا صاحب جس وقت و منزلت کے شخص کو حاصل ہو سکے انکے آج باوجود ان
و جس کے عین عین میں ہی کو جہت و دفع کے لحاظ سے طاعت و رقت نے آپ کو کچھ عین فتنے کے دور میں
و جہ میں بگڑی ہے پتہ پتہ ایک ناضل مرغ آپ کی نفس و کمال کی نسبت اپنی دماغی بون کا بکر کا ہے
اور بہت بڑا شاہ ولی اللہ صاحب کی شہرت اگر تیرا وہ وقت تیسرے وادب میں جو لیکن آپ صریح و دفع
میں بھی نہ تیرا جادو رکھتا اور نہ عین فتنے کا رکھتا تھا، درحقیقت میں شاہ صاحب کی تاریخ زندگی
میں جو چیزیں زیادہ قابل غور و راجع بننے کے دوام و جدوجہد آپ کے علم کا نام ہے میں چونکہ صریح کے
سابقہ حال کی تاریخ میں جہت جہت کو نہیں مگر آپ کی زندگی کے تمام علمی کارناموں اور واقعات پر
نظر ڈالتے ہیں تو وہ اس کثرت سے باوجود جاتے ہیں کہ اگر تیسری دو کا بھی اس کتاب کیا جائے تو بھی بے شمار
کی دست و پیک کے کافی عین و سبکی انداز پر ان واقعات کو نقل کرنا کرتے اور عین و معاملات حسب
کا عین کے سلسلہ پیش کرتے ہیں جو آپ کی اخلاق کے معجز و مختلف آرا کا نمونہ انتخاب یا سچا نمونہ ہے

طالع و عین سے جناب شاہ صاحب کو طبع و دفع کے، عقابت سے جو عین فتنے کے بعد رو بہ رو ہیں
ہی جو وہ وہ کو اس علم نامہ میں شاہ صاحب کو تیرا کارنامہ وادب و جہت کا بہت بڑا جو بہت عین
آپ کو وہ کمال قابل تہنیر و تحسین ہے کہ آپ کے علمی مناظر دن کے دیکھنے سے علم و معلوم
ہو جائے کہ فتنہ میں شہر کے اشارت و شہرت باوجود جہت کے کہ عین فتنے پر جہت پیش کرتے تھے انہیں اپنی
علوم کے انتساب کو اگر لکھ کر دیا جائے تو بھی اویوں اور شہرت کی غرضت میں آپ کا نام نہایت بڑا
آپ کی تاریخ میں نظر آتا ہے تو فرنگ شاہ صاحب کی ہمدانی شہرت جہت جہت تقدیر آندہ آپ کا
تیسرے شاہی مقامی و طبع میں آپ کا لکھنا جہت عین فتنے میں ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی آپ سے علم و
میں عین آپ کی تفرمائیت و حسن اور غرضی علم و طبع میں آپ سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا اور اس قدر خاص میں
و جہت میں عین صاحب کا کمال کو کمال ہی ہے، خاص میں عین شاہ صاحب کو تھا۔

صریح و تفسیر اور روگہ نہ ہی معلوم کی ترقی دینے میں اگرچہ بعض سورتوں سے جناب شاہ صاحب کا تفسیر
شیخ عبدالحی صریح وادب کے کچھ لکھا جو کہیں پرما میں گہ آئے ہیں کہ شاہ صاحب اس زمانہ میں کہ اس
فہرست میں پکا کچھ شیخ عبدالحی صریح وادب سے پیش لکھا جائے کہ کچھ نہ، میں علم و تفسیر کو
ہندوستان میں ڈال گیا اور اصول تفسیر و تفسیر کی بنیاد کا لکھی گئی مسودہ بڑا قابل ملاحظہ اور سب
کو کہ ان علوم سے لکھا تھے لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ان خط کو شہر اور سرگردان سے
ان علم کی اس قدر شہرت جہت جہت شیخ عبدالحی صریح وادب کی دلی ہوائی دیا دینے آسان ہے، عین کرنے
انکے اور جہت و طبع میں عام ہو گیا تفسیر و تفسیر کا چھ لکھ کر پیش کیا، اور خط کے لوگوں کی زبانوں
پر قابل علم و نقل اور دل چاہی ہو گیا۔

یک کا
زیر کار

جہاں ایک کتبہ مذکور نہیں ناضل جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے خط و کمال اور طبی تفسیر پر ایک کرنے کے
گستاخ کو کہ ہندوستان میں صریح و دفع کے، عقابت سے جو عین فتنے کے بعد رو بہ رو ہیں
کا چھ لکھ گیا اور جہت میں صریح وادب کے کچھ لکھا جو کہیں پرما میں گہ آئے ہیں کہ شاہ صاحب اس زمانہ میں کہ اس
صریح وادب کے کچھ لکھا جو کہیں پرما میں گہ آئے ہیں کہ شاہ صاحب اس زمانہ میں کہ اس
کہ ایک ایک شہرت و جہت کی شہرت و جہت کے کچھ لکھا جو کہیں پرما میں گہ آئے ہیں کہ شاہ صاحب اس زمانہ میں کہ اس
طالع و عین سے جناب شاہ صاحب کو طبع و دفع کے، عقابت سے جو عین فتنے کے بعد رو بہ رو ہیں
فکر کا صریح وادب کی ترقی وادب و جہت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
کی شہرت میں خوب کو شہرت کی ترقی وادب و جہت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
جہت جہت جہت کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
کہا کہ عام لوگوں کو کلام الہی کا سمجھنا آسان ہو گیا اور جہت اس ترقی وادب و جہت کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
اور شہرت و طبع وادب و جہت کی ترقی وادب و جہت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
نہیں ہوئی یہ ترقی وادب و جہت کی ترقی وادب و جہت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
چھ لکھ گیا اور جہت میں صریح وادب کے کچھ لکھا جو کہیں پرما میں گہ آئے ہیں کہ شاہ صاحب اس زمانہ میں کہ اس
تخصیص و تفسیر میں ترقی وادب و جہت کی ترقی وادب و جہت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں
تھا کہ خط و تفسیر میں ترقی وادب و جہت کی ترقی وادب و جہت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کو لکھا گیا اور خط کے لوگوں کی زبانوں

و چون در صورت انجالیه و نهین حضرت حق است
و این طایفه را واسطه گویند تا بر این مملکت
گفتند و بر وقت که خواستار از آن انتقال کنند
مجتباً و محتاجین و اصل و طریق جلاله بنفیب
روح و سر است تا چون منصب شوقه بر وقت
که از آن اهل کنند حضرت جلی و حکم میسر
شود و در کار و خلافت و شایسته سعادت
بمال خلف قومی نزدیک من طریق جیش
است و انوی نزدیک من با اعتبار و لیل کتاب
و سعادت و شایسته حصول سعادت و در جاست
اگر چه فیقرا است نسبت با طریق بسیار است اما
این چهار چیز ازین چهار طریق است و اگر در تمام
چیزی احدی عاقل و احسن و احسن و فاعله و اگر
نماز از باب سیر و یک در بعضی و تواتر مراقبه
ظاهر کرد و شد برین ابعاد و مراعات حضرت حق
عنه و برین هر یک از دوسه یا تمام که آن قدر
قابل شد و است و راست پیدا کرد و بر
رسم که دو صد کس باشد یا زیاد و یا کمتر و اگر
با فخر با عین جود آن با صلاح انشعاب است
اگر چه گاه به اعتبار دنیا باشد و گاه به اعتبار
و یا است و علم و دین که آن نور بطریق و یا است
نسبت بمن انتقال کرده است -

شاه صاحب
تقدیر طریف

چون خدا تعالی کی صورت انجالیه و نهین کے ساتھ تفسیر کیا گیا ہے
اور ہے اس طریق کے پروا واسطہ کہتے ہیں تاکہ سب طریقت
کریں و جیب پائین اس سے انتقال کر کے جیشک اکتا بن
تجربین اور طریق دیبا و سب کی روح اور سر کی آرا سگی پڑتی
ہو تاکہ لوگ منصب ہو کر جو وقت اس پر حال ہوں ان میں
جلی اہل کی حضرت نصیب ہو۔ اور یہاں وہ خلافت فیض
اُس بشارت میں جماعت کے حال سے واپست ہو کر سب تک
طریق جیشک پرستے زیادہ قوی ہو، و کتاب و سعادت کی شکل
کے لحاظ سے میرے نزدیک قومی طریق سرور و پرستہ
اصل سے زیادہ شایہ و ما سب کے گوشت کو اور بھی بہت
طریقین کے ساتھ سبست کامل ہی لیکن مذکورہ بالا چار چیز
میں سے ان چار طریقین سے انگریزین جہاں تعالیٰ ان کی
طریق کو جاری کرنے سے بہترین جزا عنایت فرمائے۔ یہاں
تھارے سوال کا جواب ہو گیا اب میں چاہیے نامہ ایک
مختصر فائدہ بیان کرتا ہوں اور وہ ہے کہ بعض اوقات مراقبہ
میں میرے اجداد و علما کا سلسلہ بیان سے لیکر حضرت نادر
چمکری علیہ السلام تک ہم پر حاضر کیا گیا جن میں سے ہر ایک کی
ہشامی میں۔ جیسے ایک ایسا و سلطان نور پائی کی وجہ سے
وہ دو سو آدمی باس کے بیکہ زیادہ باعث کار کشی و سرور و تہ
کیا گیا جو میں نے اُسے باطن چرم شوائب آباد ویر جاری
اصطلاح میں مخطبت سے تعبیر کیا گیا ہے اگر کبھی دنیا کے
اصطلاح میں چاروں گاہ جو واپست و علم کے لحاظ سے اور میں نے
یہی دیکھا کہ نور بطریق واپست جہ تک انتقال کر آیا ہے

شاہ صاحب کی تقریر بالاست صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ نے صاحب اربعہ شہرہ میں سے کسی خاص
 مذہب کے متعلق ہرگز نہ سمجھنے سے پہلے اہل مالک کے طرف میں سے کسی ایک طرف کے پابند نہ تھے بلکہ ان کو
 طریقت میں جو بات کتاب و سنت کے زیادہ موافق اور دلیل کے کثرت سے زیادہ مستحب ہوئی وہی آپ کا مستحب
 قرار پاتا اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ علوم نظام ہر مذہب اور مذہبی میں جو افتاد بہت شاد و ولی اللہ صاحب کو متاثر
 ہو و دوسرے کو بھی مستحب نہیں ہو سکتا یہی وہ کمال ہے جسے سب سے آپ کے نام کا امتیازی ہے پھر وہ
 ہندوستان میں کچھ رہے وہ کچھ رہے اور ان کا شمار اربعہ میں کیا لایا گیا ہے ان کی وجہ سے آپ نام دینا
 میں روٹا ہے دینا اور یہی علم و فنون کو چھوڑ کر شاہ صاحب کے صرف تصوفی علوم ہی ادا
 جاتے تھے کوئی شخص آپ کی رہبری کا جھگڑا دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر کوئی یہی کہہ دے کہ میں نے آپ کا
 شمار ولی اللہ صاحب شمار پر داری کے فن میں بھی بہت عمل اور بکا نہ رہا مگر تسلیم کرنے کو مجبور ہو رہا ہے
 یہ صفت خاص نام ناخداون کو تسلیم کر کے بڑے بڑے صف و فنون کو نہایت غصہ اور جانتے انصاف میں اس
 خواہش و قوت سے ان کرتے تھے کہ خداوند کا یہی نام اور نور پور کا نام رہتا تھا آپ نے اس فن میں استاد کیا
 بہت چٹا یا تھا کہ آپ کے عام رسومات جسے جسے فصیح و بلیغ اور انشا پر دراز نہایت وقار و وقار کی ہر جگہ
 دیکھتے اور فن و انشا کے شائق جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے آپ کے کاتب و خطاط وہ خاص خاص ناخداون
 اور علی جوہر میں پانچا علی ان کے نمونے کے نظر آتے ہیں جن کے ہر فقرے سے سب سے بانی
 کی شاد و قوت تھی جو اور ہر کمال کمال بہت ہو گیا ہو لیکن ان فوس سے کہ کہی علمی سوسائٹی اور دنیا
 کے حالات جن سے آپ کی زور و تکرار و رسد تھکا کا حال معلوم ہو بہت ہی کیا میں البتہ آپ کی
 انشا پر داری اور تحریر کا زور کسی قدر ان کا تکیہ و خط سے ظاہر ہے تاہم جن کی معزنا میں آگے
 سیر کریں گے۔

غرض تقریر
 انشا پر داری

نہ تقریر

ایک کا بار و محتاج اس کا اثر موافق و مخالفت و دونوں پر یکساں پڑا تھا آپ کی زبان بڑے بڑے متاخر و نام
 علمی ہندو میں کسی نہیں کہتی تھی اور ہر موقع پر دست و چست ہوا دیتے تھے جب آپ کسی مسئلہ پر بحث
 کرتے تھے تو کسی زبردست اور مستحق نقل کو بھی آپ کے مقابل میں نہ کھڑا کیا کہ جس کی جرات
 نہ تھی بلکہ ایک محبت و استغراق کا ہی جو کیا تھا اور نہایت خاموشی سے آپ کی تقریر سناتے تھے
 دنیا میں کوئی شخص کیسی ہی ناخداون اور اہل کمال کیون نہ ہو لیکن یہ نہیں کہ وہ نام کتب و قوم کو
 کہہ سکے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا جب شمار کمال تکملہ اقبال پر پہنچا تو آپ کے اور ج و شرم کو ہر جگہ
 اور خاصہ اور دشمن پیدا ہو گئے ہیں زبان میں آپ کے زبان پر یہ کہنا تھا کہ یہی زبان میں کیا اور کسی لفظ
 نہیں کہہ سکتے نہ تو یوں کے مقلدون میں ایک منکر منکر پر پہنچا کہ وہ یہ کہہ گئے کہ یہی ریزی کی تھی
 پر دنیا سے وہی نام ہی سب عام ہو گیا کسی تہذیب میں نہ آئیں گے اور بات بات پر گفتگو کر رہے ہیں۔ جو
 اس خیال سے آئیں گے کہ وہ میں تہذیب و فساد کی ایک جگہ ہو گا وہی اور جلالت سے روگردانہ کر کے آپ کے
 ہائی و فن ہو گئے ہر جگہ کے دن بہ مشورے کر کے اس ارادہ سے کہ وہ سے گئے تھے کہ مولانا شاہ
 ولی اللہ صاحب کی مخالفت میں وہ تہذیب کرینگے اور وہ پانچ آدمی مل کر انہیں زبردستی کر لیں گے لیکن
 آپ کے تقریر میں اس بلا کا بادوبہ تاہم کو کچھ سکوت و خاموشی کے سکودہم اسے کی محال نہ تھی
 سامعین کے نام ملکہ ان نہ سکوت حکومت کرتا تھا اور دشنام و ملامت کوئی کسی سے اشارہ تک نہیں
 کر سکتا تھا۔

غرض تقریر

نہ تقریر

یوں تو اس دلیل استدلال و تہذیب ناخداون کے ہر ایک ممبر کی خوش بیانی اور پرہیز گاری ہوتا نام لوگوں کو
 تسلیم ہو لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی فصاحت و بلاغت کا ہر شخص کو خاصہ نصیب کے ساتھ افق
 پر جب آپ کی علمی مجلس میں کوئی بحث چھیڑ دیتی تو ایک عجیب موثر طرز سے تقریر کی شروع کرتے اور
 انشا و تقریر میں کسی موقع پر نہ کہتے تھے سلاطین کا میں انشا کی ہر جگہ تھی نہ سنانی کو بار بار بیان کیا
 یا کہ خاص فن پر گفتگو کرتے تھے تاہم ان کا سلسلہ پورا اور ختم نہ ہوا تاہم دوسرے کو اختیار کرتے
 تھے اور انشا و تقریر میں ادب کا پہلو نہیں چھوڑتے تھے اور جب ایک گلائیو کا سلسلہ ختم کر کے دوسری
 گفتگو شروع کرتے تو پہلی تہذیب سے زیادہ موثر اور دلکش ہوتی تھی انہوں نے کہ وہ دن پر نہیں کہہ سکتے
 ہر کہے گئے کوئی بات ہی بھی اور منکر دن کو سوہل بنا دیتا آپ کے آئین نامہ کا کمال تھا جاتا ہے اور نہ

الحاصل یہاں بہت جلد بالحدیث مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے علوم و فنون کے زمانے اور اہل سنت
کے اوقات کے بین میں اس کثرت سے پا کر جاتے ہیں جن میں سے فقہی اور باج کا بھی اس کتاب میں نہیں ملے
سکے کیونکہ یہ اوقات میں ابن ابی اسعد کا تالیف وافی نہیں رہی جو تاہم جسے مولانا زعفران نے اپنے
تفسیر و احادیث کے اس کتاب سے ہم پہنچے مگر کہ کسی موقع کو تالیف و احادیث میں نہیں ملے گا اس لیے اس کتاب
کو بین و غیر بین میں نہ لایا گیا۔ ہر ایک کے کام کو اپنا

شاہ مصائب کی
شاعر بنی

تفسیر و در بعضی معارف غامضه

[illegible]

درواے دروین یومۃ الضداد کو مینا نام
 بہان و جان فدا کی وضع شیخ غفر شربت
 تو کی اول نوئی توشہ تو کی ملک تہر کی وطن
 نزدیک شیخ و ریاض مختلف فواد می جوش
 بخاست ازین سرخو پیدا و جزو تریس
 کہ می طر فزانی کلاش نہ سراوی

مستحقین باد که در جامه بزم کنند
چو بدو باشد در مکان صورت حق
زین ایست تفصیلی از زبان رو
شراب و عدت از غنای خلیب
چو قطره مهر زیسته با مهر سو
حیات که مستور از نظر بود
بسیار بگو موج دریا باز گردد
این عمر حسرت و شوق باز گردد

بزرگترین میریج که کم کرده ام خود را
خودش در دل مشبه بمانی کرده ام چو می گوید

دیده پرد جان انگار یا زنده دارم	جهان را چه زار یا زار یا زار چه میگردم
نغمه تحصیل دایم در دهنم	چون ترک منسوب یا نیکو چه میگردم
کس باکی میبازد کس باکی میبازد	اگر سن یاد آن بهمانیکه چه میگردم
کس تحقیق را از تو میباید دانم	خروج از قید منته یا نیکو چه میگردم
محباب دل خطا و سبب دل من خطا	این گزندک مطلبه یا نیکو چه میگردم
اشعار	
ما که ز تو نسیم ای بهشت	روگردان بعد ازین از یار گز
من ترا شوقی تر از صد چهره	درین آویزده مرا حکم بگیر
غیر من که با تو باست برود	آن دایست و غایت و سحر
جان من در چرخ خود برفت	من عذاب طهر اجری یا حیدر
چه قرارم در زبانت	باز تبار و کس یا مر یا تبار
دردم به چاهش تار شد	کس که دیار بپنداشد
ای برادر به ازین بهشت	فرق میکنی و ربیان شایسته
غزل دیگر	
ما که کریم کن که چو شمس خود افتد	من باز خودم بگو و از دوش خود افتد
شش شش چشمان که زخم برداشتند	چو شش زده بر خور از دوش خود افتد
از زمین موم چو شمس سکه دیگر	باز خور تا ز آفتاب شمس خود افتد
زین تیر زبانه آندوه و دم من	خوشش نکند زبانه شمس خود افتد
یہ غزل غزوات کجربیت است و اس کے دکان چار بار مستعدی شد ہے چو تارسی میں نہایت کیا ہے	
اگر شعرا و شاعرین کے کلام اس کجرت خالی ہیں۔	
رباعیات و دیوان بعض قلماء سلوک	
ملک نہ اخو نہ از شکوہ نمی است	والہ کہ سیرا یا نمان نشد ہی است
جانے کہ بود جلد و من ملک رفت	تا بن شدن بکجه خود میسی است

دانی که چه بود و شیخ قدیم ای طاهر	شکل دل تو خفا به و باطن با یار
این را شوی از دین حوائف کار	و ان فن و گریه و گریه از حصار
در خدایست ز اسباب خود	تو کس که بود و عامل از انوار تصور
در عایشه یعنی شوا و شفق غفور	در عایشه اثبات و دوسرے حضور
منی و دل شرط بین فداست	بے مست شدن کا کسی نکشاست
وزن و کثیفی بهر تخیل کردن	شروط و زنا و شاد و طریقه دوست
خواهی که شمس صرف محبت نوشی	باید که بتخیل عسل و کثیف نوشی
دل با نظایلات جهان صرف کنی	چشم از صورت جمله عالم پوشی
در عشق تو از جمله جان گدازم	وز هر چه چو یاد تو زان گدازم
مقصود من بنده تیر چو عجل تیر است	انقلاب از دل و جان گدازم
دانی که دل من پیش تو حاضر است	چشم به رخ خوب تو حاضر است
در زبانت ملک ملی است و صریح	گرسنگی و گریه خاطر است
دانی چه بود و مسل کشید و لیک است	در شمس اهل دل وجود است
تحصیل عدم در این پیشه مانع	در نفس خواطر و دست است
خوش آنکه با نوار و نوار گنج است	زیر که خوارت را اصول دین است
تو بر دل و نفسی خواطر خواهی	توی زرایه و وصول دین است
تحصیل عدم اگر ندانی کردن	باید نظر اهل نفس را جستن
زن و اعضاء را دود که باریز	در محبت اهل دل خواهی دیدن
ہا کہ نہ دامن ہی رہتند	بالک انوار قدم پیوستند
فیض قدس از محبت ایشان بچ	در دانه فیض قدس ایشان بستند
آن قامت که از قید جسد بیرون	از حیطه اسما و جسد بیرون است
چو بر تیر زان قامت نشانی دارد	چو بر تیر زمین بر سقف بیرون است
ہر کہ شد مظهر آن بار مجیب	ظاہر شدہ از تصورش آثار عجیب

والاھنامہ بعد اوانہ لعلہ لعلہ
 لا یورث الاھنامہ دان الماھک لا یورث
 الاھنامہ ایاک و اضاۃ اوقالت نے
 الدعة والبطالات والا مر تنکھ
 عجبیک ولا تھتم باہین بدیک لکن
 الناس من اذا سیم دخی وحق اادی
 والسلاھ

المکتوب الثامن

من فضیل حارف باہم الی بعض خلافہ
 ان الزمان قد مضی و ان الشر فی کل
 و لیس کل قرآن من المبین مسلک
 لیس کل ما یدعی الا انہ لیس مسلک
 فاوکل وحسبہ من الناس فانہ فی الحقیقۃ
 بحالہ الناس صوفی مشاہیر یحاذ
 لرفیع التکلیف ولا یف فی مجاری امر
 عند لائق قیاف و مقبولی جلالہ
 فشر ہنۃ الشکر والاداء و اذ یفعل
 مقبلاً العزیز الھامہ فقیہ عذوق
 یستطیع الریح علی اقل الی لیسہ ولا
 بنیم باوخصہ الخیر علی اھنیکہ کل لافہ
 برزھل منعیفہ بنشدہ فی دینہ کان
 الخیر فی شرفہ و غنہ عانی بکلف

آفتوان خط

تبریز

نری الا ساجد و جلالہ فی مضلک المبین

المکتوب التاسع

من فضیل حارف باہم الی بعض خلافہ
 ان الزمان قد مضی و ان الشر فی کل
 و لیس کل قرآن من المبین مسلک
 لیس کل ما یدعی الا انہ لیس مسلک
 فاوکل وحسبہ من الناس فانہ فی الحقیقۃ
 بحالہ الناس صوفی مشاہیر یحاذ
 لرفیع التکلیف ولا یف فی مجاری امر
 عند لائق قیاف و مقبولی جلالہ
 فشر ہنۃ الشکر والاداء و اذ یفعل
 مقبلاً العزیز الھامہ فقیہ عذوق
 یستطیع الریح علی اقل الی لیسہ ولا
 بنیم باوخصہ الخیر علی اھنیکہ کل لافہ
 برزھل منعیفہ بنشدہ فی دینہ کان
 الخیر فی شرفہ و غنہ عانی بکلف

فان خط

من فضیل حارف باہم الی بعض خلافہ
 ان الزمان قد مضی و ان الشر فی کل
 و لیس کل قرآن من المبین مسلک
 لیس کل ما یدعی الا انہ لیس مسلک
 فاوکل وحسبہ من الناس فانہ فی الحقیقۃ
 بحالہ الناس صوفی مشاہیر یحاذ
 لرفیع التکلیف ولا یف فی مجاری امر
 عند لائق قیاف و مقبولی جلالہ
 فشر ہنۃ الشکر والاداء و اذ یفعل
 مقبلاً العزیز الھامہ فقیہ عذوق
 یستطیع الریح علی اقل الی لیسہ ولا
 بنیم باوخصہ الخیر علی اھنیکہ کل لافہ
 برزھل منعیفہ بنشدہ فی دینہ کان
 الخیر فی شرفہ و غنہ عانی بکلف

نہن خط

نہن خط

ہامہ الشیخ ذی اللہ فی الفضل العلامہ
 الخدم صعب الخلة والذین السکران
 حسن اللہ الایمان انکم للعظمیٰ
 الجبل جاکم انکالات سابق الغالبین
 کاسمہ معینا للسنۃ والذین ایضا غنما
 علو البقیۃ عن البقیۃ والاعمال
 ولی اللہ علی عت سلمہ بیدہ ویدعہ
 لکھ فی الحرفات المجرۃ والاسلمہ
 فی الاقتل لیل بنر سوسنہ فیہ الغالب
 الی مریۃ الخلفان الذین علیہم جہت
 ویزم بیدہ الکرم علیہ الصلوٰۃ
 شہد فان الغنی من الجن بسیدہ
 الذین لای یفیدان یقصد الازہار
 الخیر یقصد عن فخر الذین لای یفیدان
 نقی والیہ فی الغنی لا یفقد من ذی
 العرفۃ قولا والاعمال فیہ الخیر
 فلا یفقد الیہ الخیر اللہ صلی علیہ
 برجل لا یجلیہ اللہ واللہ اعلم
 واجتہد

ستر ناظرین بشااد صاحب کے کتاب
 خط وخیل کیا ہوں ہر گز نہ نکل
 میں شاکہ نکل کر سے علاء واپ
 آپ کو تصدیق فرماتے ہیں کہ

معین الدین شہیدی کے نام۔
 خدائی مبارک کرم و شکر اور بڑے
 ہر گز نہ نکل کر سے علاء واپ
 میں شاکہ نکل کر سے علاء واپ
 آپ کو تصدیق فرماتے ہیں کہ

یا خیر
 یا خیر

اس علی خیر اور بڑے شکر اور بڑے
 او ل مولانا مرصوف کا خاضل کرنا ہوں
 ہر گز نہ نکل کر سے علاء واپ
 میں شاکہ نکل کر سے علاء واپ
 آپ کو تصدیق فرماتے ہیں کہ

جات الفضائل کریم الشاہ مولانا عبدالحق
 جات الفضائل کریم الشاہ مولانا عبدالحق

سن الفقیر العارف عبدالحق الشاہ فی الفضائل
 فانہما منی السلاخ والذین مقتضا
 بدیع من اہالیہا ذلک الذی فی الارض
 الضلایۃ ذلک الذی فی الارض
 الغیر شعلہم والذین مقتضا
 حیدر ہما ذلک الذی فی الارض
 وذلک ما یفید ان فیہ من الخیر
 وذلک ما یفید ان فیہ من الخیر
 وذلک ما یفید ان فیہ من الخیر

نشر شد	۳	عربی میں	قرآن و تفسیر	مختصر تفسیر	۱
نشر شد	۲	عربی میں	قرآن و تفسیر	مختصر تفسیر	۱
نشر شد	۱	عربی میں	قرآن و تفسیر	مختصر تفسیر	۱

باب شانزدهم فی مباحثی که در بیان او در تمام میزان نفس لطیف نهایت مناسب هست و بهشتی و جنتی

تاریخ	نام صاحب	تاریخ نسخہ	محل نگارش	توضیح کتب
۱۲۵۵	مکتبہ	۱۲۵۵	کراچی	اس خود روایت سے کی ہے جس سے آپ کا مجدد و کمال حضرت نائب امیر صاحب فرورگ اس شیخ کو ایک دفعہ توفیق فرما لے سے آخر ملک چلے جاتے ہیں پھر اٹھ دہائیوں کی تحقیقات میں زیادہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اس کے بعد کچھ سے معلوم ہو تا ہے کہ حضرت صاحب کد حدیث وغیرہ پر کس وجہ سے فرما رہے ہو ان مسائل میں کو کتنا غماز تھا۔

[illegible]

ترتیب	اس کا کتاب	ترتیب	اس کا کتاب	ترتیب	اس کا کتاب
۱	مسوکی شیعہ موطا	۱	مسوکی شیعہ موطا	۱	مسوکی شیعہ موطا
۲	تجملہ البانی	۲	تجملہ البانی	۲	تجملہ البانی
۳	تجملہ البانی	۳	تجملہ البانی	۳	تجملہ البانی
۴	تجملہ البانی	۴	تجملہ البانی	۴	تجملہ البانی
۵	تجملہ البانی	۵	تجملہ البانی	۵	تجملہ البانی
۶	تجملہ البانی	۶	تجملہ البانی	۶	تجملہ البانی
۷	تجملہ البانی	۷	تجملہ البانی	۷	تجملہ البانی
۸	تجملہ البانی	۸	تجملہ البانی	۸	تجملہ البانی
۹	تجملہ البانی	۹	تجملہ البانی	۹	تجملہ البانی
۱۰	تجملہ البانی	۱۰	تجملہ البانی	۱۰	تجملہ البانی

ترتیب	اس کا کتاب	ترتیب	اس کا کتاب	ترتیب	اس کا کتاب
۱	مسوکی شیعہ موطا	۱	مسوکی شیعہ موطا	۱	مسوکی شیعہ موطا
۲	تجملہ البانی	۲	تجملہ البانی	۲	تجملہ البانی
۳	تجملہ البانی	۳	تجملہ البانی	۳	تجملہ البانی
۴	تجملہ البانی	۴	تجملہ البانی	۴	تجملہ البانی
۵	تجملہ البانی	۵	تجملہ البانی	۵	تجملہ البانی
۶	تجملہ البانی	۶	تجملہ البانی	۶	تجملہ البانی
۷	تجملہ البانی	۷	تجملہ البانی	۷	تجملہ البانی
۸	تجملہ البانی	۸	تجملہ البانی	۸	تجملہ البانی
۹	تجملہ البانی	۹	تجملہ البانی	۹	تجملہ البانی
۱۰	تجملہ البانی	۱۰	تجملہ البانی	۱۰	تجملہ البانی

جہاں شاہ ولی اللہ صاحب کی تفسیر مذکور ہے وہ درج ذیل ہے۔ اصل اہل بیت کا یہاں مناسب جہاں پر اس کی تفسیر

نمبر	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۱	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۲	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۳	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۴	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۵	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۶	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۷	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۸	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۹	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۱۰	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین

نمبر	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۱	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۲	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۳	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۴	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۵	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۶	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۷	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۸	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۹	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین
۱۰	مکتب	مدرسین	مدرسین	مدرسین	مدرسین

مدرسین

۱۸	تذکرہ	نام کتاب	تذکرہ جن جن کے میں مشغول	تذکرہ	مؤلف
۱۹	تذکرہ	نام کتاب	تذکرہ جن جن کے میں مشغول	تذکرہ	مؤلف
۲۰	تذکرہ	نام کتاب	تذکرہ جن جن کے میں مشغول	تذکرہ	مؤلف

جائزین و در شاہ صاحب کے نام تصنیفات اہل الطائیف و ملی سے تعجیبت مناسب مل سکتی ہیں

[illegible]

سلطنت کو اعلیٰ درجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ جس نے یہ یقین خبر دے کر فرما ساقی جو اردو بہ (عبد ستودہ) کے پاس

شمار	نام کتاب	نویسنده	موضوع	شمار	نام کتاب	نویسنده	موضوع
۳۱	کفریت و غفلت	فخر بن	موضوع علم الکلام	۳۲	نقد و جواب	فخر بن	موضوع تصوف
۳۳	بر عهد رسول خدا	فخر بن	موضوع علم الکلام	۳۴	مجموعه آثار	فخر بن	موضوع تصوف
۳۵	وحدیت نام	فخر بن	موضوع تصوف	۳۶	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۳۷	کسب و معاد	فخر بن	موضوع تصوف	۳۸	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۳۹	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۳۹	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۰	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۰	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۱	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۱	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۲	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۲	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۳	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۳	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۴	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۴	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۵	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۵	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۶	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۶	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۷	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۷	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۸	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۸	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۴۹	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۴۹	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف
۵۰	مکاتیب و فقه	فخر بن	موضوع تصوف	۵۰	تفسیر قرآن	فخر بن	موضوع تصوف

[illegible]

یوں کہ زمین اور شاہ صاحب کے تمام تصنیفات اہل المطابع و ولایت بوقت مناسب مل سکتی ہیں

چونکہ جناب حاجت باہر حضرت مرزا شاد ولی احمد کی تاریخیں نہ تھیں ان کو بھی اور اسباق واقعات نہیں دیا چاہے حضرت
 کے ساتھ قلیل و کثیر مرزا شاد حسین آپ کے حالات و ذات اور وہی نہایت اہتمام کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ مرزا شاد
 نہایت افسوس کے ساتھ شاد صاحب کی خدمت پر مامون رہے

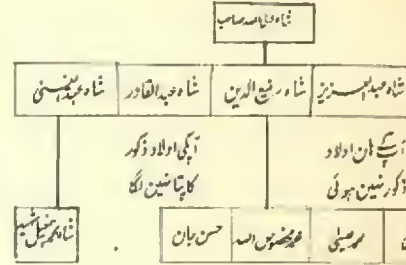
مذہب کلمہ بن ایمہ اہل سنت و کلمہ بن ایمہ بن قدامہ کا ہے جس سے اہل ایمان بن ضرور پیش کیا والا ہے جس میں
کافع اور نہ کر واد سے نہ سے ٹھاسے کہ ان میں کا ٹانگہ اور نہ اور کا نام نہیں ایک بن ضرور سے کیا وادی
ہیں فیض بخوبی طمانہ کر واد میں اور کہیں کر ہا میں لانہ کر واد کا تہیہ میں ہوا کہ ایمان بن ضرور بن
کا ہر کا اور ہر سو سے بنی پر ہر بار ہی افی میں سے کا کر واد کر واد سے ٹھاسے ان میں سے ایک اور نہ ناگ تہیہ تبدیل
آکے پیش کر تہیہ بن واد میں سے وادی کا تہیہ کا ہر کا ہے اور نہ ہی ہر کا

اگر کہ جسے نہ خدائے باری اور مگر وہ بندے دنیا میں آئے جن میں صرف چند روز سا وقت زندگی ہے کہ اپنے عمل کو اگر ایک لمحہ بھی غفلت اور غفلت میں ملا لیں اور دنیا کے شر و رونا و رنج و جنگ و جدل سے بے پرواہی و شوق نہ بنے دنیا کے باروں میں گرفتار نہ آئے دیکھتے دیکھتے اپنے غائب ہو گئے کہ کوئی ہی نہیں جانتا کہ کہاں تھے اور کہاں پہنچ گئے۔

الغرض بب جناب شاہ ولی اللہ صاحب عمر کے ترمیم و اصلاح کے لئے کہ وہ روز کی نصف سی پیاری میں
میتلا بہ کر سٹے " یہ بھی میں نے نام سفر عزت ہوئے اور شاہ جہان آباد کی جنوری میں صاحب پرانی : میں نے قریب

آپ کی تاریخ وفات اس صبح کے تھی جو جمعہ اور امام غلام دین
جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے چار مشہور ناموں میں سے ایک ہے آپ کی موسیٰ یا دکان سے میرا
ذیل کے شعر سے واضح ہوتا ہے۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور اولاد کا شجرہ نسب



شاہ ولی اللہ صاحب
کی اولاد کا شجرہ نسب

باب دوسرا جناب شاہ عبد العزیز صاحب

عابد باہر جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے چار مشہور ناموں میں سے ایک ہے جس کا آپ کو شجرہ
نسب مندرجہ ذیل ہے اگرچہ یہ چاروں بزرگوار اپنے ناموں میں علیٰ غرہ ہر ایک نے قوت تفسیر صاحب شجرہ
تفسیری و طوالت کثافت و بابت انداز سے لایست میں فرمودہ ہر ایک صاحب شجرہ کے جانتے تھے اور ہر ایک
بزرگوار سوانح کا کام ثبات مقام تھا لیکن ان سب میں جناب شاہ عبد العزیز صاحب باخصیص پورے نامور و
جستہ ہیں قوت کے بہرہ میں شمار کیے گئے ہیں ہندوستان میں اس وقت جہدہ بھٹہ میں سیکے سلسلہ شاہ
عبد العزیز صاحب ہی کے واسطے سے جناب شاہ ولی اللہ صاحب چرخی ہوتا ہے۔

جناب شاہ عبد العزیز صاحب اپنے تمام ہائے میں سب سے افضل اور عمر میں سب سے بڑے میں اور اگرچہ سب
شاہ عبد العزیز صاحب اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب آپ کے تین ہائے میں
بھی گناہی کے واسطے سے شجرہ مندرجہ ذیل شہرت پر گرا لی ہے اور علمی شہرت میں ہر ایک وہ جس سے
بڑھ کر ہے لیکن ان سب میں لفظ شہرت عام اور باہر باہر اوقات علیٰ قبال جناب شاہ عبد العزیز صاحب
میں یہی وہ عزت و ادب کے نامور مشہور شخص ہیں جنہوں نے اپنے خاندان کو تمام دنیا میں بھشناس کر دیا ہے
حقیقت میں اگر اس جلیل القدر اور مجتہد خاندان میں جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے وجود باوجود ہوتا تو خاندان
گناہی کے واسطے سے کبھی نہیں بھٹتا اور وہ تاج شہرت جو اسے تاج حاصل ہے کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

جناب شاہ عبد العزیز صاحب مشہور ہیں میں پیدا ہوئے ہیں کہ آپ کے تاجی نام سے واضح ہوتا ہے
ایک فاضل مہربان کا بیان ہے کہ جب شاہ عبد العزیز صاحب پیدا ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ
صاحب نے عبد العزیز نام رکھا لیکن آپ کے بساں باب اور نقاسے غلام علیہ السلام تاجی نام رکھا۔

شاہ صاحب ہندو شیر خوار ہی تھے کہ آپ کی ذراغ اور نصیب و پیشانی عالمائے ترقی و اشتہار کی مش
رہشوں منور تھی اور ان میں ایک خاص قسم کی بزرگوار نشانت کا چمکا رہا تھی جس سے تاجی رنگت نہا آپ کی پیشانی
کے قہر چڑھی اور ابھری ہوئی تھی جسے دیکھ کر بصریوں کو جب تک کہ کسی زمانہ میں یہی بلال بدلتا رہا کہ
انہ میں ہم جھکنا اور اس میں ہر نما اور مذاق بال بچے کو وہ پامنا عزت اور دوا کی آبر و نصیب ہوگی جو زمانہ میں ہو

ولقد رفعنا لاشراؤفوقنا وكل نجعل لا يراهمنا ادى الخلق طرامشكين ممانهم كل زمان من تقاسم رحمة وان زمانا خلقت فيه مسودا ثم الشغل فيه غير شق وبدعة جزى الله عنا قومه وسكدهم فقد غفلوا جميعا كثر من الركب ولم يدعوا قوما صومنين عنهم هم كل امرئ به في بلادنا لقد خلدت هذه الارياؤفوقنا فكل بعد هذا من معاذ لعائن اياك بكه تشكوا الزمان وانت كفى الله سلوانا لوجع مفاصل وكيف بهم الهو خرقنا مينا وان كانت الامور لا خير فيهم مرسول الله العالمين فانه يلو به الايام من اهل حجة بضم عناة الصادقين جناب وبسته بوزع الجبهش العزم بامه	وكل امرئ يلو بالثنا ظل وكل حوسد مفضل في دنائنا وامهم ما بين فقرنا مثل الاكاه نصيب لا يرد بها مثل خلى من الخيرات ملاء الزلال وما الناس الا كما يجعل العاهل عقوبة شرعنا لعين اجل وقد اوجعنا في اهل ثناء وجاهل وان واقوهم بالذبح والكل كل يخونون فينا بالضم والاصا كل عن العدل حتى قلت بل كل قاتل وهل من مفيد يتقى الله عاقل عن مكاره لطف الله لاه وعاقل اليس يكاف عروة للارواح كل وللنالي من ليس عنا يقاتل فمن تمسكنا بحبس التماس كل فما اليتامى حصصه لا ارا مل فقد عتده في نعمة و فواضل كناهم امرنا من شعث الفتا كل وان كان جردا كثر الصواهل
--	--

ثا و صا سبب اس خطين سكر در مرثون كل غا بگري امري من سكر سكر اقام كل چير و سبب سكر سكر سكر سكر
مرضايت تو صبر في كسبا قد ايس من سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر
شا و صا سبب مرادوف كاك اكر خط سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر سكر

قالق رقا من هنا من حى هند ومن شجرة في البرق امسيت في كجنت طرا عن نزول صحيفة كتاب كمعدة الى دجدة نظره فلما فككت الختم عنه وجعلته	وهب شجرة سكر من الى سكر ومن شجرة في البرق امسيت في مكرمة عن قد ولة العن والجل ليكن نساك الشق واسطة العقه خطوط يد احين على حصة الورق
---	---

سلام نولامن وب رحيم و تحية فضلا من ركريم على من الفضل كل طراد انبا وقاصبا
المها من اسرا يوبا وخافيا بسلا الالكاه وبخلاصة ارباب المفاخر ولوى عمنان بن فاروق
الكثيرى لازل فزره بين الكاه وعليا ويدا على مائة الكاه ومجلى قما جرح مجلس رحمة من
رياض الصالحين وصحيفة منهل العا بدين وادام الله محقق رونقا للعلوم والفضائل وزينة للعلم
ومحاسن الشا كل بعد من محمد الله تعالى ما اولا من عاقبة غير ما فية ورقا هية غير هبة
وهل ما قرا القيسان الاحكام الصبيحة للسنن الا مجلس كوالى المرسلة بايتك النقات والنوا
بعد ما كادت مسلكه الزوايد قطع واثيرا وشكت شخصنة الامجاد وتعلم وبعد ذلك كل قد
وصل الميتا في فترات امانا وفقحات شعورنا وصوامنا منكم كتاب عن تفسير ايات الاشراق كشفا
رائى دليمان معاني بدع الاشباق مفسرنا في تحف من اصول الاخيار والساد وقرىب للتحفا
عن المراجس للولمة الضاربة مطالعة كافية في تزوير الصدق وخوضه للصدى في ايضا للسطور
مقاطعة شافعة من التهاب القلب لفرح القريب ولعمرى انه سر والحق وقرىب للصوت كتن
من نصير من الرواد تمدن لصوص القادة مقاصده في الزلة الخفا حجة بالغة من شعور منهلنا مقربة
ربانية موافقة في كنف العزير وقررة العبد كانهما شمس بارقة تنشعب منها الامم لمعات نوراً
مواحد كفاقم للقيم من اهل الفهم مكرمة كالصنف الاخرة في جريد الصدق وما من
الشيخين فيها خير كثير والطفان فوسيلة لشية للغير من الصالحين فمن ذلك المصروف صبرى لا يوزن
ماستر فيه سكر لا يحسن اسناد المصروف الا بالاضافة الى ذويه ولا يقبب معرفة جسيم الاسماء وتكريب
المحرف الا لمن هو من طروف الاسرار ومن له تميز بين الاحوال للترادفة المتداخلة عند انقلاب
الادوار والذات له اهلا وسهلا ومرجبا لغير كتاب جاء من غير واحد من ليهنك يا عفتان شاعر وشو

والله اعلم بالصواب. وبعد عجل اذا كان طبع المرء في الاصل صالحا لمناجات له الاوصاف من كل من عند
هذا كما فكلمة عنه اخبر المرء للسكينة واستغنى عنه المعرفة التي ذكرها في النظر من اوله الى آخره
واعتداه من حيث لا يظن: فاعلم للفرح في الليلة الطاهرة على ما مر في ما وجد فاما دواعي كفاية النفس
فترت ما كثر في السراب فخطه من مشي في القباب فطاف على ما يرام في القباب وترى ما به ود على
مطالبه من اصول ثلاثين منها الفصيص على خرافات ما كان لكون من جانب شيئا قد مر مره مشافهة فصار
فاعلموا انهم هم يتخلصوا من الاوصاف فانهم لم يتغصبا في الاجزاء فحق قلت في القائمة من سناك البعض
قوسه وجهه فذكر البعض من ابي فانه من ما بين كل الايات ومنها فطما في الضيق الجليل
من فقد الجاه والمال لا يخفى عجزه عن اقبال الدنيا كما لا يصفى اوجسها منه عيبا ويزيادة طيف
فالقاب من غير حب واحدا من منها جانب دائما في كاشته فيها من منحة وكثرة الله فوالله
فلا يعض عليه زمان قصير من ظلال المحرور في هذه الغيب بالارادة تركت عليه الاستاذة
ما قبل مناسفة الغنى فانه على نقصان من هذه وبعثا في الغليل اقل منه وكل فوالله الدنيا
قليل وكان على دفعه اعينه بذلك ومن يصب اليها اياك مثل فاعلم على الدوام في خروج الاصل
على ان لا يجر من جرم طعمه وجسم فضله ان يعجز عصفه ما يبدى به خذكم ويضئ بهما يتكلم
ضيقكم بالصبر فانه من افاد الله في امره ما يفي واما ان يتكلم في هذه قاله فينا
فان في الفناء في التماس والمخلت منها اشد انهم وكيف لا يوسى حوب الدهر المرور وجره في الحلاليات
ومنها لا تستغل في المصيف والغالب فيها لمكون هذه المشمة العظيمة ففهمه الكبرياء فانها بالذات
من العلو والرفعة طيبة فسر العناء في ذلك قبل ما خلعت العدم لا اجر من زين وتكسب
في ايتها والايات انما هي: ودر ما عجزوا واصبروا في الله فاجرا ما لا يتصو ولا ينفذ في
ما تاتى بها وسها وطست جرمها والفتوى عزرايتها ودوت منها والقل الغاوى منها في ايتها التامر
والقابت على الافراس في لفظ على طلبة لمرور كبت على مقتضب الاذكار في لفظ لمرور اذ
من على كنهه فلهذا والله اعلم في من ذا في ربك حيا ناطقا وهو مبهم وملك بين يديك وهو
والسلامة والكرامه.

شماره ۱۰۰
مهر ۱۳۰۴

[illegible]

شیخ و صاحب کاغذ
منقولہ خط

ادبہ لغزینہ
حضرت شاہ ولی احمد
کے نام

<p> وسلام على من قام بالهدى والكشف وشاق قلب الغاصبين بلطفه وبين فان العبد مائل الي محمد وصافه ما يوجب المحمود والسيما فاستدب الناس ان يحزن الى الله ولاسيما ذلك الجناب فان وبعد فلما قربت منك حروقة الرب بها خطا اكبر بما مشوا تقيت ان الجهر والعزاز قبل مختلف ورش السلك فيه مكانة والهما سماين بان عن فتنة لعمرك ان الشوق خرجنا بك لا خلاص هن العبد فيكم شواهد جزى الله يا كرم عن العبد خيرا </p>	<p> واحرز اصناف اليك اتم والحمد وعزوه وترك تدبير امن العظم الاله على ما فاض بالفضل والتم وعن كمال اطر الرشد والتم السلام وتحفظ احبابي من الشر والتم نفايتا ما املى وعافاة معتنهم حوت كل ما اشد من الهدى والتم قاهم الذي عني وقركت الظلم الى وان الغم والهم يصطلم لداوان الله فيه لمتنظم عليل خليل القلب فاذا الدم ليجمن عن تبيانه الروح والتم وابات البصاح كمار على علم واهي عليه كواض المهر والتم </p>
---	--

<p>وَصَانَ جَبَابُ الْعَرَبِ عَنْ سَأْتِ الْإِلَهِ وَعَنْ كَلَامِ عَشِيْقٍ وَهُوَ جَبَابُ الْمَدِينِ</p>	<p>وَصَانَ جَبَابُ الْعَرَبِ عَنْ سَأْتِ الْإِلَهِ وَعَنْ كَلَامِ عَشِيْقٍ وَهُوَ جَبَابُ الْمَدِينِ</p>
--	--

شاه صاحبزاده
خط شاهزاده مسک
دف

فرضت امره في امر الناس جميعا	الى الله وان الحفظ مأمول
------------------------------	--------------------------

الملك المنصور عبد العزيز بن يوسف السلام والفرار الى من فاق الكرام ويحضر على العاقبة والرفعة
ويستكمل على ما وصل اليه من بعض الخائفين العائفين فتوى وحصل اليه من مطالعة الكتاب والسنة ما
يعد الاخرى هذا فخرجوه من انهم لم يربوا على طلب العافية والرفعة في هذه الايام
التي هي ايام الفتن ومواسم الحرج ما قال الله تعالى وايضا كونه سائر البلاد وزينة اياه وايضا كما ينشأ
من التشعب والفرقة بينه وبين السلام.

آب كايك اوامرهم عزهم شيخ الى امر صاحب كرون

يا من اني وجه قدس صبا ياتي	ومن خزي حزمة تقضى بها تاتي
لا خجل حدى اهدى اهدى ولا خجل	لن اصعدك شنعف تقبلك
سائلك ربك في عيش وسعد	ولا يكون لك شوب البهائم
نوافي البهائم فاعطى السبع منبهه	برقوض الصعود اتيان والافان
بشرى فقد حلت امره في هذا	بدن الشرافة في فخر الملكيات
ومن البحر بغير علمه قد فحل	ان وقتر من وضع السموات
بقائه رب ان ترى بالهالكات	واينجت اهد سحر السنين انيات

بعد عرض السلام ورفعه الشوق والفرار ما قاله عبد العزيز الرضى الى ردة ربه العزيز جليله
بحيث اسره ان ثابت في بعض الحجة للعلامة وفروعا في السكة وجره اليك وصارت لا يزال تزداد
ايضا كما به في الفجر والانه وجد في احوال على ما كان من مراكيب الصفة وقص العافية والخلق
افترت الامن وادرك الاخرة وايضا لفة عظيمة وهيئة جبهة كاجل مس

وما الجيش الا في الخمول مع الفيل	وعافية قد وهبها وتوسر
----------------------------------	-----------------------

بعد ان قرأه المعين عاقبة سلمه الله تعالى كانت ذات علة ففضل الله تعالى بالذات كرهها
على المجر لانها زعمه ما قال الله تعالى في الظلم وعيب حاله عنكم صوة المظفر واحسن المهاد
اليكم في المربيع الامم ان ثابت تمك فلا تجدنا احدا على خلق امين امين امين وان من لقيت
مرجة ان في هذه الايام ما يتشابه ما يتشابه على المرحومين الذين لا يسعدوا ولا يثقلون في اتحاد الدين

شیخ شمس الدین محمد بن
احمد بن محمد بن
کلیون

مستجاباً به لا مطاوع وهو الخبير السائر الذي يكتب في الزلازل وامتنع بالارواح وعن في جملة هفتك
الطاهر وجرى في العروق في العطفة يتقلع من حيث لم تبلغ شراب ولا حزن ولم يبلغ سرى
فقلنا متى جئنا الى ورودها ما كانت تقوله اوائل العرب عند التها في يوم ليوها بد لك احد
الخبيا بل حتى ترى نجات هذا جمل امور هذه من كذا تسمى مثل انك انت اذا انتك انما تها
مجردة قد هنا كراهه تقطع مولد وترى بالخبر موروحة واطال عمره وسعدته وجعله مقرباً
الاله ورواه في ظلال اهل الله امين التي يادة تنجب السلامة والسلام والكرامه
جواب شامع من العز صاحب كايك او خفاصة محمد كوارى بياض

الى المجلس الخفيف بالذكاء والمعالى الى به سيدنا وسندنا وامننا ومكان الارواح في جدران
فخيرة فادونا من الله يا الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم

بعد دعاء السلام والاكرام	فريق في الغفيرة في الارقام
ان هذا الغفيرة محفوفة	من شؤنهم ان حان الغفيرة
يسئل الله بعد كل صلاة	ان يباهيه فافض الارقام
ويعا في جيبهم ففقر الارقام	من ذكره ونسوة وعظام
انهم ان البسلا فأسد لا	عن يادى الغفيرة والافلام
عبر غامى عليك ما صنعت	فكم سكرت كاهت النشاشام
خفصوا كل قس يرمي ومضوا	بفصوص الغفيرة والافلام
عنيتهم الله من الارواح	فقدت الله من الانعام
لنهيوا بعدة من الاموال	او تفقر بعدة من الايمان
وسفوا كل من تعنت منهم	من فقام اننا مكرام النعام
ذهلت كل مرتبة عفا	ارصته وكل ذات فقام
ان هذى الامور من جرة	فيه فلتعتن او الى الاحلام
كيف ما سلط الشر على الله	ان من حانك ومن خدام
والى الله فندكى منهم	انه ذو الجلال والاکرام

نعم رب كايك
عليه وسلم

هذه حالهم من الرفة	كل يوم تنزى في الارقام
وخفى المسلمين عنى خفى	قد مسرى فيهم عزول عظام
معهد افليس عند هم	هبة يرتقى ذرى الارقام
فاذا جاء عند هم فنح	امرو ان تجهزوا بنجام
نثم لكنا شئنا اجمعا	يستشرون وادى كل حرام
لم يبق منى على مقربة	نثم يستقسمون بالانعام
لويروند وانك اركب العدد	بل يروند وسد باب دعام
داهمم ذلك لويروند	قطر دهمهم لطيف عظام
ان شكاهم اليهم احد	دفعوا الومة بزور كلام
والنصارى من الغفيرة	عرفوا بالولى دعى دعام
ياخذون الحس لم منصف	جسم من دسمو باسم امام
ويريدون اقطاع الملك	من دوى الارض صايج الام
ويريدون اقتلاذ المال	من ذوى المال اولى الارقام
خرجت حز بهم من الارقام	خفيت صنفهم عن الارقام
قد عدى الامر من حوز ادب	وقد دى عن لقام كلام
ليس عند الاديب معتبرا	من سعي عن الحافقات مقام
لويصل من جنابكم خط	ومضت مدة من الارقام
واشتياق بقرب حضرتكم	من حوالا يتهم بالافلام
ساعة المحرقة في الاشتراق	قد تقوى السنين والاعوام
لكن الشئون من جنابكم	ان قواسم من المكرام
وصلوا رصاة الوداد بما	فيه طيب وفيه برود اوام
مسلم الله ذاكهم ابد	ما افاد الضياء من برود
لقد اوجزت حقيقة الابرار	وضممت السلام بالاكرام

شاہدوں کے
مقامین کا قتل

۴	تشریح میزان انطق	امام کتاب کریم بن علی میرزا حسن خلیف	متعلق کتب
۵	چند عرشی بیع ایزران	ایضا	در عرشی بین
۶	چند عرشی بر شمع عقاید	ایضا	متعلق عقاید
۷	غزل القادح فغان از بندگان	ایضا	متعلق ملاح

۱۰	نام کتاب	تاریخ ابن کثیر	مکتبہ شریف	مکتبہ کبریٰ
۸	جلد نام	تاریخ ابن کثیر	مکتبہ شریف	مکتبہ کبریٰ
۹	عربی میں	مکتبہ شریف	مکتبہ شریف	مکتبہ کبریٰ
	شمارہ	۱	۱	۱

ماہنامہ کی
وقت

<p>نکستہ کی</p> <p>چو کہ شاد صاحب کے تمام ذراعات غایت بساط فصیح کیساتھ حیات غریزی میں گو چکا ہوں بیٹے مرشدی</p> <p>انتقال کا دل نکلمیں میں غزلوں کو کھڑکڑا ہوں ظلمیں سے اے آج کے باقی حالت حیات غریزی میں رہ سکتے ہیں</p> <p>شاہ صاحب نے یہ سوال فرمایا جب وقت صبح میں کھڑکی پر بن سفر کرتے قبل کیا بعض مہزوں میں</p> <p>چو کہ ملک کی تاریخ و اوقات میں مہزوں کے بین بین میں میں ملک انتساب کے ناظر میں کی نسبت میں پیش</p> <p>مہزوں قطعہ اول</p>	
<p>قطعہ تاریخ از جناب لانا شاہ زوف احمد صاحب نقشبندی</p>	<p>شاہ عبدالعزیز بن فخر مہمان</p> <p>صبح یک شبہ بختیہ شوال</p> <p>سن میری چہرہ تر یافت</p> <p>سال خوشی میری پیداست</p> <p>خواری زانہرہ کوکبا زینش</p> <p>یکسہ زینہ زو ضرب کن درود</p> <p>در صدد بہت چاہا ہستے را</p> <p>پس نہتہ مان زو عدا و ریاب</p>
<p>قطعہ تاریخ از جناب حکیم مومن خان صاحب ہمدانی</p>	<p>انتخاب خدین مہزوں کی حمد اہستہ</p> <p>مہمان ملک بدر شرف فرما کی ہے</p> <p>بے ستر ہے چرخ کو کہ بیان ہے گینا</p> <p>جب اٹھائی نقش اے علام تو دانا ہوا</p> <p>مہمان کو فاسک پہنچا دے کہ کہتے ہیں</p>

شاه صاحبزاد
دہلیات

شاہ صاحب کے انتقال کے بعد مراد علی شاہ نے اپنے چچا کے حوالے سے جو کچھ حالات زندگی میں
 جوش مروتی دیکھ کر یاد کرنا چاہے گا یا یاد دلانے کی ضرورت نہ ہو وہ یاد کر لے گا۔ لہذا آپ کی تعظیم ہی میرے
 لیے ایک شوق کی گئی جب تک کہ یاد دلانے کے لیے شوق سے باہر نکل کر جانا چاہا۔ لوگ جرق جرق آتے اور نہایت جلد
 کہنے لگے کہ یہ سن کر ہرے آتے ہیں۔ غلامی کی غلامی نہ ہو گی۔

مولانا شاہ فرید الدین صاحب

[illegible]

ملا وہ حدیث و تفسیر کے فضائل کلام اصول و فروع میں بہت زیادہ کمال رکھتے تھے اور ان میں سے
کروڑوں کمال پہنچا کرتا تھا اور چونکہ آپ کی طبیعت ازاد و تر عبادت دوست اور طرح نزاد و تہ پرست واقع ہوئی
اس لیے آخر عمر میں سرپرستہ تدبیر کا نہ سے پروگرام نہ لپیختی تھی اور پیش عبادت الہی میں مصروف
رہتے تھے تاکہ اوقات اسجد بھی تھے کہ شاید سلف صالحین کے نمونہ میں ہر ایک کے کام کے اقتداء سے
ہو گئے اور چونکہ آپ کی ساری بہت عبادت الہی اور تقویٰ شکاری میں مصروف تھی۔ لہذا نظر علی اور انشا پر کمال
کی طرف آپ کا میلان بھی تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کا کوئی کلام باوجود مختصرات کے بھی دستیاب نہیں ہوا۔

جناب مولانا شاہ عجم القادر صاحب

آپ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے فرزند رشید اور مولانا شاہ عجم کے سرپرست و صاحب و شاہ فرخاویں مہاراجہ
کے بھائی ہیں۔ ابو حنیفہ صاحب فرخاویں کے علمی تجربہ اور فطری جہر کی خوبی کا اظہار کرنا بلا لاف و ادعا
میں ان صاحب کی تالیفی و رویشانی کی قدریں اسی جگہ کی شاعرانہ اور تیز کرکوں کے ساتھ کرنا اور آپ کے فضل و کمال کی
توصیف کا ذکر کرنا بالکل مناسب ہے جو آسمان کی برج مرفی کی رست و لہجہ میں کے ساتھ۔

شاہ عجم القادر صاحب بچپن کا سرپرست و شفقت و احسان و مہربانی والہ کے ساتھ ماضیات
میں بہرہ کیا اور تمام دنیا کی آپ ہی سے تحصیل کی لیکن باختمیت فیض کے حامل کرنے کیلئے والد بزرگوار کے
طاعہ و دیگر کاروبار میں اوپر کمال کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ آپ اپنے زمانہ کے اہل کمال کے نمونہ
نمائند و تہذیب و حرمت کی نگاہوں میں سدھجے جاتے تھے اور فضلہ کے حلقہ میں اپنے مزار سے جیسے ہی ملاقات
میں ان کی صف میں بد کمال باختمیت کے نمائندہ ہوتے چاروں فریق میں برقی قوت کا لہجہ کی پوری شکل کا جہت
اور وہ دوا و لہجہ کے ساتھ نمائندہ وقت کے معلوم بالکل بے رفق اور کھراج تھے اور بڑی جوشی کہ اپنے زمانہ
میں سادہ دین و رات کی گزیر میں پیش آپ کے سامنے نکلی جتنی میں سبھی تہمت کے طاعہ و مہربانی اور ان بھی آپ کو
است کچھ نہ مل تھا جتنا جتنی دلی اور تنگ کے جہت کے گونٹ کا دست آپ کی عزت افزائی کی بیان سے بہرہ
قدوس کے تمام شہادت اور امرار جویش آپ کے سامنے گزرتی ہوئی کھڑے رہتے تھے اور آپ کے اشارہ کی تعمیل
بے باز و تہذیب و حرمت تھے غرض کہ یہی تہذیب و مہربانی اور ان کی مہربانی سے توجہ فیاض اہل سے
آپ کے حلقہ کھابور

شاہ عجم

شاہ عجم القادر صاحب کے فضائل و مناقب کا بیان کرنا کمال رکھتے تھے اور ان میں سے
کروڑوں کمال پہنچا کرتا تھا اور چونکہ آپ کی طبیعت ازاد و تر عبادت دوست اور طرح نزاد و تہ پرست واقع ہوئی
اس لیے آخر عمر میں سرپرستہ تدبیر کا نہ سے پروگرام نہ لپیختی تھی اور پیش عبادت الہی میں مصروف
رہتے تھے تاکہ اوقات اسجد بھی تھے کہ شاید سلف صالحین کے نمونہ میں ہر ایک کے کام کے اقتداء سے
ہو گئے اور چونکہ آپ کی ساری بہت عبادت الہی اور تقویٰ شکاری میں مصروف تھی۔ لہذا نظر علی اور انشا پر کمال
کی طرف آپ کا میلان بھی تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کا کوئی کلام باوجود مختصرات کے بھی دستیاب نہیں ہوا۔

شاہ عجم

مستعدان کا اہل کاسہ دے۔ چونکہ گویا نام کو گونہ بہ بات اظہار میں اس پر ہی کہ جنہیں ہر ایک شہری
پر مشورہ سمجھتے تھے اور ہنگامہ بد وقت گزرنے میں پچاس سے کھرباں رہتے تھے۔ وہ حقیقت میں دین کے
سازین تھے۔ چنانچہ دولت کے طبع میں امر میں کو چھپاتے اور بد میں نہ رہنے دیکھتے رہے۔

مراد شہید کا

حقیقت میں جو ان میں اس وقت مسلمانوں کی تین تہیں اور جن سے اسلام شریک و بدعت میں گئی تھی
ہو ا تھا۔ مولانا شہید نے انہیں صلی علیہ وسلم کے دیکھا دیا اور قرآن و حدیث سے ان کی ایسی تردید
کی کہ وہ اکابر اور جہت سے اصرار کیا اور بے شک و بدعت کے ہر شخص کے دل میں سے اسلام کی رو
پھینکے گئی وہی کے نام ہے نازی لوگ پابندی کے ساتھ نازین چھٹے گئے اور مراد سے واسطے کو ایسی
ناز کی توفیق ہوئی کہ ان سے سب میں نماز بعد کے سنے و کثرت ہوئے گئی جو عید کا دین ناز عید پر کیے
ہو کر گئی ہے اور جن کی مثال آج تک نادر ہے۔ یہ ناکیر الہی اور مولانا کی صدق نیت و غرض کا برہنہ
آتش ہے جو اس وقت تک ایک مال پر چھپا ہوا ہے۔ بیشک اس ایدہ سنت کا خواب آج کے زمانہ کے
چشم بین آج تک کہہ گیا اور انشا اللہ آئندہ قیامت تک کہہ دیا جائیگا۔ بعد ازاں ایک۔

مولانا شہید کی حالت تھی کہ بعد از رسد شہید کو جامع مسجد میں مجلس و خطا مرتب کر کے اور وزیر
لوگ قریب کے قریب آ کر جمع ہوئے تھے اس چار روز کے عرصہ میں عوام الناس کو قیامت کا حال
دہوتا دیکھ کر ہر طرف سے گروہ میں ایک عام قراصل پھیل گئی اور ہر شخص کو تکانہ دیکھتے مولانا آئندہ غلط
کیا و نہایت۔ عام طلبہ غلامات ہذا کو غریبوں کے اطاعت طبع میں کے شہسوی پیدا ہوئے اور بعد ازاں طلبہ طر
بہتے خیال میں غلاموں اور اہل طہارتنا اور سب سے تکانہ کر کے غلاموں میں مولانا کی آواز کو ایک بات میں بند
کر دیوں گا۔ لیکن شہسوی نہ صرف شہسوی بلکہ جہت سے دیکھا جاتا ہے کہ مولانا کی مولیٰ مولیٰ ذی بری پرستی ملی
کے تمام طلبہ پر عجیب و غریب طبعی حال رہی تھی اور آپ کی تقریر میں وہ جادو ہوا تھا کہ لوگ کہہ دیں سے
اور ادھر کر کے جاتے تھے کہ میں غلاموں میں مولانا شہید کی مخالفت کرتے تھے لیکن وہ ان کو خاموشی کے اور کچھ
میں نہ تھا۔ آپ بنائے غلاموں میں چلے گئے شہسوی کے ظہر پر فرماتے اور ان کی باجمیت سے وہ ہر زبان کو
بیتوں کو ہر شخص اپنے شہسوی کا جواب پالینا کہ صلی علیہ وسلم کا خدشہ باقی نہ رہتا تھی کہ شہسوی تمام جگہ کے بعد کسی کو یہ
خفا میں نہ رہتا کہ ان مشہور بات کو ہر زبان سے بیان کر کے طالب علم ہو۔ جو غلاموں میں محمد مناصد اور
طالب شریک و بدعت کی تہذیب اور آئینہ سنت کی نسبت برکت سے آپ کی تقریر نہایت صاف اور نفی ہوئی تھی

مستعدان کا اہل کاسہ دے۔ چونکہ گویا نام کو گونہ بہ بات اظہار میں اس پر ہی کہ جنہیں ہر ایک شہری
پر مشورہ سمجھتے تھے اور ہنگامہ بد وقت گزرنے میں پچاس سے کھرباں رہتے تھے۔ وہ حقیقت میں دین کے
سازین تھے۔ چنانچہ دولت کے طبع میں امر میں کو چھپاتے اور بد میں نہ رہنے دیکھتے رہے۔

حقیقت میں جو ان میں اس وقت مسلمانوں کی تین تہیں اور جن سے اسلام شریک و بدعت میں گئی تھی
ہو ا تھا۔ مولانا شہید نے انہیں صلی علیہ وسلم کے دیکھا دیا اور قرآن و حدیث سے ان کی ایسی تردید
کی کہ وہ اکابر اور جہت سے اصرار کیا اور بے شک و بدعت کے ہر شخص کے دل میں سے اسلام کی رو
پھینکے گئی وہی کے نام ہے نازی لوگ پابندی کے ساتھ نازین چھٹے گئے اور مراد سے واسطے کو ایسی
ناز کی توفیق ہوئی کہ ان سے سب میں نماز بعد کے سنے و کثرت ہوئے گئی جو عید کا دین ناز عید پر کیے
ہو کر گئی ہے اور جن کی مثال آج تک نادر ہے۔ یہ ناکیر الہی اور مولانا کی صدق نیت و غرض کا برہنہ
آتش ہے جو اس وقت تک ایک مال پر چھپا ہوا ہے۔ بیشک اس ایدہ سنت کا خواب آج کے زمانہ کے
چشم بین آج تک کہہ گیا اور انشا اللہ آئندہ قیامت تک کہہ دیا جائیگا۔ بعد ازاں ایک۔

مولانا شہید کی حالت تھی کہ بعد از رسد شہید کو جامع مسجد میں مجلس و خطا مرتب کر کے اور وزیر
لوگ قریب کے قریب آ کر جمع ہوئے تھے اس چار روز کے عرصہ میں عوام الناس کو قیامت کا حال
دہوتا دیکھ کر ہر طرف سے گروہ میں ایک عام قراصل پھیل گئی اور ہر شخص کو تکانہ دیکھتے مولانا آئندہ غلط
کیا و نہایت۔ عام طلبہ غلامات ہذا کو غریبوں کے اطاعت طبع میں کے شہسوی پیدا ہوئے اور بعد ازاں طلبہ طر
بہتے خیال میں غلاموں اور اہل طہارتنا اور سب سے تکانہ کر کے غلاموں میں مولانا کی آواز کو ایک بات میں بند
کر دیوں گا۔ لیکن شہسوی نہ صرف شہسوی بلکہ جہت سے دیکھا جاتا ہے کہ مولانا کی مولیٰ مولیٰ ذی بری پرستی ملی
کے تمام طلبہ پر عجیب و غریب طبعی حال رہی تھی اور آپ کی تقریر میں وہ جادو ہوا تھا کہ لوگ کہہ دیں سے
اور ادھر کر کے جاتے تھے کہ میں غلاموں میں مولانا شہید کی مخالفت کرتے تھے لیکن وہ ان کو خاموشی کے اور کچھ
میں نہ تھا۔ آپ بنائے غلاموں میں چلے گئے شہسوی کے ظہر پر فرماتے اور ان کی باجمیت سے وہ ہر زبان کو
بیتوں کو ہر شخص اپنے شہسوی کا جواب پالینا کہ صلی علیہ وسلم کا خدشہ باقی نہ رہتا تھی کہ شہسوی تمام جگہ کے بعد کسی کو یہ
خفا میں نہ رہتا کہ ان مشہور بات کو ہر زبان سے بیان کر کے طالب علم ہو۔ جو غلاموں میں محمد مناصد اور
طالب شریک و بدعت کی تہذیب اور آئینہ سنت کی نسبت برکت سے آپ کی تقریر نہایت صاف اور نفی ہوئی تھی

مستانی میں ہو گئے۔ آپ کے نام کا خط لکھ کر لایا اور سب سے پہلے نام و مقام تسلیم کیا اب آپ اپنے فوج کی
سنگی کی طرف متوجہ ہوئے اور مولانا شہید شکر اسلام کے جہل مقبر ہوئے۔ اس لشکر کی
بناؤ جہل کے غارت سے حرکت کی اور غارت سے نکل کر ہستہ آہستہ آگے قدم بڑھایا چند روز تک سفر کر
فرمایا سلامین خراج کی ایک قسم تو آپ کے پاس آئے لگا اور پشاور اور بعض مقام دیگر سکون کی جگہ مل گئی
مگر زبان اسلام کے طرف میں آگئے۔

مولانا شہید کا رعب سکون پر اس قدر بھاریا ہوا تھا کہ وہ کچھ ناک دینے پر مجبور تھے مگر ابھی ہو گئے لیکن کچھ
آپ کو ترمیم اسلام پیش نظر تھی اس لیے آپ نے اس بات کو قبول نہیں کیا اور کئی سال تک جنگ مسلح
یوں ہی چلا گیا۔ قوم افغانہ چونکہ نہایت لالچی اور بزدل نہ تھے۔ سکھوں کی اغواست نہ ہو گئے اور میں ہر کہ
جنگ میں آپ نے غالی و غارت کی قسمت میں دولت شاد و طعی تھی اور غلیظہ ارشاد دہا کیو ملنا تھا
اس لیے آپ بالکل مطمئن اور بخوف و قناعت کے یہاں نہ تھے جو جانے اور ایک ایسے نازک موقع پر ساتھ چلے
دیتے تھے کچھ تشویش لے لے سبک میں مین جہاں مہتر طرح بان توڑ کر آپ سکھوں کے رستہ میں ستر ڈیا
اور دینے کے قابل ہے۔

اعراض اور سخت خوریزی کے مولانا محمد امین صاحب اور مولانا سید احمد صاحب کو کٹر مخالف تھا
مسلمانوں کے بالاکوٹ کے قریب شہید ہوئے مادیہ جانکاہ واقعہ بقول ایک مورخ کے مادیہ ۱۳۲۰
بہ قریب میں آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام شد

خاتمہ کتاب

آج شہر دارم انظر زندہ ہر دست کر زمین الفتات برین غرض پوری
مہر زمانہ نظر میں دے مار چنانہ و اتمات لکھنے اور گزشتہ حالات کی مہمہ اور وہ چسپ تھی کہ زمین کوئی شکل
اور زمین کی زمین و اتمات کی تلاش جو پور کرنا جنہیں مودودان نے عام جزئیات و مودودی حالات کے بعد
نہا کر دیے ہیں اور ہر اتم کی نسبت فیہ مودی چنانہ جزین کہے زمین زمانہ کی طرز رفتار کے مطابق
ہے پشیمان نہایت اہم اور شکل بات ہو۔ اس اہمیت اور شکل کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جس کو یہی
نام کیا ہو۔ ایک ایسے صاف اہلکار کو جس سے جس نے مذکورہ امور کا التزام اپنا منہجی فرما دیا
پہ چنانہ چاہیے کہ اس قسم کے اتمات ممکن کر کے وقت اسے کن کن مشکلات اور مودودان کا سامنا کرنا